سفرِ آخرت

میت اور جنازہ کے احکام و مسائل

www.KitaboSunnat.com

تالیف: مفتی محمد عبداللہ سعید خان عفیف حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ

دار المعرفۃ
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

انتساب

میں اس کاوش کو
اپنے برادر اصغر مولانا سعید احمد حنیف سلفی رحمہ اللہ
کے نام
انتساب کرتا ہوں

جو ہفتہ عشرہ صاحب فراش رہ کر تقریباً ۷۱ برس کی عمر میں بروز جمعرات مورخہ ۶ جون ۲۰۱۳ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جنہیں متوفی لکھتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی، ہاتھ کانپتا، قلم لرزتا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ آنکھیں پُرنم "ولکن لا نقول ما یرضی ربنا" مرحوم نام کے سلفی نہ تھے، ان کا تقویٰ، طہارت، عفت و نزاہت، اسلامی طرز زندگی، مومنانہ اقدار و کردار اس پر شاہد عدل ہیں کہ مرحوم سچ مچ سلفی الفکر، سلفی العقیدہ اور سلفی المنہج، صاحب صدق مقال، ستودہ خصلت باوفا، ذو وقار اور شرافت شعار عالم دین تھے، نفسات و لطافت کے مرقع، زہد و قناعت کے خوگر، عفت و عصمت کے پیکر، پاک باز، حق نواز، جود وحیا کی کان اور مستجاب الدعوات انسان تھے۔ اخلاق حسنہ، عادات سنیہ اور اطوار مرضیہ سے متصف ولی اللہ تھے۔ دعوت الی اللہ میں بڑے بے باک اور فریضہ الامر بالمعروف و النھی عن المنکر کی بجا آوری میں بلا کے جسور اور غیور تھے۔ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے تحفظ میں عشرہ محرم میں افسران جھنگ کو پوری جرأت کے ساتھ خطاب کرتے تھے جس کی وجہ سے سرکاری مہمان بھی رہے۔ فرض شناسی اور فہم و فراست کا یہ عالم کہ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث باب عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) جھنگ شہر میں ۴۳ برس مسلسل خطبات اور نماز پنجگانہ اوّل وقت پڑھانے اور درس قرآن مسلسل دیتے رہے۔ درس قرآن احکام و مسائل پر مشتمل اس قدر علمی اور مفصل ہوتا کہ ۴۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برس کے طویل عرصہ میں صرف دو دفعہ قرآن مکمل کر پائے۔ مکتبی تعلیم کے علاوہ ترجمہ قرآن کی کلاس اور تعلیم بالغاں کی کلاس بھی جاری رہی۔ یوں جماعت اہل حدیث کی دونسلوں کو عقیدہ سلف صالحین اور مسائل ضروریہ کی تعلیم دیتے رہے۔ سنن اربعہ اور صحیح بخاری مکمل پڑھانے کی سعادت بھی اپنے دامن میں سمیٹ چکے تھے۔ ذکر و فکر، صبر و شکر، قناعت و استقامت جیسی مطلوبہ اقدار طبیعت ثانیہ بن چکی تھیں۔ قبول عام اور ہر دلعزیزی کا یہ عالم کہ دیو بندی اور بریلوی حلقوں میں محترم اور عالم باعمل گردانے جاتے تھے۔ کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے جھنگ کو خیر آباد کہہ آئے تھے اور گاؤں میں والد گرامی قدر حضرت مولانا محمد حسین رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹۲م) کی تعمیر کردہ مسجد محمدی اہل حدیث میں باقاعدہ جمعہ و جماعت اور مکتبی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا اور یوں مرض الموت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

زندگی کا آخری جمعہ پڑھا کر مسجد سے باہر آتے آتے دوران سر شروع ہو گیا اور ہفتہ عشرہ بیمار رہ کر اپنے خالق سے جا ملے۔ انا للّٰہ وانا والیہ راجعون۔

ان کی وفات حسرت آیات پر پورا خاندان، جھنگ شہر کی مرکزی مسجد اہل حدیث اور گاؤں کی محمدی مسجد اہل حدیث اداس ہیں۔ بقول غالب:

ہر اک مکاں کو ہے مکیں سے شرف اسد
مجنوں جو مر گیا ہے سارا جنگل اداس ہے

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ بِفَضْلِكَ الْعَمِيْمِ مَسَاعِيَهِ الْجَمِيْلَةَ وَاغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَادْخِلْهُ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ وَاَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النّارِ۔ آمین ثم آمین .

طالب الدعا

محمد عبید اللہ خاں عفیف

بانی مسجد امۃ العزیز اہل حدیث

محمدی بلاک رحمت ٹاؤن، فیصل آباد

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کسی کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔ دنیا میں ہر نظریہ کے متعلق اختلاف موجود ہے۔ حتیٰ کہ خدا رسول اور نظام کائنات کے بارے میں مختلف مذاہب کے درمیان الگ الگ آراء پائی جاتی ہیں مگر موت اٹل حقیقت ہے جس کے متعلق دنیا میں کوئی اختلاف نہیں ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ ایک دن اس کی دنیاوی زندگی کا تسلسل یقیناً ختم ہو کر رہے گا۔ جب اس کی موت کا وقت آئے گا تو دنیا کی کوئی طاقت اور اعلیٰ سے اعلیٰ سائنسی اسباب اور وسائل اس کو موت سے نہیں بچا سکیں گے۔

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾

”سو جس وقت ان کی معیاد معین آ جائے گی، اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔“ (الاعراف : ۳٤)

موت کے متعلق تمام ادیان اور سائنس متفق تو ہیں، وہ ہمیں موت کے بارے میں باتیں بتاتے ہیں لیکن ایک حد ایسی آتی ہے جہاں سے آگے سوائے اسلام کے کوئی مذہب یا سائنس جواب نہیں دے سکتی۔

اسلام، یہودیت اور عیسائیت ...... ان تینوں مذاہب میں دیگر کی نسبت موت پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ مگر اسلام نے موت کو سب سے تفصیلاً بیان کیا ہے اور اپنے پیروؤں کو ہمیشہ موت کے بعد کی زندگی کو حقیقی زندگی مان کر دنیا میں صالح کردار پیش کرنے کی نصیحت کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾

(النسآء : ۷۸)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی گو تم مضبوط قلعوں میں ہو۔“

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾

(آل عمران : ۱۸۵)

”ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے اجر پورے پورے دیے جاؤ گے۔“

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ٥﴾ (العنکبوت : ۵۷)

”ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

اسلام نے صرف زندگی کے احکام و مسائل بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مرنے کے بعد کے احکام و آداب بھی سکھائے ہیں۔

میت اور جنازہ کے متعلق اسلامی احکام و مسائل اور اس موقع پر کی جانے والی رسوم و بدعات کو محترم و مشفق بزرگ شیخ الحدیث ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبید اللہ خاں عفیف حفظہ اللہ نے اس کتاب میں بے حد صراحت و وضاحت سے بیان کر دیا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کون کون نصیحت حاصل کرتا ہے۔

آخر میں ، ہم عزیزم عمر فاروق قدوسی حفظہ اللہ کا شکریہ لازمی ادا کرنا چاہتے ہیں کہ جنھوں نے اپنے انتہائی قیمتی وقت سے ہمیں وقت دیا اور پوری کتاب کو پڑھا تاکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ رہے جو فرقہ واریت یا حکومت پاکستان کے نئے قواعد وضوابط کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کی آل و اولاد کو خیر والے راستے پر گامزن رکھے۔ آمین

اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ وہ اس کتاب کو جملہ معاونین کے لیے آخرت کا ذخیرہ اور دُنیا میں خیر اور بھلائی کا سبب بنا دے۔ آمین یا رب العالمین

آپ کا بھائی

ابو ابراہیم ابراہیم

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

قرآن و حدیث میں ایک مسلمان کو جس طرح زندگی کے ہر ہر مرحلہ پر راہنمائی دی گئی ہے۔ اسی طرح ماتم کے بارے میں بھی بتا دیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے مر جانے کے بعد زندوں اور پسماندگان پر کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں ان کو کیا کچھ کرنا اور کن کن باتوں سے بچنا چاہیے۔ چنانچہ حالت مرگ تجہیز و تکفین، غسل، نماز جنازہ، قبر تدفین اور اس کے بعد کے لیے شریعت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف سلام و تحیة) میں تفصیلی ہدایات دے دی گئی ہیں۔ جن کا معلوم ہونا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے تا کہ وہ جہالت کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں نہ مارتا پھرے۔ مگر افسوس! اس طرف سے عموماً بے توجہی اور لا پرواہی بڑھتی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ناواقفیت کے سبب مشروع و مسنون احکام تو ہو نہیں پاتے لیکن اس کی جگہ شرکیہ عادات، قبیح رواج و رسومات اور قسم قسم کی بدعات نے لے رکھی ہے۔ جو ایسی رچ بس رہی ہیں کہ شرعی احکام کو نظر تعجب بلکہ حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔

بنا بریں سنت رسول (ﷺ) کے داعی اور دینی غیرت کے حامل علمائے کرام "شَکَرَ اللّٰہُ مَسَاعِیْھِمْ" نے اس غلط صورتِ حال کا ہمیشہ نوٹس لیا اور اس معاشرتی روگ کی تشخیص اور علاج کی ہر ممکن کوشش میں لگے رہے جیسا کہ اُن کی تالیفات اور تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے جو ہر دور میں اصلاحِ عوام کے لیے لکھی گئیں۔

برصغیر ہندو پاک میں جس تحریک نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بعد اصلاح امت کا بیڑا اٹھایا اُن کے پروگرام میں یہ بھی تھا کہ ماتمی رسم و رواج، بدعات اور شرکیہ عقائد و اعمال کی دلدل سے مسلمان عوام کو نکالنے اور مسائل صحیح شرعیہ کی تعلیم عام کرنے کا اہتمام کیا جائے چنانچہ اگر ایک طرف مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ کی "اربعین مسائل و مأة

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسائل" مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی "کتاب صراط مستقیم" اور "کتاب ایضاح الحق الصریح فی احکام المیّت والضریح وکتاب (تکملة تقوية الایمان) تذکیر الاخوان" میں ماتمی رسومات کی حقیقت و وضاحت اور اس کی تردید کی گئی ہے تو دوسری طرف سنت کے مطابق احکامِ جنازہ میں بھی متعدد کتب لکھی گئیں۔ چنانچہ مجدد علوم حضرت مولانا سید نواب صدیق حسن خاں تغمده الله برحمته کی تالیف قصية المقدور مولانا سید رحمت العلی رحمہ اللہ کی کتاب "الکلام المبین فی بیان التجهیز والتکفین" (۴۶ صفحات، طبع احمدی لاہور۔ تاریخ طبع ندارد) اور محقق محدث مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی کتاب الجنائز وغیرہ کتابوں میں مسنون احکامِ جنازہ تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ حال ہی میں دمشق کے مشہور محدث شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی احکام الجنائز نامی ایک ضخیم کتاب طبع ہو کر آئی ہے جس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے جسے ہمارے فاضل دوست مولانا محمد عبیداللہ عفیف زید فضله نے تالیف فرمایا ہے جس میں احکام و مسائل جنازہ اور ماتم کے سلسلہ میں رواج یافتہ بدعات و رسومات پر بھرپور مدلل تنقید، دونوں باتوں کو یکجا کر دیا گیا ہے جس کے ایک نظر دیکھنے سے اندازہ ہو سکے گا کہ جذبہ تبلیغ سے سرشار ہو کر لکھی گئی اس کتاب میں کافی محنت و جستجو اور تحقیق و تفصیل سے کام لیا گیا ہے جس کے ہوتے ہوئے دوسری کسی کتاب کی شاید ہی ضرورت پڑے گی۔ بلاشبہ یہ کتاب "مَا قَلَّ وَدَلَّ" کا مصداق ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جناب مؤلف "كَثَّرَ اللّٰهُ فِينَا اَمْثَالَهٗ" کے علم و عمل میں برکت عنایت فرمائے بہترین جزا سے نوازے۔ اس تالیف کو اپنے بندوں کے لیے نافع بنائے اور ہم سب کو اخلاص فی العمل کی توفیق بخشے۔ آمین!

ابو الطیب محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

۱۰/ ذوالقعدہ ۱۳۹۷ھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

(از...... جناب والد بزرگوار الشیخ محمد حسین رحمہ اللہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ .

اہل علم پر یہ مخفی نہیں کہ سوائے دو چار اقوام کے ہندو پاک کی تمام مسلم اقوام کا تعلق ہندومت سے ہے۔ مبلغین اسلام کی پیہم اور شبانہ روز تبلیغی اور اصلاحی کاوشوں سے یہ اقوام حلقہ بگوش اسلام ہوئیں چونکہ ہندو رسومات وتوہمات سے ان کا صدیوں بلکہ ہزاروں سال پرانا سابقہ تعلق چلا آ رہا تھا اور یہ رسومات وتوہمات نسلا بعد نسل ان میں منتقل ہوتے چلے آ رہے تھے۔ اس لیے ان نومسلم اقوام نے اسلام قبول کرنے کے بعد ان غیر شرعی رسومات اور توہمات کو جھٹک کر پرے پھینک دینے کی بجائے ان کا نام تبدیل کر کے ان کو اسلام میں سمو دینے اور کھپا دینے کی سعی نا مشکور ہی کو مناسب سمجھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندو رشیوں کی رسومات، سادھوؤں کے توہمات اور جوگیوں کے جوگ نے خانقاہی نظام کا روپ دھار لیا جو کسی طرح بھی اصل اسلام کے عقائد صحیحہ اور تعلیمات کے ہم آہنگ نہ تھا۔

اس خانقاہی اور قبوری نظام نے بڑی سرعت سے عوام کالانعام میں قبول عام حاصل کر لیا کہ آناً فاناً ہندومت کے فرسودہ توہمات اور بے ہودہ رسومات کے دبیز پردے سنت مطہرہ پر چھا گئے اور آج یہ حالت ہے کہ اہل بدعت نے اپنی نفسانی اور سفلی کارستانیوں سے اسلام کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا ان لوگوں نے جہاں اسلامی عقائد و اعمال کے چوکھٹے میں شرک اور بدعت کا رنگ بھر دیا۔ وہاں جنازہ کے مسنون مسائل کو بھی بدعت کا ملغوبہ بنا کر دم لیا: "قَلَّلَ اللّٰهُ سَوَادَهُمْ"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ ہمارے اکابر اسلاف نے اس محاذ پر بہت کچھ کام کیا ہے۔ "شَكَرَ اللّٰهُ مَسَاعِيَهِمُ الْجَمِيْلَة ." تاہم ایک عرصہ سے یہ ضرورت بڑی شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی تھی۔ کہ مسائل جنازہ کے نام پر ان مروجہ رسومات کا غیر جانبدارانہ تحقیقی جائزہ لیا جائے، چنانچہ برخوردار محمد عبیداللہ خاں عفیف "بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِهٖ وَعِلْمِهٖ" نے ایک حد تک اس ضرورت کو پورا کرنے کی بتوفیق اللہ کوشش کی ہے۔

اس لیے ضروری تھا کہ کتاب وسنت کے دلائل قطعیہ اور براہین ساطعہ کے تناظر میں اکابر علماء احناف کی تصریحات اور فتاویٰ چونکہ قند مکرر کا حکم رکھتی ہیں۔ چنانچہ ساتھ ساتھ فقہ حنفی کی متداول کتب کی تصریحات اور فتاویٰ بھی قارئین گرامی قدر کے سامنے لائے جائیں۔ لہٰذا فتح القدیر شرح ہدایہ ملا ابن ہمام، مرقات ملا علی قاری، فقیہ شامی کی ردالمختار، ابن نجیم کی بحر الرائق، فتاویٰ بزازیہ، فتاویٰ قاضی خاں، فتاویٰ عالمگیری، تصنیفات قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تصنیفات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی، فتاویٰ شاہ رفیع الدین، فتاویٰ عبدالحی لکھنوی، مسائل شاہ محمد اسحاق، احکام شریعت فاضل بریلوی احمد رضا وغیرہم کی متفقہ تصریحات سے نہ صرف یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ مسائل جنازہ کے نام پر مروجہ رسومات کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ علامہ البیرونی اور اہل حدیث نومسلم علامہ عبیداللہ مالیر کوٹلوی کی تحقیق انیق کے مطابق یہ سب غیر اسلامی رسم و رواج ہیں جن کو مذہب کے نام پر اپنا رکھا گیا ہے۔ گویا

کسے خبر تھی کہ لے کے چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

باعماق قلب دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل عمیم، کرم عظیم اور عطاء ونوال کے فیضان بے غایت و بے نہایت سے برخوردار کی اس مختصر سی اصلاحی کاوش کو قبول فرما کر بارآور فرمائے۔ اپنے بندوں کے لیے اس کو نافع بنائے اور ہم سب کو کتاب وسنت کے خالص عسل مصفی سے شادکام ہونے کا شرف عطا فرمائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ الطَّائِفَۃِ النَّاجِیَۃِ فِیْ یَوْمِ الْحِسَابِ وَاِلَیْكَ الْمَرْجَعُ وَالْمَابُ .))

(محمد حسین بن الشیخ محمد اسماعیل بن محمد امین بلوچ فیروز پوری اللھم اغفر لھم وادخلھم جنۃ الفردوس) (نزیل چک ۵۳۱ گ ب۔ ضلع فیصل آباد۔ الیوم ۱۴۔۸۔۱۳۹۷ھ)

☆☆..........☆☆

والد گرامی محمد حسین بن الشیخ محمد اسماعیل خاں بن میاں محمد امین خاں بن پنو خاں بن ولی کامل عبدالعظیم خان بن رستم خاں جتوئی بلوچ آپ موضع کٹی بلوچاں ضلع فیروز پور میں غالباً ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور اپنے وقت کے جید سلفی عالم محمد اسماعیل رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ پھر آپ اپنے علاقہ کے مشاہیر اساتذہ یعنی مولانا محمد عبداللہ شہید اور حضرت مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمہم اللہ کے فیض سے فیض یاب ہو کر دہلی چلے گئے۔ وہاں ملک کے نامور شارح حدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے صحیح بخاری وغیرہ کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ کچھ عرصہ قبل لودھیانہ میں تدریس کے بعد گھر آ گئے، تقسیم ملک سے قبل مختلف مقام پر تبلیغ و تدریس میں مشغول رہے۔ تشکیل پاکستان کے بعد چک ۵۳۱ گ ب ضلع فیصل آباد میں قیام پذیر ہوئے بعد ازاں اپنی تعمیر کردہ مسجد محمدی کی تولیت اور خطابت کے فرائض آخر تک لوجہ اللہ سرانجام دیتے رہے تا آنکہ ۱۹۹۲ء میں راہی عدم ہو گئے۔

”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَدْخِلْہُ جَنَّۃَ الْفِرْدَوْسِ اٰمِیْنَ .“

محمد عبیداللہ خاں عفیف

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

جب ہمارا کوئی بزرگ یا عزیز فوت ہو جاتا ہے تو ہمیں اس کی جدائی اور مفارقت سے بہت زیادہ قلق اور صدمہ ہوتا ہے اس کے بارے میں ہمارے ذہنوں میں گوناگوں خیالات کا بے پناہ تلاطم ہوتا ہے کہ یہ ہم سے اب ہمیشہ کے لیے بچھڑ گیا۔ اب وہ اس دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ تجہیز و تکفین کے بعد اب اس بے چارے کو شہر خاموشاں میں سپرد خاک کر دیا جائے گا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کا جسم خاک میں مل کر خاک ہو جائے گا وغیرہ گویا یہ ایک حباب تھا جو دریائے ہستی پر اچانک مچلا۔ کچھ عرصہ کے لیے ادھر ادھر گھوما اور بالآخر پھٹ کر ہمیشہ کے لیے معدوم ہو گیا۔ یا یہ ایک پھول تھا جو چمن زار عالم میں دفعتاً چہکا، مہکا اور اب خزاں کے ایک جھونکے سے مرجھا کر ہمیشہ کے لیے اپنا وجود کھو بیٹھا مزید برآں جب ہم کسی شخص کو عالم سیاق میں پیچ و تاب کھاتے اور جان توڑتے دیکھتے ہیں تو ایک اور روح فرسا تصور ہمارے دل و دماغ میں کچوکے دیتا اور ہمارے صبر و سکون کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے وہ تصور یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن اس کٹھن اور دشوار گزار گھاٹی پر سے ہمیں بھی گزرنا ہے ہماری روح بھی اسی طرح قبض کیے جانے والی ہیں جس طرح اس کی روح قبض کی گئی ہے ہم بھی اسی طرح بے حس و حرکت لاشہ بن کر اپنے خویش و اقارب اور احباب کو داغ مفارقت دینے والے ہیں جیسے یہ داغ مفارقت دے چلا ہے اس کی طرح ہم بھی اپنے مال و منال اور جائیداد سے محروم کر دیے جائیں گے اور منوں مٹی کے نیچے داب دیے جائیں گے جیسے اسے دابا جا رہا ہے۔ یہ تصور اتنا دل دوز اور وحشت ناک ہوتا ہے کہ بڑے کٹھور دل انسان کی آنکھوں میں آنسو ڈب ڈبا جاتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملحدین کا نظریہ حیات وممات:

مگر واقعہ یہ ہے کہ ایسے تمام تصورات سراسر پوچ، غلط محض اور غیر اسلامی ہیں، جو صرف اس ذہن میں انگڑائی لیتے ہیں جو وجود باری تعالیٰ اور بعث بعد الموت کا منکر اور عام زبان میں دھریہ کہلاتا ہے اور اس کی کج فکری اور عقل نارسا کے مطابق انسان بخت واتفاق کا کرشمہ ہے یعنی حضرت انسان عناصر اربعہ سے مرکب اور مرتب ہے جو آگ، پانی، مٹی اور ہوا کی باہمی ترکیب و ترتیب سے معرض وجود میں آتا ہے اور ان چار عناصر میں جب تک کشش باہمی اور ترکیب و ترتیب قائم رہتی ہے انسان زندہ رہتا ہے اور جب اس باہمی ترکیب و ترتیب میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے تو وہ ہمیشہ کے لیے برباد ہوجاتا ہے۔ ایک ملحد شاعر یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے:

زندگی کی کیا ہے عناصر اربعہ میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے؟ ان اجزا کا پریشان ہونا

اس لیے وہ اس فانی دنیا ہی کو اپنا حقیقی جہان اور اصلی گھر تصور کرتا ہے اور وہ بزعم خویش اس فانی دنیا میں اپنی اصلی زندگی گزار رہا ہوتا ہے لہٰذا وہ عیش وعشرت کا سامان، خوبصورت نقش و نگار والی عمارتیں، مرصع فرنیچر، سونے چاندی کے برتن فاخرہ لباس، دھن دولت کی کثرت، سیم وزر، بینک بیلنس، پجارو کار، بڑے پیمانے کی تجارت اور شان وشوکت کا دوسرا سامان اکٹھا کر لینے کو اپنی زندگی کا واحد مقصد قرار دیتا ہے اور موت چونکہ اس کو ان تمام چیزوں سے محروم کر دیتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کے نزدیک موت ایک ایسا خون خوار درندہ اور ہلاکت آفرین عفریت ہے جو نہ صرف اس سے اس کا اصلی جہان چھین لے گا۔ بلکہ اس کے جسمانی انجر پنجر کو بھی ہمیشہ کے لیے تہس نہس کیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ اس لیے ملحد اور دہریہ انسان موت کو اپنے لیے ناقابل برداشت گالی سمجھتا ہے اور اس کے تصور سے لرزاں اور ترساں رہتا ہے جیسا کہ اس کے اس برخود غلط نظریے اور مفروضے کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾ (الجاثية : ٢٤)

''اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ (یہیں) مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں، صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔''

اس لیے ملحد اور بے دین آدمی دنیا کی جھوٹی مرغوبات، سفلی شہوات، عارضی رعنائیوں اور وقتی آسودگیوں کو اپنا مطمع نظر بنا کر ان کے حصول میں دل و جان سے عمر بھر کھویا رہتا ہے چنانچہ ان کی اسی کج فکری اور سفاہت کا سورۃ یونس میں ان الفاظ میں نوٹس لیا گیا ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (یونس : ٧۔٨)

''جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش ہیں اور اسی پر مطمئن ہو بیٹھے اور ہماری آیات سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا ان (اعمال) کے سبب جو وہ کرتے ہیں، دوزخ ہے۔''

مسلمان کا نظریہ حیات وممات:

ملحدین اور باری تعالیٰ کے منکروں کے اس باطل عقیدہ کے علی الرغم مسلمان کے نظر وفکر کے مطابق یہ سوچ بے ہودہ پخت و پز اور کفر بواح ہے کیونکہ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان محض اربعہ عناصر کی ترتیب کا نتیجہ ہرگز نہ ہے، بلکہ حضرت انسان خالق حقیقی (اللہ سبحانہ و تعالیٰ) کی صفت ''خلق'' کا شاہکار ہے۔ یعنی انسان کی پیدائش کے بارے میں مسلمان کا نظریہ ہے کہ دنیا کے اوّلین انسان ابو البشر سیّدنا آدم علیہ وعلی نبینا التحیة والتسلیم کا ڈھانچہ نہ صرف مٹی کے خلاصہ سے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے تیار فرمایا تھا اور پھر اس میں اپنی روح پھونکی تھی بلکہ اس کو مسجود ملائکہ ہونے کے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اعزاز سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔جیسا کہ فرمایا:

﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ٥ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ٥ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ٥ اِلَّآ اِبْلِیْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ٥ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ٥﴾ (ص: ۷۱۔ ۷۵)

’’جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان پیدا کرنے والا ہوں۔سو جب میں ٹھیک ٹھاک کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں۔ تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔ چنانچہ فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اس نے تکبر کیا اور وہ تھا کافروں میں سے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا کیا تو کچھ گھمنڈ میں آ گیا ہے یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے۔‘‘

پھر آدم علیہ السلام سے اس کا جوڑا اماں حواء علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور پھر پوری نوع انسانی کو اس اولین جوڑے سے پھیلایا۔قرآن مجید میں یہ تصریح بایں الفاظ وارد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً﴾ (النسآء: ۱)

’’اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو میں نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اوّل) اس نے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیے۔‘‘

انسانی مادہ تولید (منی) کی بوند کن کن احوال و اطوار سے بتدریج گزر کر پہلے نطفہ، پھر لوتھڑا، پھر بوٹی، پھر ہڈی اور پھر ہڈی پر گوشت چڑھ کر جنین بنتا ہے، پھر بچہ بن کر تولد ہوتا ہے

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

ازاں بعد مراحق اور پھر جوان ہوتا ہے یہ ساری تفصیل قرآن مجید میں موجود ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ٥ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ٥ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ٥﴾ (المومنون : ١٢ ـ ١٤)

''اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے، پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی۔ پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھایا، پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا تو اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا با برکت ہے۔''

مختصر یہ کہ جب ماں کے رحم میں جسم تیار ہو چکا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بے جان جسم میں اپنی روح پھونکتا ہے۔ تب کہیں جا کر اس خاک کے پتلے میں زندگی کے تمام آثار و افعال پیدا ہوتے ہیں، یعنی حرکت اضطراب، سمع و بصر، گفت وشنید ونشست و برخاست، خورد ونوش، آمد و رفت اور فہم و ادراک کی تمام قوتیں اس روح کی مرہون منت ہیں۔ گویا اس طرح اس کی صورت ہی بدل جاتی ہے، جس کو پہلی صورت (بے جان پتلے) سے کوئی مناسبت ہی نہیں رہتی۔

﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾

اس لیے کافر اور ملحد کے نظریے کے برعکس مسلمان کا نظریہ ہوتا ہے کہ میں نہ تو عناصر اربعہ کی ترکیب وترتیب (بخت و اتفاق) کا کرشمہ ہوں، اور نہ کسی حادثہ کی پیداوار ہوں بلکہ خلاق ازل (اللہ تعالیٰ) کی صفت ''خلق'' کا شاہکار اور مظہر اتم ہوں اور جس خالق حقیقی نے مجھے زندگی اور اس کے جملہ لوازمات عطا فرمائے ہیں، ان کا مجھ سے حساب بھی ضرور چکایا جائے گا۔ اس لیے مومن کے قلب صافی پر دنیا کی بے ثباتی اور اس کی ناپائیداری ثبت ہوتی ہے اور اس کا یہ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھی عقیدہ ہے کہ اصلی اور دائمی زندگی عالم آخرت (دارالبقا) ہی کی زندگی ہے اور:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾ (العنکبوت: ٥٧)

''ہر نفس کے لیے موت ہے پھر ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

کا مجھے بہر حال سامنا کرنا ہے اس لیے وہ اس کافر اور ملحد کی طرح اپنے لیے موت کو گالی سمجھتا ہے، اور نہ اپنے لیے اس کو ہلاکت کا دیو اور خون خوار درندہ تصور کرتا ہے بلکہ اس کی تیاری میں لگا رہتا ہے اور بحکم:

﴿وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (العنکبوت: ٦٤)

''اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے، اور ہمیشہ کی زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے کاش یہ لوگ سمجھتے۔ اس لیے مسلمان شخص دنیا کو، اس کی تمام رعنائیوں اور دلفریبیوں کو اور اس کی جملہ آسودگیوں اور مسرتوں کو ایک جھوٹا بہلاوا اور وقتی کھیل کود سے زیادہ کچھ اہمیت نہیں دیتا۔''

مومن انسان جب تک اس عالم رنگ و بو میں آباد رہتا ہے، تو نہ صرف دین اسلام کے نور سے اپنے تئیں منور رکھتا ہے اور اخلاص وعمل صالح کا سراپا بنا رہتا ہے۔ بلکہ بحکم:

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعرآء: ٢١٤)

''اور اپنے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔''

اپنے اخلاص وعمل کی ضیاء پاشیوں سے اپنے قرب و جوار کو بھی جگمگائے رکھتا ہے۔ کفر والحاد کے خوگر انسانوں کو خدا پرست اور متبع سنت رسول ﷺ بنانے میں جتا رہتا ہے، تقلید اور بدعت کی بھول بھلیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والوں کو تمسك بالكتاب والسنة کی تلقین کرتا رہتا ہے، تشکیک و زندقہ کے اسیروں کو رشد و ہدایت کی شاہراہ مستقیم دکھاتا رہتا ہے اور جہالت کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے والوں کو علم وعرفان کے اجالے فراہم کرتا رہتا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مومن جب اس دار فانی سے کوچ کرتا ہے تو ایک ہی زقند سے عالم برزخ میں فروکش ہو جاتا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس حقیقت کی نقاب کشائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((قَالَ شَيْخُنَا اَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ اِنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَاِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالٌ مِنْ حَالٍ اِلٰى حَالٍ وَيَدُلُّ عَلٰى ذَالِكَ اِنَّ الشُّهَدَآءَ بَعْدَ قَتْلِهِمْ وَمَوْتِهِمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ.))

(كتاب الروح، ص: ٤٣)

''ہمارے شیخ احمد بن عمر نے فرمایا: موت عدم محض نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا نام موت ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل اور موت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور اپنے رب تعالیٰ کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔''

عالم برزخ میں اس کے وارے نیارے ہوتے ہیں قبر میں منکر نکیر سے ہلکی پھلکی ملاقات کے بعد دلہن کی طرح خواب استراحت کے مزے لوٹتا ہے جیسا کہ ''نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ'' کے مژدہ جانفزا سے یہ حقیقت صاف عیاں ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۲۵)

پھر بعث بعد الموت (حشر ونشر) کے دن کی آمد پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کے بعد جنت کا مکین بن جاتا ہے جنت کی ابدی زندگی کس قدر اعلیٰ اور پر کیف ہوگی؟ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے اور قلم اس کے لکھنے سے عاجز! کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دیا ہے:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (السجدة: ١٧)

''کوئی نفس متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی ان نعمتوں کے بارے میں صرف اتنا ہی فرمایا ہے کہ جنت میں مومن کے لیے جو نعمتیں تیار فرمائی گئی ہیں وہ ایسی اعلیٰ اور اچھوتی ہیں کہ کسی آنکھ نے ان کو

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے ان کے متعلق کچھ سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا ہے۔

((یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِی الصّٰلِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ .)) ❶

پھر جمال جہاں آرا (خالق حقیقی) کا دیدار مزید برآں ہوگا، وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ۔ میں اسی بے مثال نعمت عظمیٰ کا ذکر ہے۔ جیسے نیر تاباں دنیا کے منطقہ سے جب اوجھل ہوتا ہے تو وہ فنا نہیں ہو جاتا بلکہ ٹھیک اسی آن میں دنیا کے کسی دوسرے منطقے (علاقہ) میں طلوع ہو کر اپنی تابانیاں بکھیر رہا ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح مومن آدمی فوت ہو کر ابدالآباد کے لیے فنا اور برباد نہیں ہو جاتا بلکہ عالم برزخ سے ہوتا ہوا عالم آخرت (دارالبقاء) کا مکیں ہو جاتا ہے، لہٰذا فنا کیسی اور اس کا خطرہ کیسا؟ سچ ہے۔

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مومن آدمی جب تک اس دنیا میں رہتا ہے اپنے آپ کو غریب الوطن اور پابہ رکاب مسافر سمجھتا ہے اور دنیا کی سختیوں اور صعوبتوں کو بڑے صبر و سکون اور جی داری کے ساتھ جھیلتا رہتا ہے جونہی اس کی غریب الوطنی اور سفر مکمل ہو جاتا ہے تو بذریعہ موت اپنے دائمی وطن اور اصلی گھر کی طرف چل دیتا ہے۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ .)) ❷

''دنیا کی زندگی پردیسی بن کر یا پھر راہ چلتا مسافر بن کر پوری کرو۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ موت مومن کے لیے سراپا رحمت ہوتی ہے کیونکہ مومن موت کے ذریعے سے دنیا کی مشقتوں اور کلفتوں سے نجات پالیتا ہے:

❶ صحیح البخاری، ج: ۲، ص: ۷۰۴۔ تفسیر الم السجدة.

❷ مشکوٰة، ص: ۱۳۹ و ۴۵۰.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

((قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَا الْمُسْتَرِیْحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُوْمِنُ یَسْتَرِیْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْیَا وَاَذَاهَا اِلٰی رَحْمَةِ اللّٰہِ.)) ❶

''مستریح اور مستراح منہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور اس کی تکالیف سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں چلا جاتا ہے اور کافر اور ظالم کی موت سے اس کے کفر کے وبال اور چہرہ دستیوں سے زیردستوں کو یہ راحت حاصل ہوتی ہے۔''

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ مومن کے لیے گویا موت ایک مبارک قدم قاصد ہے جو اسے پردیس سے اپنے اصل دیس کی طرف پلٹ جانے کی نوید سناتا ہے یا پھر ایک سبک رفتار سواری ہے جو اپنے حقیقی محبوب (اللہ تعالیٰ) کی فرقت سے دوچار مومن کو اٹھا کر آنکھ کی ایک جھپک میں حریم قدس میں پہنچا کر وصل حقیقی کی نعمت علیا سے سرفراز کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ موت کو مومن کے لیے تحفہ کہا گیا ہے۔ ❷ بنا بریں کافر اور ملحد کو موت سے جس قدر نفرت اور وحشت ہوتی ہے مومن اس سے کہیں زیادہ موت کی تیاری کرتا ہے لیکن اس تیاری کے باوجود موت کی دعا بھی نہیں مانگتا کہ وہ جانتا ہے کہ میری عمر عزیز میری صحت و عافیت، میری صلاحیتیں اور میری فراغتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت اور دین ہیں اور مجھے ان سب کا حساب دینا ہے لہٰذا میں انہیں جس قدر نیک کاموں میں صرف کروں گا، اسلام کو اقطار علم میں نافذ کرنے کے لیے جتنی زیادہ عملی جدوجہد کروں گا، کفر و شرک کے شجر خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے میں جس قدر (دینی صلاحیتوں) کو بروئے کار لاؤں گا۔ توحید و سنت کی ترویج و اشاعت میں انہیں جتنا زیادہ استعمال کروں گا اور ان کے ذریعے شہادۃ حق کا جتنا زیادہ حق ادا کروں گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں فلاح و فوز کی ابدی سعادتوں سے سرفراز کیا جاؤں گا

❶ صحیح البخاری، باب سکرات الموت، ج: ۲، ص: ۹٦٤.

❷ مجمع الزوائد، ج: ۲، ص: ۳۲۳.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ظاہر ہے کہ اس پاک مقصد کے حصول کے لیے مسلمان کو وقت درکار ہے تا کہ وہ خدمت دین کے بارے میں اپنے ارمان پورے کر سکے۔ اس لیے وہ موت کی دعاء نہیں مانگتا اور زبان حال سے کہتا ہے:

جذبات میں آ کر مر جانا مشکل کی سی کوئی مشکل ہی نہیں

اے جان جہاں! ہم تیرے لیے جینا بھی گوارا کرتے ہیں

حاصل کلام یہ کہ کافر زندگی سے پیار کرتا ہے اور موت کو گالی سمجھتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے اور اس کے تصور سے کانپ جاتا ہے مگر مومن اپنے اعتقاد راسخ کے مطابق فانی دنیا کی حیات مستعار پر دارالمقامۃ کی پرکیف ابدی زندگی کو ترجیح دیتا ہے اور موت کو اپنے اور اپنے محبوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی ملاقات کے درمیان ایسا پل تصور کرتا ہے جسے عبور کیے بغیر اس ملاقات کا لطف اٹھانا ممکن ہی نہیں، با الفاظ دیگر مومن کے نزدیک موت ایک تحفہ ہے اور وہ اس کی تیاری میں ہمہ تن مستعد اور مصروف رہتا ہے۔

العبد الضعیف

محمد عبید اللہ خاں عفیف

۲۰/۲/۱۴۰۳ھ ے/۱۲/۱۹۸۲عیسوی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حیات مستعار کی اہمیت

(۱)...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُo﴾ (الحج: ١٤)

''ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والے مومنوں کو اللہ تعالیٰ بہتی نہروں والی جنتوں میں داخل کرے گا اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

(۲)...... سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم سب لوگوں میں بہترین شخص کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی عمر زیادہ ہو اور نیک عمل کرے۔ پھر اس نے کہا: سب لوگوں میں بدترین کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر تو لمبی ہو مگر عمل برے ہوں۔ [1]

(۳)...... سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی آدمی کے لیے بھلائی کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کو اس کی موت سے پہلے عمل صالح کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ [2]

(۴)...... صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں تونگری پر گفتگو کر رہے تھے۔ تو اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہشاش بشاش تشریف لائے اور فرمایا: یہ ٹھیک ہے کہ متقی آدمی کے لیے مال فتنہ نہیں بنتا مگر متقی آدمی کے لیے صحت و عافیت دنیا کی دولت سے زیادہ بہتر ہے۔ [3]

(۵)...... سیّدنا عبیداللہ بن خالد رضی اللہ عنہ کا اظہار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں

[1] مشکوٰۃ، ص: ٤٥١ و دارمی، ص: ٢١٧.

[2] مشکوٰۃ، ص: ٤٥١، ج: ٢. [3] مشکوٰۃ، ص: ٤٥١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ پھر ان دونوں میں سے ایک اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ اس کی شہادت کے ایک ہفتہ بعد دوسرا آدمی اپنی طبعی موت سے فوت ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکاء جنازہ سے دریافت فرمایا۔ تم نے مرنے والے کے لیے کیسی دعا مانگی ہے؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم نے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعاء مانگی ہے اور یہ بھی کہا ہے اے اللہ تو اس کو اس کے شہید بھائی سے ملا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کی ہفتہ بھر کی نمازیں اور دوسرے اعمال کیا ہوئے؟ ہفتہ پہلے شہید ہونے والے کے درجہ کے مقابلہ اس کی ہفتہ کی نمازوں اور روزوں کی وجہ سے اس کا درجہ اتنا اونچا ہے کہ آسمان بھی زمین سے اتنا اونچا نہیں۔ [1]

(۶)...... سیّدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو عذرہ کے تین آدمی مسلمان ہوئے، ان میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کو گیا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا اور دوسرے آدمی نے دوسرے غزوہ میں جام شہادت نوش کر لیا، کچھ عرصہ بعد تیسرا آدمی بھی اپنی طبعی موت فوت ہو گیا۔ سیّدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں ان تینوں کو جنت میں دیکھا مگر طبعی موت مرنے والا ان دونوں شہیدوں سے پہلے جنت میں داخل ہوا اور پہلے شہید ہونے والا ان دونوں کے بعد جنت میں داخل ہوا سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو اس صورت حال پر بڑا تعجب ہوا صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا کہ طبعی موت مرنے والا ان دونوں شہیدوں سے پہلے جنت میں کس طرح داخل ہوا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس آدمی سے افضل کوئی شخص نہیں جو بڑی عمر پائے اور پوری عمر سبحان اللّٰہ، اللّٰہ اکبر اور لا الہ الا اللّٰہ کہتے کہتے گزاری ہو۔

(۷)...... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مومن آدمی کی عمر کا ہر دن غنیمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کرتا ہے۔ نمازیں پڑھتا ہے اور اللہ کی یاد میں مصروف رہتا ہے۔

[1] مشکوٰۃ، ص: ۴۵۱۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۸)......سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اپنی صحت کے ایام میں اتنی نیکی کر لو۔ جو بیماری کے نقصان کے لیے کافی ہو سکے اور اپنی عمر کو غنیمت جانتے ہوئے عمل صالح کا اتنا توشہ تیار کر لو جو موت کے بعد تمہارے کام آ سکے۔ ❶

(۹)...... سیّدنا عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ میسر نعمتوں کو آنے والی پانچ پریشانیوں سے پہلے غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، تنگ دستی سے پہلے فراخ دستی کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے حیات کو۔ ❷

(۱۰)......سیّدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دانا وہ ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر کاربند رکھے اور اپنے اعمال واحوال کا محاسبہ کرتا رہے ناکارہ وہ ہے جو اپنی سفلی خواہشات کا غلام بنا رہے اور بلا اطاعت کے اللہ تعالیٰ سے اپنی پذیرائی کی آرزو رکھے۔

اللہ تعالیٰ سعدی کا بھلا کرے، کیسی اچھی نصیحت کر گئے ہیں:

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
ازاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

❶ بخاری بحوالہ مشکوٰۃ: ۱۳۹.

❷ ترمذی مشکوٰۃ: ٤٤١.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیماری اور مسلمان

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان کی ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہے کہ اس نے اپنی جن عظیم نعمتوں اور نوازشوں سے اپنے بندوں کو نوازا ہے، وہ اتنی بے حد و حساب ہیں، کہ اگر بندہ ساری عمر اپنے رب کی ان نعمتوں اور نوازشوں کو صرف گنتا ہی رہے، تو گن بھی نہیں سکتا۔ کما حقہا ان کا شکر ادا کر سکنا اور بھی زیادہ مشکل بات ہے، من جملہ دوسری عظیم نعمتوں کے بیماری بھی ایک بڑی نعمت ہے، جسے ہم اپنی کوتاہ علمی اور خام عقلی کی بنا پر نہ صرف نعمت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار اور اس کا عذاب گردانتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ جب بندہ دنیا کی محبت میں کھو کر اپنے سب سے بڑے محسن یعنی اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے رب تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے اور جنت میں لے جانے والے صراط مستقیم کو چھوڑ کر دوزخ کی راہ پر چل نکلتا ہے، تو رؤف رحیم اللہ تعالیٰ بندے کو کسی بیماری سے دو چار کر کے اسے تنبیہ کرنے اور جنت کی راہ پر ڈالنے کی تدبیر فرماتا ہے، چنانچہ یہ بات ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو وہ اگرچہ قبل ازیں کتنا ہی غافل اور بے عمل ہو، اب اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا اور خوب توبہ اور استغفار کرتا ہے:

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَا يُكَفِّرُهَا اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ بِالْحُزْنِ لِيُكَفِّرَهَا عَنْهُ.)) [1]

”سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب

[1] مشکوٰۃ، ص: ۱۳۸۔ فصل ثالث۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور ان کے کفارہ میں اس کے پاس نیک اعمال نہیں ہوتے، تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی غم میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ وہ اس کے گناہوں کو جھاڑ دے۔"

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الزَّرْعِ كَمَثَلِ خَامَةِ يَفِيْى وَرَقُهٗ مِنْ حَيْثُ اَتَتْهَا الرِّيْحُ تُكْفِئُهَا فَاِذَا سَكَنَتْ مُعْتَدِلَةٌ وَكَذَالِكَ الْمُؤْمِنُ يُكْفَاءُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْاَرُزَّةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً يَقْصِمُهَا اللّٰهُ اِذَا شَاءَ .)) ❶

"سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کے نرم پودے کی سی ہے، جدھر کی ہوا آتی ہے ادھر ہی اس کے پتے جھک جاتے ہیں وہ بھی جھک جاتا ہے، پھر جب ہوا تھم جاتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے یہی حال مسلمان کا ہے، بلاؤں اور مصیبتوں سے وہ جھک جاتا ہے پھر ایمان کی وجہ سے صبر کر کے سیدھا ہو جاتا ہے (یعنی اس کے کس بل نکل جاتے ہیں) اور کافر کی مثال شمشاد کے درخت کی سی ہے، وہ سخت اور سیدھا ہی رہتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔"

((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِى الدُّنْيَا وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ اَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهٖ حَتّٰى يُوَافِيْهِ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❷

"یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اس کے گناہوں کی سزا (بیماری وغیرہ کی صورت میں) دنیا ہی میں دے دیتا ہے، اور جب اپنے بندے کے لیے برائی کا

---

❶ صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۱۱۱۲۔ باب فی المشیة والارادة.

❷ رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، ص: ۱۳۶.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا قیامت پر اٹھا رکھتا ہے۔''

بیماری گناہوں کا کفارہ ہے:

((عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْکَةَ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ .)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر دکھ آئے، تکلیف آئے، رنج آئے، غم آئے، صدمہ پہنچے، ایذا ہو، یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی اگر چبھے ہر بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اتار دیتا ہے۔''

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُهٗ اَذًی اَوْ مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهٗ سَیِّاٰتِهٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا .)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کو کوئی تکلیف بیماری وغیرہ پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ جھاڑ دے گا، جیسے درخت (خزاں کے موسم میں) اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔''

بیماری گناہوں سے پاک کر دیتی ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُهٗ قَالَ لَهٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ .)) ❸

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی بیمار کی بیمار پرسی

❶ صحیح بخاری، باب ماجاء فی کفارة المرض، ج: ۲، ص: ۸۴۳.

❷ صحیح بخاری، باب وضع الید علی المریض، ج: ۲، ص: ۸۴۵.

❸ صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۸۴۴۔ باب عیادة الاعراب.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تشریف لے جاتے، تو فرماتے "لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ" یعنی گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، ان شاء اللہ یہ مرض گناہوں کو پاک کرنے والی ہے۔"

بیماری بلندی درجات کا زینہ ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ.)) [1]

"سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب مومن کو کانٹا یا اس سے چھوٹی بڑی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بڑھا دیتا ہے اور ایک گناہ جھاڑ دیتا ہے۔"

((عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَرَهٗ عَلٰى ذَالِكَ حَتّٰى يَبْلُغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ.)) [2]

"محمد بن خالد سلمی اپنے والد خالد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب کسی انسان کے مقدر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مرتبہ لکھا ہوتا ہے، مگر وہ اپنی کوتاہ عملی سے اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، تو اس کو اس کے بدن، یا نقصان مال میں یا پھر اولاد کے صدمہ میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دیتا ہے حتی کہ اس کو اس مرتبہ پر فائز کر دیتا ہے۔"

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے اس مرتبہ کو پا لیتا ہے جس کو اپنی عبادت اور طاعت کے ذریعہ حاصل نہیں کر سکتا۔

[1] تحفة الاحوذی، ج: ۲، ص: ۱۲۴۔ باب ماجاء فی ثواب المرض.

[2] رواہ احمد و ابو داؤد، مشکوٰۃ، ص: ۱۳۷.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطٰى اَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِى الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ .)) ❶

''سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کے دن اہل بلا (مصیبت زدوں اور بیماروں میں مبتلا رہنے والوں) کو ثواب دیا جائے گا تو وہ لوگ جو دنیا میں عافیت سے رہے تمنا کریں گے، کاش کہ دنیا میں قینچیوں کے ساتھ ان کے چمڑے کاٹے جاتے۔''

فائدہ:......غور فرمایئے! کہ آخرت کے اجر و ثواب کے اعتبار سے بیماری اللہ عزوجل کی کتنی بڑی نعمت ہے اور علو منزلت اور رفعت شان کا کتنا بڑا زینہ ہے۔

کوئی مرض متعدی نہیں ہوتی:

خوب یاد رکھیں کہ ڈاکٹروں اور اطباء کا یہ موقف اپنے اندر کوئی صداقت نہیں رکھتا کہ چیچک، ٹی، بی، طاعون اور انفلوئنزا وغیرہ امراض متعدی ہوتی ہیں اور ان امراض میں مبتلا مریضوں کے ساتھ اختلاط رکھنے والا تندرست آدمی بھی ان امراض کا شکار ہو جاتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جب بھی کسی کو کوئی بیماری لگتی ہے تو اس کا سبب کسی مریض کے ساتھ اختلاط ہرگز نہیں ہوتا بلکہ وہ تقدیر الٰہی کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے یعنی وہ من جانب اللہ ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ہے:

((اَخْبَرَنِى اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِىٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِى الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَاتِى الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ .)) ❷

❶ رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، ص: ۱۳۷۔ ❷ صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۸۵۱۔ باب الصفر۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

’’سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوت کا لگنا (ایک سے دوسرے کو لگنا) اور صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ الو منحوس ہے یہ باتیں کچھ نہیں (محض لغو خیالات ہیں) اس پر ایک گنوار بولا یا رسول اللہ ﷺ میرے اونٹوں کا کیا حال ہے ریگستان میں ایسے صاف چکنے ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں، پھر ایک خارشی اونٹ آ کر ان میں شامل ہو جاتا ہے تو سب کو خارش کر دیتا ہے، آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا یہ تو کہو اس پہلے اونٹ کو کس نے خارشی کیا۔ (تو گنوار اپنا سا منہ لے کر خاموش ہو گیا)‘‘

فائدہ:...... اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہوتی لہٰذا ڈاکٹروں اور اطباء کا موقف من قبل اوہام اور خرافات ہے۔

صفر پیٹ کا ایک کیڑا ہے بھوک کے وقت پیٹ کو نوچتا ہے کبھی آدمی اس کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ عرب لوگ اس بیماری کو متعدی جانتے تھے۔ امام مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے صفر کے یہی معنی نقل کیے ہیں بعض نے صفر سے مراد وہ مہینہ لیا ہے جو محرم کے بعد آتا ہے تیسیر الباری ج: ۵، ص: ۴۷۲ جیسے ہمارے ہاں تیرہ تیزی اور محرم کے مہینہ میں نکاح شادی نہیں کیے جاتے ہیں اوہام وخرافات سے اجتناب لازم ہے۔

بے رحمی کا بدترین مظاہرہ:

اعجوبہ:...... یہ عجیب منطق اور عقلمندی ہے کہ جب بیمار ہونے والا کوئی شخص تندرست اور توانا ہوتا ہے تو اس کی توانائی اور صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے اس کے ساتھ اخلاص و محبت کے بڑے بڑے دعوے کیے جائیں اور جب وہ بیماری کی وجہ سے پریشان ہو اور اپنے مخدوموں کی ہمدردی اور تعاون کا محتاج ہو، تو اسے ڈاکٹروں اور اطباء کے غلط مشورہ پر گھر کے کسی کونے کھدرے میں اس طرح ڈال دیا جائے، جس طرح کسی خطرناک اخلاقی مجرم کو قید تنہائی میں بند رکھا جاتا ہے، کیا اسی کا نام انسانی ہمدردی ہے؟

((یا للعجب ویا للعقول الطائشة .))

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کسی بیمار کے ساتھ ایسا بہیمانہ سلوک روا رکھنا عقلاً درست ہے اور نہ شرعاً جائز! چنانچہ حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِی اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذَالِكَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَهُوَ یُطِیْبُ بِنَفْسِ الْمَرِیْضِ .)) ❶

"سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تیمارداری کے لیے بیمار کے پاس جاؤ تو کہو کہ ابھی تو تمہاری عمر باقی ہے غم کس چیز کا ہے؟ تمہاری اس بات سے اگرچہ اس کی تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، تاہم بیمار کا دل تو خوش ہو جائے گا۔"

ایک شبہ:......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ .)) ❷

"آپ ﷺ نے فرمایا جذامی شخص سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے ڈر کر بھاگتے ہو۔"

نیز فرمایا:

((قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یُوْرِدَنَّ مُمَرِّضٌ عَلٰی مُصِحٍّ .)) ❸

"بیمار اونٹوں والا اچھے تندرست اونٹوں والے سے اپنے اونٹ نہ ملائے۔"

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا، کہ بعض بیماریاں متعدی (چھوت) ہوتی ہیں یا مریض سے یکجائی مرض کا سبب بن جاتی ہے۔

جواب:......ان دونوں حدیثوں کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں، یا مریض سے یکجائی تندرست شخص کے بیمار ہو جانے کا باعث بن جاتی ہے، بلکہ ان کا

❶ سنن ابن ماجة، ج: ۱، ص: ۱۰۵۔ باب العیادة.

❷ صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۸۵۰۔ باب الجزام.

❸ صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۸۵۹۔ باب لاھامة صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۲۳۰.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مطلب صرف یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تندرست آدمی کا اعتقاد بگڑ جائے وہ یہ سمجھنے لگے کہ میں بیمار آدمی کے ساتھ ملنے کی وجہ سے بیمار ہو گیا ہوں، یعنی چھوت کا قائل ہو جائے، اس لیے ضعیف الاعتقاد لوگوں کا ایمان بچانے کے لیے آپ ﷺ نے یہ ہدایت جاری فرمائی۔ ❶

وباء سے فرار منع ہے:

اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ کوئی مرض متعدی (چھوت) نہیں ہوتی، لہٰذا جب تقدیر الٰہی سے کسی علاقہ میں کوئی وباء پھوٹ پڑے تو اس وبا زدہ علاقہ سے فرار جائز نہیں۔

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ خَرَجَ اِلَی الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغٍ بَلَغَهُ اِنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدِمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ .)) ❷

”عبداللہ بن عامر کہتے ہیں، کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف روانہ ہوئے (جب مدینہ منورہ سے تیرہ منزل پر) مقام سرغ پر پہنچے، تو ان کو معلوم ہوا کہ شام کے ملک میں طاعون پھیل گیا ہے، سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں وباء آ چکی ہے، تو وہاں مت جاؤ، اور تمہارے علاقہ میں (جہاں رہتے ہو) وباء پھیل جائے، تو بھاگنے کی نیت سے وہاں سے نکلو بھی نہیں۔“

آب و ہوا تبدیل کرنا جائز ہے:

تاہم اگر کسی مقام کی آب و ہوا نا موافق ہو، تو وہاں سے نکل کر کسی صحت افزا مقام پر منتقل ہو جانا جائز ہے بشرطیکہ کسی وباء سے بھاگنا مقصود نہ ہو، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے

❶ فتح الباری، ج: ۱، ص: ۱۳۲ تا ۱۳۷ و شرح نخبة الفکر، ص: ۴۸ و ۴۹.

❷ صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۸۵۳۔ باب ما یذکر فی الطاعون.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قبیلہ عکل اور قبیلہ عرینہ کے چند آدمیوں کو آب و ہوا کی تبدیلی کے لیے جنگل میں چلے جانے کی اجازت دے دی تھی۔ ❶

بیماری میں صبر کرنا چاہیے:

دنیا مع اپنی بوقلمونیوں کے ایک مومن کے لیے چونکہ دارالامتحان یعنی آزمائشوں اور ابتلاؤں کا گھر ہے، اور مومن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال اور اولاد وغیرہ کی قربانی کے لیے تیار رہنے کا حکم ملا ہے۔ اس لیے دنیا کا کٹھن سفر طے کرنے کے لیے عبودیت کے بعد صبر جمیل سے بڑھ کر مومن کے لیے کوئی اور چیز بہترین زادراہ نہیں ہوسکتی۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَo﴾ (البقرة: ١٥٥)

”اور البتہ ہم تم کو ضرور کچھ ڈر، کچھ بھوک کچھ مال، کچھ جانوں، کچھ پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔“

اس لیے بیمار کو چاہیے کہ وہ طویل سے طویل اور سخت سے سخت بیماری کو بھی اپنے حق میں رحمت سمجھے۔ پورے صبر و شکر و شکیب اور اعتقاد راسخ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور اس کی ہر قسم کی قضا کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرنے کے لیے ہر حالت میں اپنے آپ کو آمادہ اور تیار رکھے۔

تکلیف کی شدت خواہ کتنی بھی زیادہ ہو، پھر بھی اللہ کے بارے میں حسن ظن ہی رکھے اور رجوع الی اللہ اور توبہ و استغفار میں غلطاں رہے گویا: ؏

ہم خوش ہی خوش ہیں عشق سے گو راہِ عشق میں
زنجیر و طوق و دار و رسن جا بجا ملے

❶ صحیح بخاری، ج: ٢، ص: ٨٥٢۔ باب من خرج من ارض لا تلائمهٗ.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بیماری اور علاج:

اگرچہ بیماری کی حالت میں صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل رکھنا عزیمت اور افضل ترین عمل ہے، تاہم اللہ تعالیٰ کو شافی مطلق جانتے ہوئے بیماری کا علاج کرنا اور حلال ادویہ کا استعمال کرنا صبر اور توکل کے منافی نہیں بلکہ عامۃ الناس کے لیے مستحب بھی ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے:

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً .)) ❶

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری (بڑھاپے اور موت کے سوا) ایسی نازل نہیں فرمائی جس کی دوا نہ اتاری ہو۔"

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَآءُ الدَّآءِ بَرَأَ بِاِذْنِ اللّٰهِ .)) ❷

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بیماری کے واسطے دواء ہے پس جب دوا بیماری کے موافق ہوتی ہے تو بیمار اللہ تعالیٰ کے حکم سے تندرست ہو جاتا ہے۔"

فائدہ:...... یعنی حقیقت میں ہر ایک بیماری کی دوا علم الٰہی میں ٹھہر چکی ہے گو وہ اطباء کے علم میں نہ ہو پھر فرمایا کہ باوجودیکہ بیماری کی دوا ہے لیکن وہ دوا اپنی تاثیر میں مستقل نہیں، بلکہ حکیم مطلق کے حکم کی محتاج ہے یہی سبب ہے کہ سو فیصد آزمودہ دواء بعض جگہ مطلق اثر نہیں کرتی۔ ❸

حرام ادویہ کا استعمال بھی حرام ہی ہے:

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّوَآءِ

❶ صحیح بخاری، ج: ۲، ص: ۸۴۸۔ باب ما انزل اللہ داء الا انزله شفاء.

❷ صحیح مسلم، ج: ۲، ص: ۲۲۵.

❸ مفتاح البرکات، ج: ۵، ص: ۲۲۰۔ کتاب الطب.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْخَبِيْثِ .))❶

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام دوا کے ساتھ علاج سے منع فرمایا ہے۔''

((عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّآءَ وَالدَّوَآءَ فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ .))❷

''سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیماری اور دوا دونوں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہیں پس دوا کرو لیکن حرام چیزوں کے ساتھ دوا نہ کرو۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مردار، خون، شراب، سمیات اور دوسری حرام اشیاء کے ساتھ علاج کرنا جائز نہیں، اور بالخصوص شراب کے ساتھ علاج کرنا تو کسی طور پر بھی جائز نہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے ساتھ علاج کرنے پر بددعا دی ہے۔

((مَنْ تَدَاوٰی بِالْخَمْرِ فَلَا شَفَاءُ اللّٰهُ .))

''جو شخص شراب کے ساتھ علاج کرے، اللہ اس کو کبھی شفا نہ دے۔''

علاج کی مجبوری:

بعض فقہاء شوافع اور احناف نے بامر مجبوری حرام چیزوں کے ساتھ علاج کرنے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ سابق مفتی دیار مصر علامہ حسنین محمد مخلوف نے اپنے فتاویٰ شرعیہ۔ ج:۲،ص: ۱۲۱ تا ۱۲۳ و ص: ۱۴۰ تا ۱۴۱ میں اس کا ذکر کیا ہے اور پھر چند شرطوں کے ساتھ اپنی رائے بھی یہی لکھی ہے۔

علامہ محمد یوسف القرضاوی لکھتے ہیں: رہی علاج کی مجبوری یعنی شفاء حاصل کرنے کے لیے کسی حرام چیز کا کھانا ناگزیر ہو جائے تو فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ایک گروہ نے اس مجبوری کا اعتبار نہیں کیا ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ كُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ .)) (ابو داؤد)

❶ رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۳۸۸ .

❷ ابو داؤد، مشکوٰۃ، ج: ۲، ص: ۳۸۸ .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی ہے۔ (صحیح البخاری)
لیکن دوسرے گروہ نے علاج کی مجبوری کا اعتبار کیا ہے اور علاج کو غذا کی طرح ضروری قرار دیا ہے، کیونکہ دونوں ہی چیزیں زندگی کے لیے ضروری ہیں، اس گروہ کا استدلال یہ ہے، کہ نبی ﷺ نے سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((عن انس قال رخص النبی ﷺ للزبیر وعبدالرحمن فی البس الحریر لحکة .))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے خارش کی وجہ سے حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دے دی تھی۔ (حالانکہ مرد پر ریشم حرام ہے)''

حالانکہ ریشم پہننا ممنوع ہے، اور اس پر وعید آئی ہے۔ غالباً یہ قول اسلام کی روح سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ اسلام نے تمام تشریعی امور میں انسانی زندگی کی حفاظت کا پورا پورا لحاظ کیا ہے، لیکن جو دوا حرام چیز سے بنائی گئی ہو۔ اس کو استعمال کرنے کی اجازت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

(۱)...... اس کو استعمال نہ کرنے کی صورت میں صحت کو واقعی خطرہ لاحق ہو۔

(۲)...... کوئی ایسی جائز دوا نہ مل سکے، جو اس دوا کا بدل ہو جو اس سے بے نیاز کر دے۔

(۳)...... یہ دوا کسی مسلمان طبیب نے تجویز کی ہو، جو دینی لحاظ سے بھی قابل اعتماد ہو، اور اپنی معلومات اور تجربہ کے لحاظ سے بھی۔

ہم اس پر اپنی معلومات اور قابل اعتماد ڈاکٹروں کے بیانات کی روشنی میں اس بات کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ ان محرمات میں سے کسی چیز کو علاج کے لیے استعمال کرنا، ناگزیر ہو،

---

[1] صحیح البخاری، ج: ٢۔ باب ما یرخص للرجال من الحریر للکة، ص: ٨٦٨.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایسی کوئی طبی ضرورت واقعی موجود نہیں ہے۔ پھر بھی اصولی طور پر ایسی ضرورت کو ہم احتیاطاً تسلیم کر لیتے ہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی مسلمان کسی ایسی جگہ ہو جہاں اسے محرمات کے سوا کوئی دوسری چیز نہ مل سکے۔ (حلال وحرام ص: ٦٦ و ٦٧)

ان دونوں آراء پر تبصرہ:

جب نبی صادق و مصدوق ﷺ نے یہ تصریح فرما دی ہے، کہ حرام چیزوں میں شفاء ہے ہی نہیں، تو پھر ان کے ساتھ شفاء کی توقع کیسی اور علاج کی مجبوری کیسی؟ چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "اَلْعِلَاجُ بِالْحَرَامِ حَرَامٌ عِنْدَ جَمَاهِيرِ الْاَئِمَّةِ كَمَالِكَ وَاَحْمَدَ اِمَامٌ" ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ایک قول کے مطابق شوافع نے حرام چیزوں کے ساتھ علاج حرام قرار دیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اس مسئلہ پر بڑی نفیس علمی بحث کی ہے، جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ حرام چیزوں کے ساتھ علاج کرنا نہ صرف شرعاً حرام ہے بلکہ عقلاً بھی ان کا استعمال کرنا صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ ❶

مریض کو خون دینا:

علاج کی مجبوری کے پیش نظر ایسے مریض کو خون چڑھانا جس کی زندگی خطرہ میں ہو جائز ہے یا نہیں اس کے بارے میں علماء اہل حدیث کے دو قول ہیں، بعض علماء علاج کی مجبوری کا اعتبار نہیں کرتے اور وہ حسب ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ میری اُمت کے ستر ہزار شخص بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دریافت کرنے پر فرمایا:

((فَقَالَ هُمَ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يُسْترقون ولا يكتوون وعلى ربهم يتوكلوم .))❷

---

❶ من شاء التفصيل فليرجع الى زاد المعاد، ج: ٣، ص: ١١٤ و ١١٥.

❷ صحيح البخارى، باب فضل من لم يكبو، ص: ٥٨٠ و ٨٥٦ و باب من لم يرق ج: ٢، ٨٥٦.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) بدفالی نہیں لیتے (براشگون) منتر (دم جھاڑ) نہیں کرتے اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علاج فرض نہیں تاہم جائز ہے۔ اس لیے ہمارے شیوخ اور ارباب فتاویٰ انتقال خون کے جواز کے قائل ہیں۔ راقم کی رائے بھی اگرچہ جواز کی ہے تاہم حتیٰ المقدور اس سے پرہیز بہتر ہے احوط بھی ہے۔ کیونکہ جواز کی دلیل چنداں مضبوط دلیل نہیں کیونکہ ریشم فی نفسہٖ حرام نہیں۔ جبکہ انسانی خون فی نفسہٖ حرام ہے۔ هذا ما عندي والله تعالىٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب فى يوم الحساب .

پیشاب کی تھیلی اور نماز:

سوال:...... وہ مریض جس کے ساتھ پیشاب کی تھیلی لگی ہوئی ہے وہ وضو کیسے کرے اور نماز کیسے پڑھے؟ (اسماعیل بلوچ، ملتان)

جواب:...... پیشاب کی تھیلی والا مریض ہو یا نکسیر، سلسل البول، مسلسل ہوا خارج ہوتے رہنا یا زخم اور ایسا پھوڑا جس سے خون یا پانی رستا رہتا ہو تو ایسے تمام مریض اسی حالت میں نماز پڑھنے کے شرعاً پابند ہیں، نماز کا وقت آنے پر اگر وضو کرنا ممکن ہو تو وضو کر لیں، ورنہ تیمّم کے ساتھ نماز پڑھیں۔ حاضر نماز کے وقت کے اندر اندر نماز پڑھنے کے دوران نکسیر کا خون اور پیشاب میں قطرے گرتے رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ جواز کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

۱ ...... ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ٢٨٦)

۲ ...... ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰهَا﴾ (الطلاق: ٧)

یعنی اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔

۳ ...... ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ٧)

”حسب طاقت اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔“

۴ ...... استحاضے والی عورت (وہ عورت جس کو حیض کے علاوہ خون آتا رہتا ہے) کے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لیے یہ حکم ہے: ((تَوَضِّئْ لِكُلِّ صَلَاةٍ)) ''ہر نماز کے لیے وضو کرے۔''

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ یہ پیشاب کی تھیلی والا اور اس قسم کے دوسرے مریض ایک وضو کے ساتھ حاضر نماز کے وقت میں فرض اور نفل جتنے چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے ہی موجودہ نماز کا وقت گزر جائے گا یہ وضو بھی ختم ہو جائے گا۔ ایسے مریضوں کو قرآن کی تلاوت اور بیت اللہ کے طواف کی بھی اجازت ہے۔ تاہم نئی نماز کے لیے نیا وضو کرنا ہوگا، یعنی ظہر کے وضو سے عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتے، اس کے لیے نیا وضو کرنا ہوگا۔

از راہ ہمدردی دائمی مریض کو قتل کرنے کا حکم:

سوال:......بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرض طویل ہونے کی صورت میں مریض کو مرض کی تکلیف سے بچانے کے لیے اور اس کی حالت زار پر ترس کھا کر قتل کر دینے میں کوئی برائی نہیں۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (مفتی عبدالقہار، بدخشاں، افغانستان)

جواب:...... یہ نام نہاد روشن دماغ اور اسلامی تعلیمات سے بے خبر اور مسلمان کے حق میں طویل مرض کی افادیت سے ناواقف لوگوں کی غلط سوچ ہے۔ ان نام نہاد سکالروں اور روشن لیکن درحقیقت تاریک دماغ اور ''ترقی پسند دانش وروں'' کو اتنا بھی علم نہیں کہ اسلام میں انسانی جان کی حفاظت کا اتنا کڑا اور جامع قانون ہے کہ کسی انسان کو، خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، اس وقت تک قتل نہیں کیا جا سکتا جب تک اس سے درج ذیل تین گھمبیر جرائم میں سے کسی ایک جرم کا ارتکاب ثابت نہ ہو اور جرم کے اثبات میں ٹھوس اور ثقہ نصاب شہادت، با قاعدہ عدالتی کارروائی اور تحقیق و تفتیش کے تمام تقاضے پورے ہوں۔ وہ تین جرائم یہ ہیں:

(۱)......شادی شدہ آدمی زنا کا مرتکب ثابت ہو جائے اور چار عینی گواہ گواہی دیں یا پھر وہ بہ قائم ہوش وحواس اقبال جرم کرے۔

(۲)......ناحق قتل کا مرتکب ہو۔

(۳)......مرتد ہو جائے، یعنی اسلام سے منحرف ہو جائے۔ [1]

[1] صحیح بخاری، صحیح مسلم.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان تین جرائم کے سوا کسی جرم میں یا مرض میں زہریلی گولیاں کھلا کر، زہریلا ٹیکہ لگا کر، بجلی کا جھٹکا دے کر یا کسی اور طریقے سے قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔

ملحوظہ:......اگر کسی مسلمان کا مرض طویل ہو جائے اور صبر وسکون اور شکر و سپاس کے ساتھ مدت مرض پوری کرے اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے اور بے صبری سے گریزاں رہے تو مرض اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

اس طرح ترحم کے بہانے قتل کرنا قتل ناحق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے قانون موت و حیات میں مداخلت بھی ہے جو قطعاً جائز نہیں کیونکہ زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

هذاما عندی واللّٰہ اعلم بالصواب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

موت ایک اٹل حقیقت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى . اَمَّا بَعْدُ!

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔موت سے کسی کو مفر نہیں۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران : ۱۸۵)

”ہر جاندار کو ایک دن مرنا ہے۔“

ایک عام اعلان ہر آن کانوں میں گونجتا سنائی دیتا ہے: ع

لَـهُ مَـلَكٌ يُـنَـادِيْ كُـلَّ يَـوْمٍ
لِـدُوْا لِـلْـمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

”انسان کے لیے ایک فرشتہ ہے جو روز یہ اعلان کرتا ہے جنو تم موت کے لیے اور مکان بناؤ خراب ہونے کے لیے۔“

لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس چیلنج کو قبول کر کے موت کی تیاری میں پابہ رکاب رہے۔ کیونکہ دیدارِ الٰہی اور اُخروی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے موت کا پل عبور کرنا ناگزیر ہے۔

موت کسی نبی یا ولی کے حق میں توہین نہیں۔ جناب محمد ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور اہل اللہ کے حق میں لفظ موت سے گھبرانا اچھا نہیں۔ نطفہ، طفولیت، صبا، مراہقت، شباب، کہولت، شیخوخت اور بعد ازاں قبض روح یہ سب زندگی کے مختلف مراتب اور مراحل ہیں۔ ان میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ عوارض بھی ہیں۔ مگر ہر نبی اور ولی کو اسی راہ سے گزرنا پڑا ہے۔ اس لیے ان میں کوئی منظر کسی کے لیے ناخوشگوار ہے اور نہ موجب توہین۔ زندگی بہرحال ان ہی منازل کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾

(الملك : ٢)

''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جس نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا تاکہ وہ آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا ہے عمل میں۔''

یعنی موت اور زندگی اسی دارِ ابتلاء کی منازل ہیں جن سے انبیاء و رسل علیہم السلام صحابہ رضی اللہ عنہم، صلحاء اولیاء اور دوسرے انسانوں کو گزرنا پڑا ہے۔ چراغ چشت ص: ۲۱ مؤلفہ حسین فریدی کی یہ عبارت ''اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَیُنْقَلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ'' ایک مہمل قول ہے۔ کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نص جلی ہے۔

﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ (الزمر : ٣٠)

''ہر چند آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی موت آنے والی ہے۔''

پھر کوئی ولی موت سے کیسے بچ سکتا ہے۔ معلوم ہوا لفظ موت سے گھبرانا نہ صرف قرآن مجید کی نص جلی کا انکار ہے بلکہ یہودیانہ اور مشرکانہ ذہنیت بھی ہے جیسے کہ ﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوةٍ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا﴾ (البقرة : ٩٦) ''اور بلاشبہ یقیناً تو انھیں سب لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے پر حریص پائے گا اور ان سے بھی جنھوں نے شرک کیا۔'' میں اسی ذہنیت سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔

موت کی تعریف:

(۱)...... علماء کے ہاں موت کی تعریف، موت کا معنیٰ ہے انقطاع، جدائی، حائل ہو جانا حالت کا تبدیل ہو جانا، ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا۔

(۲)...... موت کی شدت اور سختی: الشیخ عبدالرحمن بن عبداللہ الغیث موت کی شدت اور اس کی کیفیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَیُعَالِجُ كَرْبَ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَاِنَّ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مَفَاصِلَهٗ لَيُسَلِّمُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ تَقُوْلُ عَلَيْكَ السَّلَامُ تُفَارِقُنِيْ وَاُفَارِقُكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .))

یہ روایت ابن عراق نے تنزیه الشریعة ج: ۲، ۳۷۵ میں ذکر کی ہے اور اسے دیلمی کی طرف منسوب کیا ہے۔ ”بے شک انسان موت کی شدتوں اور بے ہوشیوں کو محسوس کرتا ہے اور اس کے جوڑ ایک دوسرے کو الوداعی سلام کہتے ہوئے گویا ہوتے ہیں کہ تجھے سلام ہو، میرے اور تیرے درمیان قیامت تک کے لیے جدائی ہو رہی ہے۔“

علامہ محاسبی نے اپنی کتاب الرعایۃ میں ذکر کیا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِاِبْرَاهِيْمَ يَا خَلِيْلِيْ كَيْفَ وَجَدْتَّ الْمَوْتَ؟ قَالَ كَسُفُّوْدِ الْمَحْمَى فِيْ صُوْفٍ رُطْبٍ ثُمَّ جُذِبَ قَالَ اَمَا اِنَّا قَدْهَوَّنَا عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ .))

”اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا اے میرے خلیل تو نے موت کو کیسے پایا؟ تو انہوں نے کہا: جیسے گرم سلاخ کو گیلی اون میں ڈال کر کھینچا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم ہم نے آپ پر بڑی نرمی کی ہے۔“

(۳)...... جناب موسیٰ علیہ السلام کے متعلق مروی ہے جب ان کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف گئی تو رب کائنات نے پوچھا اے موسیٰ! موت کو کیسے پایا؟ تو انہوں نے فرمایا:

((وَجَدْتُّ نَفْسِيْ كَالْعُصْفُوْرِ الْحَيِّ حِيْنَ يُلْقٰى عَلَى الْمِقْلَاةِ لَا يَمُوْتُ فَيَسْتَرِيْحُ وَلَا يَنْجُوْ فَيَطِيْرُ .))

”جیسے زندہ چڑیا کو گرم کڑاہی میں بھننے (روسٹ) کے لیے ڈالا جائے، نہ تو اسے موت آئے کہ جان چھوٹ جائے اور نہ اسے نجات مل سکے کہ اڑ جائے۔“

ان کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ:

((وَجَدْتُّ نَفْسِيْ كَشَاةٍ تَسْلَخُ بِيَدِ الْقَصَّابِ وَهِيَ حَيَّةٌ .))

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''میں نے اپنے نفس کو ایسے پایا جیسے زندہ بکری قصاب کے ہاتھ میں ہے اور اس کی کھال اتاری جا رہی ہو۔''

(٤)...... جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا:

((یَا مَعْشَرَ الْحَوَارِیِّیْنَ اُدْعُوا اللّٰهَ اَنْ یُهَوِّنَ عَلَیْكُمْ مِنْ هٰذِهِ السَّكْرَةِ.)) ❶

''اے حواریوں کی جماعت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ تم پر موت کی بے ہوشیوں کو آسان فرما دے۔''

(٥)...... یہ بات بھی مروی ہے کہ موت تلواروں کی کاٹ، آروں سے چیرے جانے اور قینچیوں سے کاٹے جانے سے بھی سخت ہے: ابونعیم الحافظ نے اپنی کتاب (الحلیہ) میں مکحول تابعی سے نقل کیا ہے وہ سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَمُعَایَنَةُ مَلَكِ الْمَوْتِ اَشَدُّ مِنْ ضَرْبَةِ السَّیْفِ))

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ملک الموت کو دیکھنا تلوار کی ضرب برداشت کرنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔''

(٦)......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((كَانَتْ بَیْنَ یَدَیْهِ رَكْوَةٌ اَوْ عَلَبَةٌ فِیْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ یُدْخِلُ یَدَیْهِ فِی الْمَاءِ فَیَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَیَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ یَدَیْهِ فَجَعَلَ یَقُوْلُ ''فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی'' حَتّٰی قُبِضَ وَمَالَتْ یَدُهٗ.)) ❷

❶ كتاب الجنائز البانی رحمہ اللہ.

❷ صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آخر بیماری نبی کریم ﷺ کے پاس پیالہ پڑا ہوا تھا جس میں پانی تھا آپ ﷺ اپنے ہاتھ پانی میں بھگوتے پھر انہیں چہرے پر ملتے اور فرماتے: ”لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ“ بے شک موت کی بڑی سختیاں ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمانے لگے: اے اللہ! مجھ کو ”الرفیق الاعلیٰ“ سے ملا دے (مراد اللہ کی ملاقات) یہاں تک کہ آپ ﷺ کی روح اقدس پرواز کر گئی اور ہاتھ نیچے آ گیا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((مَا اَغْبِطُ اَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .)) ❶

”جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کی موت کی شدت کو دیکھا ہے تو اس کے بعد کسی کی موت کی آسانی پر مجھے رشک نہیں آیا۔“

(۷)......علماء رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ جب انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء و متقین کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم موت کی یاد اور اس کی سختیوں سے آنکھیں بند کر کے دیگر کاموں میں مشغول اور اس کی تیاری سے غافل ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ o اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ o﴾ (صٓ : ٦٨-٦٧)

”فرما دیجیے یہ بہت بڑی خبر ہے جبکہ تم اس سے اعراض کرنے والے ہو۔“ ❷

بعد از موت روحوں کی سرگزشت:

اس سلسلہ میں سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں جو روحوں کے قبض ہونے اور قبروں میں پیش آنے والے معاملات پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہے۔ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری صحابی کے جنازے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو میت کو دفن کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس بیٹھ گئے، ہماری کیفیت ایسی تھی

❶ جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت، تحفة الاحوذی، ج: ۲، ص: ۱۲۸.

❷ تجہیز و تکفین کا سنت طریقہ ص: ۱۸ تا ۲۰۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں یعنی سب پر خاموشی طاری تھی، آپ ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک اوپر کی جانب اٹھایا اور دو یا تین دفعہ فرمایا: عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ مومن پر جب دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی طرف روانہ ہونے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے ملائکہ نازل ہوتے ہیں، جن کے چہرے بڑے سفید اور آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں ان کے پاس جنت کے کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے اور تا حد نظر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت آتا ہے اور اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے پاکباز روح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رضاء کی طرف چلو، تو روح ایسے آسانی سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی نکلتا ہے ملک الموت اسے وصول کرتا ہے تو جلدی سے فرشتے ملک الموت سے اسے حاصل کر کے جنت کے کفن اور اس کی خوشبو میں لپیٹ دیتے ہیں اور اس سے روئے زمین پر اعلیٰ سے اعلیٰ کستوری جیسی مہک پھوٹتی ہے۔

فرشتے اسے لے کر آسمانوں کی طرف چڑھتے ہیں، جن ملائکہ کے پاس سے گزر ہوتا ہے تو وہ پوچھتے ہیں، یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ وہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں کی روح ہے، وہ اس کا خوبصورت نام بتاتے ہیں، جس سے اس کو بلایا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس کو آسمان دنیا تک پہنچا دیا جاتا ہے فرشتے اس کے لیے آسمان کے دروازے پر دستک دیتے ہیں، اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے پھر آسمان کے مقرب فرشتے اوپر والے آسمان تک اسے پہنچا دیتے ہیں حتی کہ ساتویں آسمان تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حکم صادر ہوتا ہے میرے بندے کا نامہ عمل علیین میں درج کر دو، اور اسے زمین کی طرف واپس کر دو، کیونکہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا تھا، اسی میں لوٹانا ہے اور اسی سے دوبارہ اٹھانا ہے تو اس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے تب اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے بٹھا کر سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں وہ کون آدمی ہے جس کو تمہاری طرف رسول بنا کر مبعوث کیا گیا؟ وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں۔

پھر فرشتے مزید سوال کرتے ہیں آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی تب آسمان سے آواز آتی ہے میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کے لباس سے آراستہ کر دو، اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو، جہاں سے جنت کی خوشبوئیں اسے پہنچتی ہیں اور اس کی قبر تاحد نگاہ فراخ کر دی جاتی ہے، اور اس کے پاس خوبصورت چہرے میں اعلیٰ لباس والا بہترین خوشبو والا آدمی آتا ہے اور کہتا ہے آپ کو خوشیاں مبارک ہوں، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا وہ پوچھتا ہے آپ کون ہیں، آپ کا چہرہ خیر کی غمازی کرتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں آپ کا نیک عمل ہوں، آدمی کہتا ہے اے میرے رب تعالیٰ قیامت قائم کر دے تاکہ میں اپنے اہل وعیال سے ملاقات کر سکوں یہ تو کیفیت ہے بندہ مومن کے سفر آخرت کی۔ اس کے برخلاف کافر انسان کا جب دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے ملائکہ اترتے ہیں جن کے پاس دوزخ کا کفن ہوتا ہے وہ تاحد نظر بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت نازل ہوتے ہیں وہ اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث روح چل نکل اللہ عزوجل کی ناراضگی کی طرف، تو اس کی روح جسم میں ادھر ادھر چھپنے کی کوشش کرتی ہے۔

ملک الموت اس کی روح کو اس طرح سختی سے نکالتا ہے جس طرح بھیگی ہوئی اون سے گرم سلاخ کھینچ کر نکالی جاتی ہے، روح نکلتے ہی فرشتے ملک الموت سے لے کر اس کو دوزخ کے کفن میں رکھ دیتے ہیں اور اس سے روئے زمین کی گندی بدبو کی سڑاند نکلتی ہے فرشتے اس خبیث روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو جہاں جن فرشتوں کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ خبیث روح کس بدنصیب انسان کی ہے؟ اور وہ اس کا بدترین نام بتلاتے ہیں کہ فلاں بن فلاں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب فرشتے اسے لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں آسمان کے دروازے پر دستک دی جاتی ہے تو اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ (الاعراف: ٤٠)

"ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی روح کو سجین میں درج کر دو جو سب سے نیچے والی زمین میں ہے اور اس کی روح کو نیچے پھینک دیا جاتا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مقدسہ پڑھی:

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍo﴾ (الحج: ٣١)

"جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے آسمان سے نیچے گر پڑے اور اس کو پرندے نوچ لیں، یا ہوا اس کو کہیں دور دراز لے جا کر پھینک دے۔"

اس کی روح کو اس کے جسم کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور دو ملائکہ اس کے پاس پہنچ کر اسے بٹھا لیتے ہیں تو اس سے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے مجھ کو معلوم نہیں، پھر سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے آہ! مجھے معلوم نہیں یہ دونوں فرشتے (منکر اور نکیر) اس سے تیسرا سوال کرتے ہیں جو آدمی آپ لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا، وہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں تو انہیں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے آسمان سے آواز آتی ہے اس نے جھوٹ بولا، اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو، اس کی طرف آگ کا دروازہ کھول دو، جہاں سے گرم اور جھلسا دینے والی لو اسے پہنچتی ہے قبر اس پر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے، کہ اس کی ہڈیاں آپس میں دھنس جاتی ہیں، اس کے پاس برے چہرے والا گندے کپڑے پہنے بدبودار آدمی آتا ہے جو کہتا ہے تجھے تکلیف دہ چیزیں مبارک ہوں، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ پوچھتا ہے تو کون ہے تیرا چہرہ شر کی غمازی کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا خبیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمل ہوں تو وہ کہتا ہے کہ اے اللہ قیامت قائم نہ کرنا۔

موت کی علامات:

(۱)......قریب الموت بندہ مومن کا فرشتہ موت کو دیکھنا، اگر وہ خوش قسمت لوگوں میں سے ہے تو ملک الموت اس کو خوبصورت شکل میں نظر آتا ہے سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بندہ مومن جب اس دنیا سے آخرت کی طرف سدھارنے لگتا ہے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں جن کے چہرے سفید اور آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت نازل ہوتا ہے اور اس کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے پاکباز روح اللہ کی مغفرت اور رضا کی طرف چل تو روح ایسے نکل پڑتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی نکلتا ہے۔(الحدیث : مشکوٰۃ)

اگر مرنے والا بدقسمت لوگوں میں سے ہے تو ملک الموت کو خوفناک شکل میں دیکھتا ہے اور دوسرے فرشتوں کو دیکھتا ہے جن کے چہرے سیاہ ان کے پاس آگ کا کفن اور جہنم کی بدبو ہوتی ہے پھر فرشتہ موت آتا ہے اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور اللہ کی ناراضگی کی وعید سناتا ہے۔

(۲)......مرنے والا جب ملک الموت کو دیکھتا ہے تو اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، جسمانی قوتیں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ موت کے سامنے بے بس ہو کر رہ جاتا ہے اس وقت اس پر متلی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ موت کی بے ہوشیاں آنے لگتی ہیں۔ آنسو بہہ پڑتے ہیں، گفتگو کی ہمت نہیں رہتی، بات سنتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا۔ دیکھ رہا ہوتا ہے مگر کچھ بیان نہیں کر پاتا، سانس اکھڑنے لگتا ہے۔ دل کی دھڑکن کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ کبھی ہوش میں آتا ہے، کبھی موت کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ”اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ سَكْرَاتِ الْمَوْتِ“ آمین

موت واقع ہونے کی علامات:

(۱)......نگاہ کا ایک جگہ ٹھہر جانا جیسا کہ ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کی نگاہ ٹھہر چکی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی آنکھوں کو بند کیا اور فرمایا:

((اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ .)) ❶

''جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نگاہ اسے دیکھتی رہ جاتی ہے۔''

(۲) ناک کا دائیں یا بائیں طرف جھک جانا۔

(۳) نیچے والے جبڑے کا ڈھیلا پڑ جانا، کیونکہ سب اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

(٤) دل کی دھڑکن کا رک جانا۔

(٥) دائیں پنڈلی کا بائیں پر یا بائیں کا دائیں سے لپٹ جانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾ (القیامة : ٢٩)

''پنڈلی پنڈلی کے ساتھ مل جاتی ہے۔''

(٦) جسم کا ٹھنڈا پڑ جانا۔

وفات کے یقین کے بعد کرنے کے کام:

(۱)...... آنکھوں کو بند کرنا۔

(۲)...... منہ کو بند کرنا (یعنی کپڑے کے ساتھ باندھ دیا جائے)۔

(۳)...... وفات کے ایک گھنٹے کے اندر اندر جوڑوں کو درست کرنا تاکہ اسے منتقل کرنے غسل دینے اور کفن پہنانے میں دشواری پیش نہ آئے۔

(٤)...... میت کے پیٹ پر مناسب وزن رکھنا تاکہ غسل میں تاخیر کی وجہ سے پیٹ پھول نہ سکے۔

(٥)...... تکفین و تجہیز میں جلدی کرنا۔

(٦)...... اس کے ذمہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرنا کیونکہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، ج: ۱، ص: ۳۰۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

((نَفْسُ الْمُوْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ .)) ❶

''مومن کی روح اس کے قرض کے ساتھ معلق رہتی ہے حتی کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے۔''

عالم نزع میں:

موت کے آثار ظاہر ہونے پر مریض کو قبلہ رخ کر دینا چاہیے۔ سنت یہی ہے۔ اگر مجبوری ہو تو پھر اس کے پاؤں قبلہ کی طرف پھیر دیں اور تکیہ کے ساتھ سر اونچا کر دیں۔

حدیث میں ہے:

((عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُوْرٍ اَوْصٰى اَنْ يُّوَجَّهَ لِلْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصَابَ الْفِطْرَةَ .)) ❷

''سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جان کنی کے وقت مجھے قبلہ رخ کر دیا جائے تو ان کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ براء رضی اللہ عنہ نے فطرت کو پا لیا۔''

مریض کے پاس فضول گفتگو سے اجتناب:

مریض کے پاس الٹی سیدھی، لایعنی اور ادھر ادھر کی باتیں کرنا سخت منع ہے۔

((عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ .)) ❸

''مریض اور حالت نزع کو پہنچے ہوئے شخص کے پاس اس کے متعلق اچھی باتیں کرو کیونکہ تمہاری باتوں پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ لہٰذا مریض اور جاں بلب کے

❶ جامع ترمذی.

❷ اخرجه الحاكم والبيهقی ذكره الحافظ فی التلخيص وسكت عنه نيل الاوطار ص: ٢٤، ج: ٤، باب تلقين المحتضر.

❸ صحيح مسلم، باب القول الخبر عند المحتضر، ج: ١١، ص: ٣٠٠.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پاس ہمیشہ اچھی باتیں کرنی چاہئیں۔"

قریب الموت کے پاس کلمہ شریف پڑھا جائے:

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .)) (صحیح مسلم، ص: ٣٠٠، ج: ١، کتاب الجنائز) یعنی جان کنی میں مبتلا مریض کو "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی تلقین کرو۔ ((وَالْمُرَادُ مِنْ قَرِیْبِ الْمَوْتِ وَاخْتَلَفُوْا فِیْ تَلْقِیْنِہٖ بَعْدَ الْمَوْتِ فَقِیْلَ یُلْقَنُ وَالظَّاھِرُ مَارَوَیْنَا .)) (تبیین الحقائق، ص: ٢، ج: ١) کہ تلقین سے مراد قریب الموت مریض کو کلمہ یاد دلانا مقصود ہے، اور یہی صحیح ہے تاکہ اس کو بھی کلمہ پڑھنے کا دھیان آ جائے اور خود پڑھ لے، اور اس کا آخری قول کلمہ شریف ہو۔ تاہم اتنی کثرت نہ کی جائے کہ وہ اکتا جائے۔ (سبل السلام ونووی)

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" سے پورا کلمہ یعنی "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ" مراد ہے۔

تلاوت سورۂ یٰسٓ:

جاں بلب مریض کے پاس سورۂ یٰسین کی تلاوت مستحب ہے احادیث میں اس کا جواز موجود ہے ((عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِقْرَؤُا یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ .)) [1] بلوغ المرام میں ہے کہ مرنے والوں کے پاس سورۂ یٰسین پڑھا کیجیے اور مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں:

((یٰسٓ قَلْبُ الْقُرْاٰنِ لَا یَقْرَءُ ھَا رَجُلٌ یُرِیْدُ اللّٰہَ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ اِلَّا غُفِرَ لَہٗ وَاقْرَئُوْھَا عَلٰی مَوْتَاکُمْ .)) [2]

کہ سورۂ یٰسٓ قرآن کا دل ہے، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی نیت سے یٰسٓ پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں تم مرنے والوں پر یٰسٓ پڑھو۔ مرقات ص: ١٦، ج: ٤،

[1] رواہ ابو داؤد والنسائی وصحیحہ ابن حبان۔ [2] نیل الاوطار، ص: ٢٥، ج: ٤.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام دارقطنی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے صحیح ابن حبان میں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((مَا مِنْ مَيِّتٍ يُقْرَأُ عِنْدَ رَأْسِهٖ يٰسٓ اِلَّا هَوَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) (مرقات ص:١٦، ج:٤)

یعنی جس میت پر سورۂ یٰسٓ پڑھی جائے اس پر اللہ تعالیٰ موت کی سختیوں کو آسان کر دیتا ہے۔ ان متعدد احادیث کی روشنی میں قریب الموت کے پاس سورۂ یٰسٓ کا پڑھنا جائز معلوم ہوتا ہے۔

آنکھیں بند کرنا:

جب روح قبض ہو جائے تو آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں اور میت کا سارا بدن کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دینا چاہیے۔ میت کے لیے اور اپنے لیے دعا استغفار پڑھیں اور کوئی بری بات منہ سے نہ نکالیں۔ [1]

خاتمہ بالخیر کی علامات

سوال:...... خاتمہ بالخیر کی کتنی اور کون کون سی علامات ہیں؟ مدلل مگر مختصر بیان فرمائیں۔

(سائل: مزمل حسین خان، ناظم مسجد امۃ العزیز اہل حدیث، رحمت ٹاؤن، فیصل آباد)

جواب:...... محدث العصر الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حسب ذیل انیس علامات ہیں۔

اگر فوت ہونے والے یا والی میں ان میں سے جو بھی علامت پائی گئی تو یہ حسن خاتمہ کی بشارت ہوگی۔ (ان شاء اللہ)

۱۔ کلمہ توحید پڑھنا:

دنیا سے رخصت ہوتے وقت آخری سانسوں کے ساتھ کلمہ توحید پڑھنا، سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [2]

”جس نے آخری بات لا الہ الا اللّٰہ کہی جنت میں داخل ہوگیا۔“

---

[1] عون المعبود شرح ابی داؤد، ص: ۱۵۹، ج: ۳۔ باب تغمیض المیت ومحلی ابن حزم، ج: ۵، ص: ۱۵۷.

[2] مستدرك حاكم باب من كان آخر كلامه احكام الجنائز للالبانی.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۔موت کے وقت پیشانی کا پسینہ سے تر ہوجانا:

سیّدنا بریدہ بن خصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَوْتُ الْمُوْمِنِ بِعِرْقِ الْجَبِيْنِ .))❶

''سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ خراسان میں تھے وہ اپنے بیمار بھائی کی تیمارداری کے لیے گئے جب اپنے بھائی کو جان بلب حالت میں دیکھا کہ اس کی پیشانی پسینہ سے تر تھی تو بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللّٰہ اکبر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کی موت کے وقت پیشانی پسینہ سے شرابور ہوتی ہے۔''

۳۔ جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن موت آنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ .))❷

''جو مسلمان جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن فوت ہو تو اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔''

۴۔میدان جہاد میں شہادت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۶۹۔ ۱۷۰)

❶ سنن نسائی، باب موت المومن: ۱/ ۲۵۹۔ والترمذی: ۲/ ۱۲۸۔ صحیح علی شرط مسلم.

❷ احکام الجنائز، ص: ۳۵۔ متعدد اسناد کی وجہ سے حدیث حسن ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

’’اور تو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے، ہرگز مردہ گمان نہ کر، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔اس پر بہت خوش ہیں جو انھیں اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور ان کے بارے میں بھی بہت خوش ہوتے ہیں جو ان کے ساتھ ان کے پیچھے سے نہیں ملے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔‘‘

اس کے متعلق متعدد احادیث صحیح اور حسن مروی ہیں۔اختصار کے پیش نظر صرف ایک صحیح حدیث پیش خدمت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلشَّهِيْدُ لَهٗ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهٖ وَيُرٰی مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَاْمَنُ مِنْ فَزَعِ الْاَكْبَرِ وَيُحَلّٰی حِلْيَةَ الْاِيْمَانِ وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ وَيُشْفَعُ فِیْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِنْ اَقَارِبِهٖ .)) [1]

’’اللہ تعالیٰ کے پاس شہید کے لیے چھ خصوصیات ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کو بخش دیا جاتا ہے۔(۲) جنت میں اپنی رہائش گاہ دیکھ لیتا ہے۔(۳) عذاب قبر سے پناہ مل جاتی ہے اور قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے امن میں ہوگا۔(۴) زیور ایمان سے آراستہ کر دیا جاتا ہے۔(۵) خوبصورت موٹی موٹی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ نکاح ہوگا۔(۶) اور ستر قریبی رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول ہوگی۔‘‘

۵۔فی سبیل اللہ مجاہد کی موت:

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ؟ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِيْلٌ قَالُوْا فَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ

[1] جامع ترمذی، باب ثواب الشهيد وسنن ابن ماجه باب فضل الشهادة فی سبيل الله، سند بالکل صحیح ہے۔

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ .)) (مسلم: ٦/ ٥١)

''تم کسے شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب تو میری امت کے شہیدوں کی تعداد کم رہے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تفصیل سے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا کن کن لوگوں کا شہداء کی صف میں شمار ہوگا؟ فرمایا: جو راہ جہاد میں قتل ہو وہ بھی شہید، جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں موت آجائے وہ بھی شہید، جو طاعون کی مرض میں مر جائے وہ بھی شہید اور جو پیٹ کی بیماری میں مرے وہ بھی شہید اور غرق ہونے والا بھی شہید ہے۔''

٦۔ طاعون کے مرض میں مبتلا ہو کر موت آنا:

اس باب میں متعدد احادیث ہیں ایک حدیث پیش خدمت ہے:

((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .))[1]

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔''

٧۔ پیٹ کی بیماری اسہال وغیرہ سے موت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ .))[2]

''جو پیٹ کی بیماری سے مرا وہ شہید ہے۔''

٨، ٩۔ غرق یا ملبہ کے نیچے دب کر مرنے والا بھی شہید ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، ص: ٨٥٢.

[2] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشھداء، ص: ١٤٣.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

((اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرَقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ .)) ❶

''شہداء کی پانچ اقسام ہیں طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، غرق ہونے والا، دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا اور جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہو کر مرنے والا بھی شہید ہے۔''

۱۰۔ بچے کی ولادت کے بعد عورت کا حالت نفاس میں مرنا:

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالْمَرْاَةُ يَقْتُلُهَا وَلَدُهَا جَمْعَاءُ شَهَادَةٌ يَجُرُّهَا وَلَدُهَا بِسَرَرِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ .)) ❷

''وہ عورت جو بچے کی ولادت کے سبب فوت ہو جائے شہیدہ ہے۔ بچہ اپنی ناف کے ساتھ کھینچ کر اپنی والدہ کو جنت میں لے جائے گا۔''

۱۱،۱۲۔ جلنے سے موت واقع ہونا، پہلو (نمونیہ) کے درد سے موت آنا:

سیّدنا جابر بن عتیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

((اَلشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَا الْقَتْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِقُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْحَرِقُ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجَمْعٍ شَهِيْدَةٌ .)) ❸

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فی سبیل اللہ قتل ہونے کے علاوہ اعزازی شہید سات قسم کے ہیں مرض طاعون میں مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، نمونیہ کی تکلیف میں مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، جل جانے والا، ملبے

❶ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب بيان الشهداء، ص: ١٤٢ .

❷ مسند احمد: ٤٤، ص: ٢٠١ .　❸ احكام الجنائز للالباني، ص: ٣٩ .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے نیچے دب کر مرنے والا اور وہ عورت جو بچے کی وجہ سے مر جائے، یہ سب کے سب شہید اعزازی ہیں۔''

۱۳۔موت مرض سل سے آئے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ شَھَادَۃٌ النُّفَسَآءُ شَھَادَۃٌ وَالْحَرِقُ شَھَادَۃٌ وَالْغَرِقُ شَھَادَۃٌ وَالسِّلُّ شَھَادَۃٌ وَالْبَطْنُ شَھَادَۃٌ .)) ❶

مرض سل (تپ، دق، ٹی۔بی) سے مرنا شہادت ہے سند قابل قدر اچھی ہے اس کا شاہد بھی ہے۔

۱۴۔اپنے مال کی حفاظت میں مرجانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ اُرِیْدَ مَا لُہٗ بِغَیْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَھُوَ شَھِیْدٌ .)) ❷

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہوا دوسری روایت میں ہے جس کا مال ناحق طریقہ سے چھیننے کی کوشش کی گئی پھر وہ اس کی حفاظت میں مارا گیا تو وہ شہید ہے۔''

۱۵،۱۶۔دین اور عزت کے دفاع میں مارا جانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ .)) ❸

❶ مجمع الزوائد، ج: ۲، ص: ۳۱۷.

❷ صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من قتل دون مالہ.

❸ ابو داؤد، کتابالسنۃ، باب فی قتل اللصو، جامع ترمذی باب ماجاء فیمن قتل دون مالہ فھو شھید.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے جو اپنے اہل و عیال کی عزت کا دفاع کرنے میں مارا گیا وہ شہید ہے وہ بھی شہید ہے جو اپنے دین کے دفاع میں مارا گیا ہے اور جو اپنی جان کے دفاع میں مارا جائے وہ بھی شہید ہوتا ہے۔''

۱۷۔ جہاد فی سبیل اللہ کے انتظار میں موت آنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رِبَاطُ یَوْمٍ خَیْرٌ مِنْ صِیَامِ شَهْرٍ وَقِیَامِهِ وَاِنْ مَاتَ جَرٰی عَلَیْهِ عَمَلُهُ الَّذِیْ كَانَ یَعْمَلُهُ وَاُجْرِیَ عَلَیْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ .)) [1]

''ایک دن رات فی سبیل اللہ پہرہ (چوکی) دینا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے افضل ہے، اگر اسے اسی حالت میں موت آ جائے تب بھی اس کا اجر جاری رہے گا اور اس کو رزق دیا جائے گا اور وہ فتنہ سے بھی محفوظ ہے۔''

۱۸۔ نیک کام پر ہمیشگی کرتے ہوئے موت آنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ صَامَ یَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهٗ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهٗ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [2]

''جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اسی پر فوت ہوا جنت میں داخل ہوگا، رضا الٰہی میں کسی دن کا روزہ رکھا اور یہی عمل کرتے وفات پا گیا تو بھی وہ جنتی ہوگا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے صدقہ کیا اور ساری عمر کرتا رہا وہ بھی جنتی ہوگا۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الرباط فی سبیل اللّٰہ صحیح مسلم، ص: ۱۴۲.

[2] مسند احمد، ج: ۵، ص: ۳۹۱۔ بحوالہ احکام الجنائز، ص: ۴۳.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا خاتمہ بالخیر اور نیک موت کی ۱۸ علامات خود رسول اللہ ﷺ کی فرمودہ ہیں اگر مرنے والے میں ان ۱۸ نشانیوں میں سے کوئی بھی نشانی پائی جائے تو یہ اس کے حسن خاتمہ کی بشارت ہوگی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل عمیم اور کرم عظیم سے ہمیں بھی یہ سعادت نصیب فرمائے۔آمین وما ذالك على الله بعزيز۔

(۱۹)......اچھے خاتمہ کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے وفات پائے یا جیسے نماز کی حالت یا روزے کی حالت یا حج عمرہ کرتے ہوئے فوت ہو جائے۔

(۲۰)......مرنے والے کے حق میں مسلمانوں کی ایک جماعت کا تعریف کرنا:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی عمدہ تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے حق میں واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، بعدازاں ایک دوسرا جنازہ گزرا لوگوں نے اس کو برے الفاظ میں یاد کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے واجب ہوگئی۔سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کون سی چیز واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((هٰـذَا اَثْـنَيْتُـمْ خَيْـرًا فَـوَجَبتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ .)) [1]

”جس شخص کی آپ لوگوں نے اچھی تعریف کی تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے بری تعریف کی اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کے گواہ ہو۔“

نیک خاتمہ پر وفات کے بعد ظاہر ہونے والی علامات:

(۱)......چہرے پر مسکراہٹ۔

[1] صحيح مسلم، باب في وجوب الجنة والنار بشهادة المومنين بالخير والشر، صحيح مسلم، ج: ١، ص: ٣٠٨.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(۲)......شہادت کی انگلی کا اٹھنا۔

(۳)...... چہرے پر چمک اور خوشی کے آثار، اس بشارت کی وجہ سے جو موت کے وقت ملک الموت سے سنی۔

برے خاتمہ کی چند علامات:

(۱)......گانے موسیقی، ڈرامے اور فحش فلمیں دیکھتے ہوئے موت آ جائے۔

(۲)...... بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہوئے یا شراب پیتے اور نشہ کرتے ہوئے موت آ جائے۔

(۳)...... وفات کے بعد چہرے پر پریشانی اور مایوسی چھا جائے اور سیاہی مچل جائے، کیونکہ فرشتہ جب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وعید سناتا ہے تو مرنے والے کا چہرہ مارے خوف کے سیاہ پڑ جاتا ہے بسا اوقات یہ سیاہی سارے جسم پر ظاہر ہو جاتی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ حُسْنَ الْخَاتِمَةِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ."

میت پر نوحہ منع ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْهِ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِهٖ بِمَا نِیْحَ عَلَیْهِ .))❶

"ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت پر نوحہ (بین) کرنے سے میت کو عذاب کیا جاتا ہے۔"

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبِ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ .))❷

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ ہم میں سے نہیں جو اپنے گالوں کو طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت

❶ صحیح بخاری، ص: ۱۷۲، ج: ۱، صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۳۰۲.

❷ صحیح بخاری، ص: ۱۷۲، ج: ۱، باب لیس منا من شق الجیوب.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی پکار پکارے۔‘‘

((قَالَ قَالَ اَبُوْمُوْسٰی اَنَا بَرِیْءٌ مِمَّنْ بَرِیَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ .)) [1]

’’سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس سے بے زار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ بے زار تھے یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس عورت سے بے زار ہوں جو مصیبت کے وقت سر منڈانے والی چلا کر رونے والی اور کپڑے پھاڑنے والی ہے۔‘‘

بہر حال نوحہ کی ممانعت کے سلسلہ میں متعدد احادیث آئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نوحہ شریعت محمدی ﷺ میں نا قابل برداشت جرم ہے۔ بلکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ نوحہ اور ماتم کی وصیت کر کے مرنے والے کو عذاب ہوگا۔

[1] صحیح بخاری، ص: ۱۷۳، ج: ۱.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تعلیمات اور نالہ شیون

سوال:......کسی میت پر ماتم کے جواز اور عدم جواز کے متعلق کیا حکم ہے؟

(زبیدہ بنت محمد صدیق، چوک برف خانہ، لاہور)

(۱)......قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

"ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیے جاؤ گے پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔"

(۲)......اس آیت شریفہ کی تفسیر فروع کافی میں یوں ہے:

"وَفِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَزَاءٌ مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَخَلْفٌ مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرْكٌ لِمَا فَاتَ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَعَلَيْهِ فَتَوَكَّلُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّ الْمَحْرُوْمَ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ." [1]

"ہر ایک مصیبت میں صبر کرنے پر اللہ عزوجل کی طرف سے تسلی حاصل ہوتی ہے اور فوت شدہ کا نعم البدل ملتا ہے نقصان کی تلافی ہوتی ہے پس (مصیبت میں

[1] فروع کافی ج: ۲، ص: ۲۲۲، کتاب الجنائز.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو اور اسی سے نیک امید رکھو بدنصیب تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو۔''

(۳)......حضرت ابوجعفر باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے وقت غمگین اہل بیت سے ایک آنے والا کہتا ہے۔

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اٰلَ مُحَمَّدٍ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ...... فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ خَلَفٌ فِیْ کُلِّ هَالِكٍ وَعَزَاءٌ مِنْ کُلِّ مُصِیْبَةٍ وَدَرْكٌ لِمَا فَاتَ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَعَلَیْهِ فَتَوَکَّلُوْا...... فَقَالَ بَعْضُ مَنْ فِی الْبَیْتِ هٰذَا مَلَكٌ مِنَ السَّمَآءِ .''[1]

''کہ آسمان سے نازل ہونے والے فرشتہ نے تسلی دی۔ ہر ایک مصیبت میں صبر کرنے پر اللہ عزوجل کی طرف سے تسلی حاصل ہوتی ہے اور فوت شدہ کا نعم البدل ملتا ہے نقصان کی تلافی ہوتی ہے پس (مصیبت میں) اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو اور اسی سے نیک امید رکھو بدنصیب تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو۔''

(٤)......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے وقت فرماتے ہیں:

''وَلَوْلَا اَنَّكَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْجَزْعِ لَاَنْعَدَمْنَا عَلَیْكَ مَاءَ الشَّئُوْنِ .''[2]

(۵)......مفتی جعفر حسین ترجمہ فرماتے ہیں سب لوگ آپ کے (سوگ میں) برابر کے شریک ہیں اگر آپ نے صبر کا حکم اور نالہ وفریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے۔[3]

(٦)......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

1. فروع کافی کتاب الجنائز، ج: ۳، ص: ۲۲۲.
2. نهج البلاغه، ج: ۲، ص: ۲۲۸۔مصری.
3. مترجم نهج البلاغة، ص: ٦٢٨.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”فَاِنْ اَتَاكُمُ اللّٰهُ بِعَافِيَةٍ فَاقْبَلُوْا وَاِنِ ابْتُلِيْتُمْ فَاصْبِرُوْا فَاِنَّ الْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِيْنَ .“ ❶

”اگر اللہ تعالیٰ عافیت دے تو اس کو قبول کرو اور اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو صبر کرو کیونکہ اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے۔“

(۷)......حضرت ابو جعفر باقر رحمہ اللہ جزع کا معنی بیان کرتے ہیں کہ جابر راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے جزع کا معنی دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

”اَشَدُّ الْجَزْعِ الصَّرَاخُ بِالْوَيْلِ وَالْعَوِيْلِ وَلَطْمِ الْوَجْهِ وَالصَّدْرِ وَجَزًّا الشَّعْرِ .“ ❷

”جزع کے معنی ہیں آدمی مصیبت میں بلند آواز سے ہائے وائے کرنے لگے چہرے کو پیٹنے سینہ کوبی کرنے اور پیشانی کے بال توڑنے لگے۔“

(۸)......نیز فرماتے ہیں:

”وَمَنْ اَقَامَ النَّوْحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ وَاَخَذَ فِيْ غَيْرِ طَرِيْقِهٖ وَمَنْ صَبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَقَدْ رَضِيَ بِمَا صَنَعَ اللّٰهُ وَوَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ جَرٰى عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَهُوَ ذَمِيْمٌ وَاَحْبَطَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَجْرَهٗ .“ ❸

”جو شخص صدمہ میں نوحہ قائم کرے اور صبر کا دامن چھوڑ دے تو اس نے غیر شرعی طریقہ اختیار کیا اور جو شخص صبر کے ساتھ انا للّٰہ پڑھے اور الحمد للّٰہ کہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہوا اور اجر کا مستحق قرار پایا اور جو بے صبری کا مظاہرہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر تو اس پر برت گئی اور وہ مذموم ٹھہرا اور اللہ تعالیٰ

❶ نهج البلاغة، ج: ١، ص: ١٩١.

❷ فروع كافی باب الصبر والجزع والاسترجاع، ج: ٣، ص: ٢٢.

❸ فروع كافی باب الصبر والجزع الاسترجاع، ج: ٣، ص: ٢٢.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نے اس کا اجرا کارت کر دیا۔''

نوٹ:...... یہ روایت کسی ایک راوی کی نہیں بلکہ صاحب کتاب شیعی محدث علامہ محمد بن یعقوب کلینی نے اس کو ڈھیر سارے راویوں سے روایت کیا ہے:

(۹)......حضرت جعفر صادق ابوعبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْمُؤْمِنِ فَاْتِیْهَا الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبُوْرٌ وَاِنَّ الْجَزْعَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْكَافِرِ فَاْتِیْهِ الْبَلَاءُ وَهُوَ جَزُوْعٌ .'' ❶

''صبر اور مصیبت دونوں مومن کا رخ کرتے ہیں تو مومن مصیبت کے وقت بڑا صابر ہوتا ہے اور جب جزع اور مصیبت کافر پر حملہ آور ہوتے ہیں تو وہ بڑا بے صبر ہوتا ہے۔''

(۱۰)...... ''عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ یَا اِسْحَاقُ لَا تَعُدَّنَّ مُصِیْبَةً اُعْطِیْتَ عَلَیْهَا الصَّبْرَ وَاسْتَوْجَبْتَ عَلَیْهَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الثَّوَابَ اِنَّمَا الْمُصِیْبَةُ الَّتِیْ یَحْرُمُ صَاحِبُهَا اَجْرَهَا وَثَوَابَهَا اِذَا لَمْ یَصْبِرْ عَنْ نُزُوْلِهَا .'' ❷

''اے اسحاق! اس مصیبت کو مصیبت نہ جان جس پر تجھے صبر مل جائے اور اللہ عزوجل کی طرف سے اجر پا لے مصیبت زدہ تو وہ شخص ہے جو اس کے اجر و ثواب سے محروم ہو جائے جب وہ اس کے آنے پر صبر نہ کر سکے۔''

(۱۱)...... ''عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَا یَنْبَغِی الصِّیَاحُ عَلَی الْمَیِّتِ وَلَا شَقُّ الثِّیَابِ .'' ❸

---

❶ فروع کافی باب الصبر والجزع والاسترجاع، ج: ۳، ص: ۲۲.

❷ حوالہ مذکور، ص: ۲۲۵، ج: ۳.

❸ حوالہ مذکور، ص: ۲۲۵، ج: ۳.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''مصیبت کے شروع میں ران کو پیٹنے پر آدمی کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔''

''میت پر آواز بلند کے ساتھ رونا اور کپڑے پھاڑنا جائز نہیں۔''

(۱۲)...... ''عَنْ اَبِی الْحَسَنِ قَالَ ضَرْبُ الرَّجُلِ یَدَهٗ عَلٰی فَخِذِهٖ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ اِحْبَاطٌ لِاَجْرِهٖ.'' ❶

(۱۳)...... فضیل بن میسر کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت جعفر صادق کی خدمت میں اپنی مصیبت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:

''اَمَّا اِنَّکَ اِنْ تَصْبِرَ تُوْجَرْ وَاِلَّا تَصْبِرْ یَمْضِیْ عَلَیْكَ قَدْرُ اللّٰهِ الَّذِیْ قَدَّرَ عَلَیْكَ وَاَنْتَ مَازُوْرٌ.'' ❷

''اگر تو اپنی مصیبت پر صبر کرے گا اجر پائے گا اگر صبر نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر تو تجھ پر نافذ ہو جائے گی مگر تو گناہ کے بوجھ تلے دبا رہے گا۔''

(۱٤)...... جناب ابو عبداللہ جعفر کا ایمان افزاء طرز عمل:

قتیبہ الاعشی کہتے ہیں کہ حضرت کا ایک فرزند بیمار تھا۔ میں اس کی تیمار داری کے لیے حاضر ہوا تو حضرت کو افسردہ اور غمگین پایا اور ان کے فرزند کی خیریت معلوم کی تو فرمایا: وہ جاں بلب ہے۔ حضرت کچھ دیر کے بعد تشریف لائے تو ان کا چہرہ درخشندہ تھا تو میں سمجھا کہ بیٹے کو افاقہ ہے۔ جبھی تو خوش خرم نظر آ رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ بیٹا اللہ کو پیارا ہو چکا ہے تو میں نے ازراہ تعجب پوچھا کہ حضرت جب آپ کا بیٹا حیات تھا تو آپ غمناک اور پر ملال تھے اور اس کی وفات پر آپ کا چہرہ پرسکون اور روشن ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

''فَقَا اِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا نَجْزِعُ قَبْلَ الْمُصِیْبَةِ فَاِذَا وَقَعَ اَمْرُ اللّٰهِ رَضِیْنَا بِقَضَائِهٖ وَسَلَّمْنَا لِاَمْرِهٖ.'' ❸

---

❶ فروع کافی، ج: ۳، ص: ۲۲۵۔ ترجمہ روایت نمبر ۸ والا ہی ہے۔

❷ فروع کافی، ج: ۳، ص: ۲۲۵.

❸ فروع کافی، ج: ۳، ص: ۲۲۵.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

’’اہل بیت متوقع مصیبت پر تو غمناک اور بے قرار ہو جاتے ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کا حکم وارد ہو جاتا ہے تو ہم اس کے فیصلے کو خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے ہیں اور اس کے حکم کو دل و جان سے مان لیتے ہیں۔‘‘

(۱۵)......حضرت باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لَا يَصْلُحُ الصِّيَاحُ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يَنْبَغِيْ وَلٰكِنَّ النَّاسَ لَا يَعْرِفُوْنَهٗ وَالصَّبْرُ خَيْرٌ .“ ❶

’’میت پر نالہ و شیون درست ہے اور نہ جائز ہے مگر لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہیں حالانکہ صبر بہتر ہے۔‘‘

اس موضوع پر اہل بیت کی اور بھی بہت سی روایات موجود ہیں جو شیعہ فرقہ کی معتبر کتابوں میں مروی ہیں تاہم مذکور بالا ۱۳ روایات ہی سردست کافی ہیں جو ان کی مستند ترین کتاب فروع کافی سے ہدیہ قارئین کر دی گئی ہیں۔

لَعَلَّ فِيْهَا الْكِفَايَةُ لِمَنْ لَهُ الدِّرَايَةُ وَمَا اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَبِيَدِهِ التَّوْفِيْقُ وَالصَّلَاحُ .

جس شخص کو اللہ رب العزت نے بصیرت سے نوازا ہو، اس کے لیے یہ دلائل کافی ہیں اور ہماری کوشش تو اصلاح کی ہے۔ جب کہ ہدایت اور اس کی توفیق اور اصلاح یہ سب اللہ رب العزت کی طرف سے ہے۔

❶ حواله مذكور، ج: ۳،ص: ۲۲۶.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مروجہ ماتم کی حرمت جذبات سے نہیں، دلائل سے

سوال(۱):...... کچھ حضرات عشرہ محرم میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں ماتم کرتے ہیں کیا اس کا جواز اور ثبوت موجود ہے؟

سوال(۲):...... سب سے پہلا نوحہ گر کون تھا؟ (سائل: حافظ اسماعیل بلوچ، ملتان)

الجواب بعون الوهاب: (۱)...... اہل سنت کی ہی نہیں بلکہ اہل تشیع کی معتبر کتب میں بھی ماتم کی سختی سے حرمت اور مذمت موجود ہے، ملاحظہ فرمایئے:

(۱)...... فرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:

((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهِ لِفَاطِمَةَ لَا تَخْمَشِي عَلَيَّ وَجْهَكِ وَلَا تُرْخِي عَلَيَّ شَعْرًا وَلَا تُنَادِي بِالْوَيْلِ وَلَا تُقِيمِي عَلَيَّ نَائِحَةً .)) [1]

"جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد (میرے غم میں) اپنے چہرے کو زخمی نہ کرنا، بال نہ کھولنا، واویلا نہ کرنا اور نوحہ نہ کرنا۔"

(۲)...... ((عَنْ اَبِي عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَرْبُ الْمُسْلِمِ يَدَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ اِحْبَاطٌ لِاَجْرِهٖ .)) [2]

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصیبت کے وقت رانوں پر ہاتھ مارنے سے مسلمان کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

---

[1] فروع کافی، ج: ۲، ص: ۲۱٤.

[2] فروع کافی، ص: ۱۲۲، ج: ۱.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳)......فرمان سیّدنا علی رضی اللہ عنہ:

((قَالَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ وُرِثْنَا الْعَفوَ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَوُرِثْنَا الصَّبْرَ مِنْ اٰلِ اَیُّوْبَ .)) ❶

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دشمنوں کو معاف کر دینا آل یعقوب سے اور مصیبت کے وقت صبر کرنا آل ایوب سے ہم کو ورثہ میں ملا ہے۔''

(٤)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((قَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ یَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَیْرِكَ لَوْلَا اَنَّكَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْجَزْعِ لَاَنْفَدْنَا عَلَیْكَ مَاءَ الشُّؤُوْنِ .)) ❷

''حضرت! آپ کی وفات سے وہ امور منقطع ہو گئے جو کسی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات سے نہ ہوئے، اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں صبر کا حکم اور جزع فزع سے منع نہ فرمایا ہوتا تو آج ہم آپ کی موت پر رو رو کر آنکھوں کا پانی خشک کر دیتے۔''

(٥)......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا تیسرا فرمان:

((نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ النِّیَاحَةِ وَالْاِسْتِمَاعِ .)) ❸

''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نوحہ کرنے سے اور اس کے سننے سے منع فرمایا ہے۔''

(٦)......سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان:

((لَمَّا اُصِیْبَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عنہ نَعَی الْحَسَنُ اِلَی الْحُسَیْنِ وَهُوَ بِالْمَدَآئِنِ فَلَمَّا قَرَأَ الْكِتَابَ قَالَ یَالَهَا مِنْ مُصِیْبَةٍ مَا اَعْظَمَهَا مَعَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ اُصِیْبَ مِنْكُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَلْیَذْكُرْ مُصَابَهٗ فَاِنَّهٗ لَنْ یُصَابَ بِمُصِیْبَةٍ اَعْظَمَ مِنْهَا صَدَقَ صلی اللہ علیہ وسلم .)) ❹

---

❶ فروع کافی، ج: ٣، ص: ١٤٤.

❷ نهج البلاغة، ص: ٣٣٨.

❸ کتاب من لا یحضره الفقیه، ج: ٤، ص: ٤٦٦.

❹ فروع کافی، ج: ١، ص: ١١٩ و آفتاب هدایت، ص: ٣٢٣.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”جب سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھیجی تو انہوں نے خط پڑھ کر فرمایا: کتنی بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تاہم نانا جی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے کہ جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو میری موت کی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ کسی مسلمان پر میری موت کی مصیبت سے بڑی کوئی مصیبت نہیں آ سکتی، پھر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ نانا جی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فرمان بالکل بجا ہے۔“

(۷)......سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آخری وصیت: آپ نے اپنی شہادت سے کچھ پہلے کربلا کے خونی میدان میں اپنی ہمشیرہ بی بی زینب کو فرمایا: اے بہن جو میرا حق تم پر ہے اس کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرنا ہوگا۔ پس جب مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور اپنے بال نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا کہ تم فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہو۔ جیسا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا۔ اسی طرح تم بھی میری مصیبت میں صبر کرنا۔ [1]

بہت سے مواعظ اپنی خواہر (زینب) سے بیان کر کے وصیت کی اور کہا اے گوہر گرامی تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ میں جب شہید ہو کر بعالم بقا رحلت کروں گریبان چاک نہ کرنا اور منہ نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا۔ [2]

(۸)......حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((قَالَ اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا صَبْرَ لَهٗ .)) [3]

”آپ نے فرمایا: صبر ایمان کے لیے سر کے مانند ہے اور مصیبت کے وقت صبر

[1] انارۃ البصائر بحوالہ آفتاب ھدایت، ص: ۳۲۳.

[2] جلاء العیون، ج: ۲، ص: ۲۲۸.

[3] اصول کافی ج: ۲، باب الصبر، ص: ۸۹.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنے والا دولت ایمان سے محروم ہوتا ہے۔''

(۹)...... جناب جعفر صادق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((عَنْ اَبِی عَبْدِاللّٰهِ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَان بِمَنْزِلَةِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَهَبَ الرَّاْسَ ذَهَبَ الْجَسَدُ كَذَالِكَ اِذَا ذَهَبَ الصَّبْرُ ذَهَبَ الْاِیْمَان .)) (اصول کافی)

''صبر ایمان کے لیے ایسا ضروری ہے جیسے کہ سر جسم کے لیے ضروری ہے جب سر کٹ جائے تو سارا جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان بھی رخصت ہو جاتا ہے۔''

(۱۰)...... جزع کی تعریف:

((عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِی جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ لَهٗ مَا الْجَزْعُ قَالَ اَشَدُّ الْجَزْعِ الصَّرَاخُ بِالْوَیْلِ وَلَطْمُ الْوَجْهِ وَالصَّدْرِ وَجَزُّ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَاصِی وَمَنْ اَقَامَ النَّوَاحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ وَاَخَذَ فِیْ غَیْرِ طَرِیْقِهٖ .)) [1]

''جناب باقر رحمہ اللہ سے جب جزع (بے صبری) کی حقیقت دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ انتہاء درجہ کی جزع یہ ہے کہ (مصیبت میں غم کا اظہار کرنے کے لیے) ہائے وائے کرنا چیخ و پکار کرنا گالوں کو پیٹنا سینہ کوبی کرنا، پیشانی کے بال نوچنا اور جس نے نوحہ کیا اس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا اور غیر اسلامی طریقہ اختیار کیا۔''

اوّلین نوحہ گر یزید:

(۲)...... علماء شیعہ کے مطابق پہلا نوحہ گر اور ماتم کرانے والا یزید تھا۔

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:

''جب اہل حسین رضی اللہ عنہ کا قافلہ کوفہ سے دمشق آیا اور یزید کے دربار میں پیش ہوا

[1] فروع کافی، ج: ۲، ص: ۶۲۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تو یزید کی بیوی ہندہ دختر عبداللہ بن عامر بے تاب ہو کر بے پردہ مجلس یزید میں چلی آئی، یزید نے دوڑ کر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہا گھر میں چلی جا اور گھر میں جا کر فرزند رسول خدا بزرگ قریش پر نوحہ وزاری کر، ابن زیاد نے ان کے بارے میں جلدی کی، میں ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔'' ❶

دوسرا نوحہ گر:

یزید اور اس کے خاندان کے بعد مختار بن ابی عبید ثقفی نے نوحہ اور ماتم کو رواج دیا۔

وفات کی اطلاع دینا:

مرنے والے کے احباب اور رشتہ داروں کو اس کی موت کی اطلاع دینا جائز ہے، مگر اطلاع کے ساتھ ساتھ اس کی بہادری، اس کے فضائل اور اس کی وجاہت کا بیان کرنا اور ڈھنڈورچی کا انتظام کرنا منع اور حرام ہے۔ آج کل لاؤڈ سپیکر کے ذریعے جس انداز سے بازاروں میں شور ڈالا جاتا ہے اور مسجدوں کے محرابوں اور میناروں پر سے منادی کی جاتی ہے یہ سب طریقے ناجائز اور خلاف شرع ہیں۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اَلْإِعْلَانُ عَنْ مَوْتِهِ عَلٰی رُؤُوْسِ الْمَنَائِرِ وَنَحْوِهَا مِنَ النَّعْيِ .'' ❷

تاہم متعلقہ لوگوں کو بلا تکلف اطلاع کی حد تک جواز کی گنجائش ہے جیسا کہ روایات سے اس طرف راہنمائی ہے، علامہ عبدالحئی نے لکھا ہے کہ صاحب علم اور زاہد لوگوں کے جنازوں کا اعلان کرنا بعض متاخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

((قَدِ اسْتَحْسَنَ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ النِّدَاءَ فِی الْأَسْوَاقِ لِلْجَنَازَةِ الَّتِیْ يُرَغِّبُ النَّاسَ .)) ❸

---

❶ جلاء العیون، ج: ۲، ص: ۲۹۶.

❷ احکام الجنائز، ص: ۳۰.

❸ کفایة شرح هدایة بحواله فتاویٰ عبدالحئی، ص: ۲۴۷.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان کا یہ فتویٰ متعدد وجوہات کی بنا پر صحیح نہیں۔

(۱)...... بڑے بڑے اجلہ صحابہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، تابعین اور ائمہ محدثین رحمہم اللہ کے جنازے اٹھے مگر ان کے جنازوں کا بازاروں میں اعلان پڑھنے سننے میں نہیں آیا۔

(۲)......بعض متاخرین نہ جانے کون ہیں اور ان کی دلیل کیا ہے اگر وہ مجتہد بھی تھے تو بھی مجتہد کا اجتہاد دلیل کا محتاج ہوتا ہے۔

(۳)......ظاہر ہے بعض کا کہنا کافی نہیں، ہمیں تو قرآن وحدیث سے کام ہے۔ قیل و قال اور کسی کا استحسان دلائل شرعیہ میں ہرگز شامل نہیں ؎

چوں غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن جائز نہیں!

سوال:...... دور حاضر میں مقتول کا پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن ضروری قرار دیا گیا ہے، کیا یہ دونوں کام شرعاً ضروری ہیں؟ شرعی حکم بیان فرمائیں۔

(سائل: ڈاکٹر جاوید اقبال انصاری، ملتان شہر)

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب: ...... پوسٹ مارٹم ضروری قرار دینے والوں کا مؤقف ہے کہ قتل کی وجوہات اور اس کا سراغ لگانے میں آسانی ہوتی ہے اور اسی طرح ڈائی سیکشن (میت کی چیر پھاڑ) کو ضروری قرار دینے کے لیے بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے نئی نئی بیماریوں کی روک تھام اور جدید میڈیکل سائنس کی راہیں کھلتی ہیں مگر ان کی یہ سب باتیں خلاف شرع ہیں اور ہر وہ بات اور عمل جو شریعت کے خلاف ہو وہ انسان کی بربادی اور تباہی کا باعث تو ہوسکتا ہے فلاح وفوز اور صحت و عافیت کا ضامن ہرگز نہیں ہوسکتا۔ شریعت کے گہرے مطالعہ کے بعد جو رائے قائم ہوتی ہے اس کے مطابق پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن ''مثلہ'' ہی کی جدید شکلیں ہیں۔

مثلہ کی تعریف:

(۱)...... امام ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۲ھ) فرماتے ہیں:

((اَلْمُثْلَةُ: مُثِّلَتْ بِالْقَتِيلِ اِذَا جُدِّعَتْ اَنْفُهٗ وَاُذُنُهٗ وَمَذَاكِيرُهٗ اَوْ اَشْيَاءُ مِنْ اَطْرَافِهٖ .)) [1]

''یعنی جب کسی کے ناک، کان، مذاکیر (اعضائے مخصوصہ) اور اس کے اطراف

[1] النهاية لابن اثير: ٤/ ٢٩٤.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

واکناف کے کچھ حصے کاٹ لیے جائیں تو عربی میں اسے مُثِّلَث بِالْقَتِیْلِ کہا جاتا ہے۔''

(۲)...... ((مُثْلَةٌ نُکِلَ بِهٖ بِجَدْعِ الْاَنْفِ اَوْ قَطْعِ اُذُنِهٖ اَوْ غَیْرِهِمَا مِنَ الْاَعْضَاءِ .)) ❶

(۳)......ابولویس یسوعی لکھتا ہے:

((مَثَّلَ یُمَثِّلُ مُثْلًا وَمُثْلَةٌ بِالرَّجُلِ .)) ❷

''کسی کو قابل عبرت سزا دینا، بالقتل مثلہ کرنا، ناک، کان وغیرہ کاٹنا۔''

مثلے کی ان تینوں تعریفوں سے معلوم ہوا کہ انسان کو ایذا رسانی کے لیے اس کا ناک، کان، اعضائے مخصوصہ اور جسم کے دوسرے اعضاء کاٹ لینے کا نام ''مثلہ'' ہے اور شریعت کی رو سے یہ حرام ہے، ملاحظہ فرمائیے:

متعدد احادیث کے مطابق مثلہ ناجائز اور حرام ہے۔سیّدنا عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰی عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ .)) ❸

''نبی کریم ﷺ نے نہبہ (چھینا جھپٹی) اور مثلہ سے منع فرمایا ہے۔''

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَحُثُّنَا عَلَی الصَّدَقَةِ وَیَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ .)) ❹

''رسول اللہ ﷺ ہم کو صدقہ کی ترغیب دیتے اور مثلہ سے روکتے تھے۔''

وجہ اوّل :......ان صحیح احادیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ میت کا پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن ہرگز جائز نہیں کیونکہ یہ فعل سرتا پا انسان کی توہین پر مبنی ہے جبکہ اسلام میں

❶ المعجم الوسیط: ۲/ ۸۵۳.
❷ المنجد، ص: ۹۴۶.
❸ صحیح بخاری: ۲/ ۸۲۹.
❹ ابو داؤد: ۲/ ۱۴.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مسلمان تو رہا درکنار، کسی غیر مسلم کی توہین، یعنی مثلہ جائز نہیں خواہ زندہ ہو یا مردہ۔

وجہ ثانی :...... پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن کے حرام ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردے کی ہڈی توڑنے کو زندہ شخص کی ہڈی توڑنے کے جرم (گناہ) کے برابر قرار دیا ہے۔ احادیث پیش خدمت ہیں:

(۱)...... سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا .)) ❶

''میت کی ہڈی توڑنا زندہ شخص کی ہڈی توڑنے کی طرح (گناہ) ہے۔''

مسند احمد بن حنبل میں اس حدیث کے الفاظ یوں مروی ہیں:

((اِنَّ كَسْرَ عَظْمِ مَيِّتِ الْمُوْمِنِ مَيْتًا مِثْلُ كَسْرِ عَظْمِهٖ حَيًّا .))

(مسند احمد)

''مومن میت کی ہڈی توڑنا شرعاً ایسے ہے جیسے زندہ مومن کی ہڈی توڑ دی جائے۔''

اس وعید شدید کی شدت کا سبب سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث میں مذکور ہے، وہ فرماتے ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةٍ فَجَلَسَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی شَفِيْرِ الْقَبْرِ وَجَلَسْنَا مَعَهٗ ، فَاَخْرَجَ الْحَفَّارُ عَظْمًا ، سَاقًا اَوْ عَضُدًا فَذَهَبَ بِكَسْرِهٖ ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : لَا تَكْسُرْ ! فَاِنَّ كَسْرَكَ اِيَّاهُ مَيْتًا كَسْرُكَ اِيَّاهُ حَيًّا وَلٰكِنْ دُسَّهٗ فِیْ جَانِبِ الْقَبْرِ .)) ❷

''ہم ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ قبر کے کنارے کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ہم لوگ بھی بیٹھ گئے۔ اتنے میں گورکن نے میت کی پنڈلی یا بازو کی ہڈی نکالی اور اس کو توڑنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس

❶ سنن ابی داؤد: ۲/ ۱۰۴.

❷ فتح الودود حاشية ابی داؤد: ۲/ ۱۰۴.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کو مت توڑو۔ تیرا اس کو اس مردہ حالت میں توڑنا گناہ ہونے میں ایسا ہے جیسا زندہ انسان کی ہڈی توڑنا گناہ ہے۔ اسے قبر کے کنارے میں دفن کر دو۔‘‘

زندہ شخص اور مردے کی ہڈی توڑنا گناہ میں اس لیے برابر ہے کہ اس میں انسانیت کی کھلم کھلا توہین دکھائی دیتی ہے جبکہ انسان زندہ ہو یا مردہ ہر حال میں قابل احترام ہے۔

طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهٗ لَا يُهَانُ مَيْتًا كَمَا لَا يُهَانُ فِيْ حَيَاتِهٖ .))

(المرقاۃ)

’’اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح زندہ انسان کی توہین جائز نہیں اسی طرح مردہ انسان کی توہین بھی جائز نہیں۔‘‘

ابن ملک کہتے ہیں کہ میت بھی زندہ انسان کی طرح تکلیف محسوس کرتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ابن ملک کی اس بات پر فرماتے ہیں کہ میت جس طرح تکلیف محسوس کرتی ہے اسی طرح لذت کا احساس بھی رکھتی ہے۔

ملا علی قاری ابن ملک اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ کے خیال کی تائید میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت بہ حوالہ ابن ابی شیبہ پیش کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

((اَذَى الْمُؤْمِنِ فِيْ مَوْتِهٖ كَاَذَاهُ فِيْ حَيَاتِهٖ .)) [1]

’’جس طرح زندہ مومن ایذا رسانی پر تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طرح موت کے بعد پہنچنے والی ایذا کی تکلیف بھی محسوس کرتا ہے۔‘‘

اس ساری بحث سے ثابت ہوا کہ کسی میت کا پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن نہ صرف یہ کہ جائز نہیں بلکہ یہ قانون توہین انسانیت کی دستاویز اور میت کے لیے ایذا رسانی کا بھی باعث ہے، لہٰذا یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

[1] المرقاۃ: ٦/ ١٤٩.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ڈائی سیکشن برائے طبی تعلیم:

میڈیکل طلباء کے لیے طبی تجربات کی خاطر میت کا ڈائی سیکشن (چیر پھاڑ) جائز نہیں، لہٰذا اس کو چھوڑ کر متبادل اور مناسب طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں جن سے طلباء اور طالبات کو فائدہ ہو مگر اسلامی آداب کی خلاف ورزی نہ ہو:

(۱)...... آپریشن کرتے وقت نئے طلباء کو مطالعہ کے لیے پاس کھڑا کر لیا جائے اور ساتھ ساتھ ان کو بتایا جائے، ورنہ بعد میں تفصیل بیان کر دی جائے۔

(۲)...... پلاسٹک اناٹومی سے کام لیا جائے۔

(۳)...... ماڈل اور مصنوعی چیزوں سے استفادہ کیا جائے۔

(٤)...... ماڈل کی تہوں کو ہٹا کر دکھایا جائے اور جسم انسانی کی اندرونی ساخت کا مطالعہ کروایا جائے، اس ضمن میں کلاسیفائیڈ اناٹومی کا استعمال کرایا جائے۔ اس سے بھی کام نہ چلے تو غیر مسلم ممالک میں ہونے والے آپریشن اور انسانی جسم پر ہونے والی تحقیق انٹرنیٹ کے ذریعے طلباء اور طالبات کو دکھائی جائے اور اب تک ہونے والی سابقہ تحقیق سے فائدہ اٹھایا جائے۔

(۵)......طلباء کو دیگر ممالک کے مطالعاتی دورے کروائے جائیں۔

(٦)......حلال جانوروں کو ذبح کر کے ان کے اجسام کا بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۷)...... غیر مسلم نعشوں پر بھی طبی تجربات ہو سکتے ہیں اور یہ غیر مسلم سے معاہدہ کر کے طلباء کو مطالعہ کروایا جا سکتا ہے چونکہ اصل حرمت تو مسلمان نعش کی ہے۔

محدث عصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کتاب الجنائز میں لکھتے ہیں کہ مسلمان نعش کا پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن جائز نہیں:

((وَالْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلٰى تَحْرِيْمِ كَسْرِ عَظْمِ الْمَيِّتِ الْمُوْمِنِ، اِنَّهٗ لَا حُرْمَةَ لِعِظَامِ غَيْرِ الْمُوْمِنِيْنَ لِاِضَافَةِ الْعَظْمِ الْمُوْمِنِ فِيْ قَوْلِهٖ: ((عَظْمُ الْمُوْمِنِ)) فَاَفَادَ اَنَّ عَظْمَ الْكَافِرِ لَيْسَ كَذٰلِكَ وَقَدْ اَشَارَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِلٰی ھٰذَا الْمَعْنَی الْحَافِظُ فِی "الْفَتْحِ" بِقَوْلِهٖ: "یُسْتَفَادُ مِنْهُ اَنَّ حُرْمَةَ الْمُوْمِنِ بَعْدَ مَوْتِهٖ بَاقِیَةٌ کَمَا کَانَتْ فِیْ حَیَاتِهٖ" وَمِنْ ذَالِكَ یُعْرَفُ الْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الَّذِیْ یَتَرَدَّدُ عَلَی اَلْسِنَةِ کَثِیْرٍ مِنَ الطُّلَّابِ فِیْ کُلِّیَّاتِ الطِّبِّ وَھُوَ: ھَلْ یَجُوْزُ کَسْرُ الْعِظَامِ لِفَحْصِھَا وَاِجْرَاءِ التَّجْرُبَاتِ الطِّبِّیَّةِ فِیْھَا؟ وَالْجَوَابُ: لَا یَجُوْزُ ذٰلِكَ فِیْ عِظَامِ الْمُوْمِنِ وَیَجُوْزُ فِیْ غَیْرِھَا وَیُوَیِّدُهٗ بِنَبْشِ قُبُوْرِ الْکُفَّارِ لِاَنَّهٗ لَا حُرْمَةَ لَھَا کَمَا دَلَّ عَلَیْهِ مَفْھُوْمُ الْحَدِیْثِ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِقُبُوْرِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّیَتْ.))[1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمان میت کی ہڈی توڑنا زندہ شخص کی ہڈی توڑنے کے برابر (گناہ) ہے۔ حدیث کے الفاظ "عظم المومن" سے صرف مومن ومسلمان کی تخصیص ہوتی ہے، کافر اس حکم میں شامل نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

لہٰذا میڈیکل کالجز کے طلباء اور طالبات کفار کی نعشوں پر تجربات اور تحقیق کر سکتے ہیں، چونکہ ان کی نعشوں کی حرمت ان کے کفر کی وجہ سے باقی نہیں ہوتی۔ اس کی تائید سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے ایک قطعہ زمین کا خریدا جس میں ان کی قبریں تھیں۔ زمین خریدنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبروں کو اکھاڑنے اور برابر کرنے کا حکم فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حکم پر عمل درآمد کرتے ہوئے ان کو اکھاڑ کر پیوند خاک کر دیا اور قبرستان میں جو درخت تھے وہ بھی کاٹ دیے۔

علمائے کرام اور بالخصوص الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے فتوے کے مطابق مسلمان میت کا پوسٹ مارٹم جائز ہے اور نہ ڈائی سیکشن۔ ان دونوں کاموں میں مومن مسلمان کی

[1] صحیح البخاری، باب ھل نبیش قبور مشرکین الجاھلیة، ج: ۱، ص: ٦١.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لاش کی بہرحال بے حرمتی اور توہین پائی جاتی ہے۔ رہی میڈیکل کے طلباء اور طلبات کی طبی ضرورت تو وہ غیر مسلم کی لاشوں پر تجربات اور تحقیق کر سکتے ہیں۔

میت کا غسل واجب ہے:

میت کے غسل کے وجوب پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔ دو احادیث زیب قرطاس کی جاتی ہیں:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ...... قَالَ اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ .)) ❶

''عرفہ کے میدان میں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اونٹنی کی دولتی سے فوت ہو گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اس کو غسل دو۔''

((عَنْ اُمِّ عَطِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ نَغْسِلُ اِبْنَتَهٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ .)) ❷

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہم آپ کی لخت جگر (زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ دفعہ حسب ضرورت غسل دینا۔''

غسل کا طریقہ:

امام عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میت کو غسل دینے کا ارادہ کریں تو اس کے کپڑے اتار دیں مگر بدن کا جتنا حصہ زندگی کی حالت میں چھپانا ضروری ہے اس کو بے ستر نہ کریں۔ پھر ہاتھ کے اوپر کپڑا لپیٹ کر اس کو استنجا کرائیں اور بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو تو اس کو بھی پاک کریں، وضو کرائیں اور سر اور داڑھی میں بال ہوں تو خطمی

❶ صحیح بخاری، ص: ۱۶۹، ج: ۱۔ باب الحنوط للمیت.

❷ صحیح بخاری، ص: ۱۶۷، ج: ۱.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے یا کسی اور صاف کرنے والی چیز (صابن وغیرہ) سے دھولیں اور اگر میت عورت ہو تو اس کے سر کی چوٹیوں کو کھول کر اس کا سر دھوئیں، پھر تین بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیں اور آخری بار میں کافور ملائیں۔ اگر تین بار سے زیادہ غسل دینے کی ضرورت محسوس ہو تو پانچ بار غسل دیں یا پانچ بار سے بھی زیادہ غسل کی ضرورت محسوس ہو تو سات دفعہ غسل دیں مگر طاق ہو اور غسل دینے میں داہنی طرف سے شروع کریں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کہ ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، تین بار، پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم کو ضرورت محسوس ہو اور اخیر غسل میں کافور ڈالو اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی داہنی طرف سے اور وضو کی جگہوں سے شروع کرو۔

نرمی اور آہستگی سے غسل دیں اور میت سے کوئی مکروہ اور معیوب بات معلوم ہو تو اس کو چھپائیں۔ لوگوں میں مشہور نہ کریں اور جس مقام میں غسل دیں وہاں پر پردہ کرلیں۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ نیز سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کی خوبیوں کو بیان کرو اور ان کی برائیوں کے ذکر سے باز رہو۔ [1]

علماء لکھتے ہیں کہ غسل دینے والا کوئی اچھی بات دیکھے مثلاً اس کے چہرے کا چمکنا اور روشن ہونا یا اس سے خوشبو آنا تو بہتر ہے کہ اس کو لوگوں سے بیان کرے اور اگر کوئی مکروہ بات دیکھے مثلاً اس کے چہرے یا بدن کا سیاہ ہو جانا یا اس کی صورت کا بدل جانا یا اس سے بدبو کا آنا تو اس کو لوگوں سے ظاہر کرنا جائز نہیں، فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں کہ میت کو غسل دینے کے لیے تخت یا چارپائی پر پہلے بائیں کروٹ لٹائیں تا کہ غسل دینے میں داہنی طرف سے ابتداء ہو۔

[1] ابو داؤد، ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ، ج: ۱، ص: ۱۴۷.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر غسل دیں یہاں تک کہ اوپر سے نیچے تک تمام بدن کا غسل ہو جائے، یہ ایک غسل ہوا۔ پھر داہنی طرف لٹا کر اسی طرح غسل دیں یہ دوسرا غسل ہوا۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح غسل دیں یہ تیسرا غسل ہوا۔ ❶

فائدہ (۱):...... غسل کے وقت میت کا منہ کس طرف ہونا چاہیے، اس کے متعلق احادیث میں کچھ نہیں آیا بعض کے نزدیک میت کا منہ قبلہ رخ ہونا چاہیے اور بعض کہتے ہیں کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔

(۲)...... اگر تین دفعہ غسل دینے کے بعد میت کی شرمگاہ سے کوئی غلاظت خارج ہو تو حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دھو دینا کافی ہے پھر سے غسل دینے کی ضرورت نہیں، علمائے احناف کا بھی یہی قول ہے لیکن امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تین بار غسل دیا جائے۔ اگر تین بار غسل دینے کے بعد کوئی شئے خارج ہو تو پانچ بار غسل دیا جائے اور اگر پانچ بار غسل دینے کے بعد کوئی شئے خارج ہو تو سات بار غسل دیا جائے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ تابعی ہیں جو تجہیز و تکفین کے احکام و مسائل کو تمام تابعین رحمہم اللہ سے زیادہ جاننے والے تھے اور انہوں نے غسل دینے کا طریقہ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا۔ ❷

(۳)...... غسل دینے والے کے لیے بہتر ہے کہ وہ میت کو غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کرے۔ بعض ضعیف احادیث مثلاً:

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ بِلَفْظٍ مَنْ غَسَّلَ الْمَیِّتَ فَلْیَغْتَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ.))

ترمذی میں ایسا ہی ذکر ہے غسل دینے والے پر غسل ہے۔ کندھا دینے والے پر وضوء ہے تاہم اس پر غسل ضروری نہیں۔ ❸

---

❶ کتاب الجنائز محدث عبدالرحمٰن، ص: ۲۵-۲۶.

❷ سنن ابی داؤد، مع عون المعبود، جلد نمبر: ۳، ص: ۱۶۶.

❸ تحفة الاحوذی، ج: ۲، ص: ۱۳۲.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چند سوالات کے جوابات

سوال:...... عورت کے فوت ہو جانے کے بعد کیا اس کے خاوند کا اس کو ہاتھ لگانا، اس کو قبر میں اتارنا اور اس کی چارپائی کو اٹھانا جائز نہیں ہے؟ کئی لوگ ان سب باتوں کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

جواب:...... خاوند اپنی متوفیہ بیوی کو ہاتھ لگا سکتا ہے، غسل دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور اس میں قطعاً کوئی حرج نہیں ہاں حنفیہ کہتے ہیں کہ عورت مرنے کے بعد خاوند کے لیے محرمہ نہیں رہتی اس لیے یہ مشہور کر دیا گیا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو نہ غسل دے سکتی ہے اور نہ قبر میں اتار سکتی ہے۔ حالانکہ احادیث میں صاف اجازت موجود ہے۔ نیل الاوطار میں ایک حدیث مذکور ہے جس میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنْ مُتِّ قَبْلِی لَغَسَلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ ثُمَّ صَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ .)) [1]

''اگر تو مجھ سے پہلے مرگئی میں تجھے غسل دوں گا، تیری نماز جنازہ پڑھوں گا اور بعد ازاں تجھے (خود) دفن کروں گا۔''

(۲)...... ((وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ لَوْ اِسْتَقْبَلْتُ مِنَ الْاَمْرِ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا نِسَاءُهٗ .)) [2]

---

[1] رواه احمد و ابن ماجة نيل الاوطار، ج: ٤، ص: ٣١.

[2] رواه احمد و ابو داؤد وابن ماجه نيل الاوطار، ج: ٤، ص: ٣١۔ باب ما جاء فی غسل احد الزوجين للآخر، نيل الاوطار، ج: ٢، ص: ٣١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ بعد میں معلوم ہونے والی بات اگر مجھے پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آپ کی بیویوں کے سوا کوئی اور غسل نہ دیتا۔''

نیز نیل الاوطار میں ہے:

((اِنَّ الصِّدِّیْقَ رضی اللہ عنہ اَوْصٰی اِلٰی اَسْمَاءَ زَوْجَتَهٗ اَنْ تغسِلَهٗ فَغسَلَتْهٗ .)) ❶

''سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اپنی وفات سے ذرا پہلے اپنی رفیقہ حیات سیّدہ اسماء (رضی اللہ عنہا) کو وصیت کی کہ ان کو وہ غسل دیں چنانچہ انہوں نے آپ کو غسل دیا۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْمَرأَةَ یَغْسِلُهَا زَوْجُهَا اذا ماتت وھی تغسله قیاسا بغسل اسماء لابی بکر کما تقدم وعلی لفاطمة کما اخرجه الشافعی ولدار قطنی وابو نعیم والبیھقی باسناد حسن ولم یقع من سائر الصحابة انکار علی علی واسماء فکان اجماعا .)) ❷

''ان احادیث میں دلیل ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی بھی اسی طرح اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے نیز اسماء (رضی اللہ عنہا) نے اپنے خاوند سیّدنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اور سیّدنا علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیوی سیّدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو غسل دیا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اعتراض نہیں کیا بنابریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی موت پر غسل دے سکتے ہیں۔''

اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلی حدیث کے مطابق خاوند اپنی بیوی کا جنازہ بھی پڑھ سکتا

❶ نیل الاوطار، ج: ٤، ص: ٣١. ❷ نیل الاوطار، ج: ٤، ص: ٣١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس کو لحد میں بھی اتار سکتا ہے۔ بلکہ خاوند یا پھر عورت کے محرم ہی کو اتارنا چاہیے۔

غسل کون دے؟

کوئی متدین آدمی جو راز دار ہو یعنی جس کو اس بات کا شعور ہو کہ میت کی کسی ناپسندیدہ بات کو چھپایا جانا چاہیے، وہ میت کو غسل دے۔ مرد عورت کو غسل نہ دے اور عورت غیر خاوند کو غسل نہ دے۔ ہاں خاوند اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے خاوند کو غسل دے تو بہت اچھا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک جنازہ سے واپس تشریف لائے اس وقت میرے سر میں درد ہو رہا تھا اور میں ((وَارَأْسَـاہ وَارَأْسَـاہ)) کہے جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي غَسَلْتُكِ وَكَفَنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ .))❶

تجھے فکر کا ہے کو ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں بنفس نفیس تجھے غسل دوں گا اور کفن اڑھاؤں گا، تیری نماز جنازہ خود پڑھاؤں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا افسوس کرتے ہوئے فرماتی تھیں:

((لَـوْ كُنْتُ اِسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَّا نِسَآئَهُ .))❷

اگر وہ بات مجھے پہلے سوجھ جاتی جس کا مجھے بعد میں خیال آیا تو آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی بیویوں کے سوا کوئی اور غسل نہ دیتا۔ بہرحال سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خود غسل دیا تھا اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو غسل دینے کی وصیت فرمائی تو اس زوجہ محترمہ نے اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں سخت سردی میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تھا۔❸

❶ ابن ماجه، ج: ۱، ص: ۱۰۷۔ باب غسل الرجل امراته، دارمی بحواله مشکوٰة، ص: ۵۴۹، ج: ۱.

❷ رواه ابنماجة، ص: ۱۰۷۔ باب غسل الرجل امراته وغسل المرأة زوجها.

❸ دار قطنی، ص: ۸۹، ج: ۲۔ شرح السنة، ج: ۱.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

غسل کے وقت ذکر:

غسل کے وقت اکٹھے ہو کر ذکر کرنے کی بدعت اب عام ہو چلی ہے جس کے ثبوت میں یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کے لیے لٹایا گیا تو لوگوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کے لیے دعا کی۔ ❶

جواب:......تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ لوگ دعا کرنے کے اہتمام سے جمع ہوئے تھے۔ بلکہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے تصریح کر دی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غسل کے لیے لٹایا گیا تھا اور اس سے صاف واضح ہے کہ اس وقت وہی لوگ تھے جو غسل کی ضروریات کو سرانجام دینے کے لیے حاضر ہوئے تھے اور ایسے وقت میں عموماً ہر شخص کے دل میں ایک خاص کیفیت اور رقت طاری ہوتی ہے اور وہ بے اختیار یا با اختیار میت کے لیے دعا مغفرت کرتا جاتا ہے اور کوئی اہتمام و اجتماع کا قصد نہیں کرتا۔ بہرحال اس واقعہ اور اس حدیث میں غسل کے وقت اجتماعی صورت میں دعا کرنے کا ثبوت نہیں ہے۔ ❷

سوال:......میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا واجب ہے۔ یا سنت؟

(سائل: عبدالواحد بن احمد علی بلوچ)

جواب:...... میت کو غسل دینے والے کو خود غسل کر لینا مستحب ہے فرض اور واجب نہیں۔ کیونکہ غسل کرنے اور نہ کرنے کے بارے دونوں قسم کی احادیث کتب حدیث میں مروی ہیں اور ان کی اسنادی حیثیت بھی تقریباً مساوی درجہ کی ہے۔ احادیث یہ ہیں:

(۱)...... ((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَلْیَغْتَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ، رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَلَمْ یَذْکُرِ ابْنُ مَاجَةَ الْوُضُوْءَ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ هٰذَا مَنْسُوْخٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعْنَاهُ

❶ صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۵۲۰.

❷ دلیل الخیرات مفتی کفایت اللّٰہ حنفی، ص: ۳۵.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مَنْ اَرَادَ حَمْلَهٗ وَمُتَابَعَتَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ مِنْ اَجْلِ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ .)) ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے وہ خود بھی غسل کرلے اور جو شخص جنازہ کو کندھا دے تو وہ وضو کرلے۔ مگر اس حدیث کا ایک راوی صالح مولی تو أمہ ضعیف ہے لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے مگر یہ حدیث بہت سی اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ امام الماوردی کے مطابق بعض محدثین نے اس حدیث کی یک صد بیس اسناد ذکر کی ہیں، لہٰذا تعدد طرق کی وجہ سے یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ہے۔ جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے تہذیب السنن میں کہا ہے کہ ابوداؤد کی اس حدیث کی گیارہ اسناد ہیں۔ وَهٰذِهِ الطُّرُقُ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْحَدِيْثَ مَحْفُوْظٌ۔ یہ کثرت طرق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ حدیث محفوظ ہے۔ امام یحیٰی بن قطان اور امام علی بن حزم رحمہما اللہ نے اپنی کتاب المحلی میں اس کی تصحیح کی ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تلخیص میں لکھتے ہیں:

((وَفِى الْجُمْلَةِ هُوَ بِكَثْرَةِ طُرُقِهِ اَسْوَأُ اَحْوَالِهِ اَنْ يَكُوْنَ حَسَنًا فَاِنْكَارُ النَّوَوِىْ عَلَى التِّرْمَذِيِّ تَحْسِيْنَهٗ مُعْتَرِضٌ .)) ❷

مختصر یہ کہ کم از کم یہ حدیث حسن ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے مزید لکھا ہے:

”ذَكَرَ الْمَاوَرْدِیُّ اَنَّ بَعْضَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ خَرَّجَ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ طُرِقًا . “ ❸

بعض محدثین نے اس حدیث کو ۱۲۰ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ لہٰذا تعداد طرق کی وجہ سے بلاشبہ یہ حدیث حسن ہے اور یہ حدیث اپنے مضمون میں اس بات کی دلیل ہے کہ

❶ نیل الاوطار باب الغسل من غسل المیت، ج: ۱، ص: ۲۷۹.

❷ تلخیص الجبیر باب الغسل، ج: ۱، ص: ۱۳۷.

❸ نیل الاوطار، ج: ۱، ص: ۲۳۷.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میت کونہلانے والے پر غسل اور میت کو کندھا دینے والے پر وضو کر لینا واجب ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی طرف گئے ہیں۔

(۲)...... ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی بَکْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ اِمْرَاَةَ اَبِی بَکْرِ ن الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ غَسلَتْ اَبَا بَکْرٍ حِیْنَ تُوُفِّیَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ فَقَالَتْ اِنَّ هٰذَا یَوْمٌ شَدِیْدُ الْبَرْدِ وَاَنَا صَائِمَةٌ هَلْ عَلَیَّ مِنْ غُسْلٍ قَالُوْا لَا .)) [1]

''جب سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اپنے نامور شوہر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد غسل دے کر فارغ ہوئیں تو انھوں نے اس موقع پر موجود مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ آج کا یہ دن بڑا سرد ہے اور میں روزہ سے ہوں کیا مجھ پر غسل واجب ہے؟ تو مہاجرین نے فرمایا نہیں۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے تاہم اس کا شاہد بھی موجود ہے۔''

یہ حدیث پہلی حدیث سے متعارض ہے کیونکہ یہ حدیث عدم وجوب غسل پر دلالت کرتی ہے، یہ بات ناقابل فہم ہے کہ مہاجرین اولین کی کثیر جماعت ایک واجب امر سے لاعلم ہو اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ مہاجرین کی یہ جماعت چند افراد پر مشتمل ہو کیونکہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کوئی معمولی حادثہ نہ تھا کہ مہاجرین کو ان کی موت کی اطلاع بھی ہو اور وہ گھروں میں بیٹھے رہے ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موت کو کوئی اہمیت نہ دی ہو۔ اس لیے قیاس یہی ہے کہ مدینہ منورہ میں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے اور سب نے بیک زبان سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو عدم وجوب کا فتویٰ دیا لہٰذا یہ جواب اس بات کی قوی دلیل ہے کہ میت کو نہلانے والے پر غسل واجب نہیں اور اسی طرح میت کو کندھا دینے والے پر وضوء واجب نہیں اور اس موقف کی مزید تائید حسب ذیل دو روایات سے بھی ہوتی ہے۔

[1] رواه مالك فی الموطاء عنه، نیل الاوطار، ج: ۱، ص: ۲۸۰ و ۲۸۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ مَيِّتَكُمْ يَمُوْتُ طَاهِرًا فَحَسْبُكُمْ اَنْ تَغْسِلُوْا اَيْدِيَكُمْ .)) ❶

''تم میں سے مرنے والا پاکیزہ حالت میں مرتا ہے۔ غسل کے بعد ہاتھوں کو دھو لینا ہی کافی ہے۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میت کو غسل دیتے تھے۔ تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم میت کو غسل دے کر نہا لیتے اور بعض نہ نہاتے۔ ❷

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اس غسل کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ یہ دونوں روایتیں بھی سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تائید کر رہی ہیں کہ میت کو غسل دینے والے پر شرعاً غسل واجب نہیں۔ تاہم اگر غسل کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور عترت کی اکثریت کے نزدیک یہ غسل زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔ ❸ امام ابو داؤد اس غسل اور وضو کو منسوخ کہتے ہیں اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس وضو سے نماز جنازہ کا وضو مراد ہے۔ بہرحال یہ وضو اور غسل زیادہ سے زیادہ مستحب ہیں۔ واجب ہرگز نہیں۔ ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

کفن:

میت کو کفن دینا ضروری بلکہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے۔ ❹

اور کفن اصل مال سے ہونا چاہیے۔ اگرچہ میت کے پاس کفن کی مالیت سے زائد مال نہ بھی ہو۔ چنانچہ سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور ان کے ترکہ میں سوائے ایک کمبل کے اور کچھ نہ تھا، چونکہ وہ کمبل چھوٹا تھا اس لیے ان کے پاؤں اذخر (گھاس) سے ڈھانپے گئے تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

❶ اخرجه البيهقي وحسن ابن حجر اسناده۔ نيل الاوطار، ج: ١، ص: ٢٧٩.

❷ نيل الاوطار، ج: ١، ص: ٢٣٨.
❸ نيل الاوطار، ج: ١، ص: ٢٣٨.

❹ محلى ابن حزم، ص: ١٤، ج: ٥.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

((ضَعُوْهَا مِمَّا يَلِيْ رَأْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ الْاِذْخَرَ .))❶

''اس چادر کو اس کے سر پر ڈال دو اور اس کے پاؤں اذخر گھاس سے ڈھانپ دو۔''

ہمارے ہاں رواج ہے کہ جب عورت مر جاتی ہے تو اس کے والدین یا بھائی اس کو اپنی گرہ سے کفن دینا ضروری سمجھتے ہیں اگرچہ مرنے والی مالدار ہی ہو۔ اس رسم کی اس حدیث سے تردید ہوتی ہے۔

کفن سفید ہونا چاہیے:

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفْنَهٗ .))❷

''جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن پہنائے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

((اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمْ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ .))❸

''سفید لباس پہنا کرو۔ وہ سب سے اچھا لباس ہے۔ اپنے مُردوں کو بھی سفید لباس پہنایا کرو۔''

کفن کے کپڑے:

مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینا چاہیے:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِیْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصَ وَلَا عِمَامَةٌ .))❹

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، ج: ١، ص: ٣٠٥.

❷ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، ص: ٣٠٦.

❸ ترمذی: ج: ١، ص: ١٩٣.

❹ صحيح بخاری، باب الثياب البيض للكفن، ج: ١، ص: ١٦٩.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی سحولی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اورعمامہ نہ تھے۔عورت کے لیے کفن مسنون پانچ کپڑے تہ بند، کرتہ، خمار (دامنی) اور دولفافے یعنی دو چادریں ہیں۔

((عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ دَاوُدُ اَنَّ لَيْلٰى بِنْتِ قَانِفِ الثَّقَفِيَّةَ قَالَتْ كُنْتُ فِيْ مَنْ غَسَلَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ اَوَّلَ مَا اَعْطَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمُلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْاٰخِرِ .)) [1]

"سیدہ لیلیٰ ثقفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں بھی، رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کوغسل دینے والیوں میں شامل تھی رسول اللہ ﷺ نے پہلے تہبند پھر کرتہ پھر خمار (سر بند) پھر ملحفہ (چادر) کفن کے لیے ہم کو دیے پھر ایک اور کپڑے میں لپیٹی گئیں۔"

فائدہ:......کفنانے سے پہلے مرد کے سر، داڑھی اور کفن میں حنوط لگانا چاہیے اگر حنوط نہ ملے تو پھر کوئی اور خوشبو استعمال کر لی جائے سنن بیہقی میں روایت ہے کہ میت کے کفن کو لبان کی دھونی دو تو وتر (تین بار) دھونی دو اور سجدہ کی جگہوں پر کافور ملنا چاہیے (کتاب الجنائز محدث مبارک پوری) یہی حکم عورت کا بھی ہے تاہم عورت کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا کر پیچھے ڈال دینی چاہئیں۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ:

مرد کو اگر تین چادروں میں کفن دینا ہوتو اس کا طریقہ یہ ہے کہ تینوں چادروں کو ایک دوسری پر بچھائیں اور پھر میت کوان پر چت لٹائیں۔ پھر اوپر کے لفافہ کی داہنی طرف کو پہلے لپیٹیں تاکہ کفن کا لپیٹنا داہنی طرف سے شروع ہو۔ پھر بائیں طرف کو لپیٹیں۔ پھر اسی طرح نیچے کے باقی دونوں لفافوں کو لپیٹیں۔فقہا حنفیہ کہتے ہیں کہ پہلے بائیں طرف کو لپیٹیں پھر اس

[1] عون المعبود، ج: ٣، ص: ١٧١۔ باب في كفن المرأة.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد داہنی طرف کو لپیٹیں تاکہ کفن کی داہنی طرف اوپر پڑے۔ پھر سر اور پاؤں کی طرف کفن کو گرہ دے دیں تاکہ کفن منتشر نہ ہو۔ عورت کو پہلے تہ بند میں لپیٹیں اور تہبند کو زندہ کی طرح کمر سے باندھیں بلکہ بغل سے لے کر سینہ کمر اور ران وغیرہ بدن کے جس قدر حصہ پر لپیٹ سکیں لپیٹیں پھر کرتہ پہنائیں۔ پھر خمار یعنی سر بند سے اس کے سر اور بالوں کو چھپائیں پھر دونوں لفافہ میں لپیٹیں پھر سر اور پیر کی طرف کفن کو گرہ دے دیں۔ [1]

فائدہ:......بعض جہلاء کے ہاں رواج ہے کہ کفنانے کے بعد مرد کے گلے میں سہرہ اور ٹائی باندھ کر اس کا فوٹو اتارتے ہیں اور اگر میت کنواری عورت ہو تو کفنانے سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کو مہندی لگاتے ہیں۔ یہ سب کام سنت کے خلاف ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے۔

[1] کتاب الجنائز از امام عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

چند خلاف سنت کام

جنازہ اٹھانے سے پہلے ہمارے ہاں چند خلاف سنت کاموں کا ارتکاب کیا جاتا ہے بلکہ ان کو ضروری اور فرض بنا لیا گیا ہے۔ مثلاً میت کی پیشانی پر بسم اللّٰہ لکھنا۔ سینہ پر کلمہ شہادت تحریر کرنا کفن اور الفی لکھنا عہد نامہ اور جواب نامہ لکھ کر میت کے ساتھ رکھنا وغیرہ۔ مگر یہ باتیں سب کی سب بدعت اور غیر شرعی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول وفعل سے ثابت ہیں نہ سلف صالحین رحمہم اللہ سے ان کا ثبوت بہم پہنچتا ہے اور لطف یہ ہے کہ کتب حنفیہ کے ساتوں طبقوں کی کسی ایک معتبر کتاب میں بھی ان کا ذکر نہیں ملتا اور ظاہر ہے کہ جو بات صحابہ رضی اللہ عنہم۔ تابعین رحمہم اللہ کے عہد میں دین نہ تھی وہ آج دین کیونکر کہلا سکتی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

((مَنِ ابْتَدَعَ فِی الْاِسْلَامِ بِدْعَةً یَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَانَ الرِّسَالَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾.)) [1]

”جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی اور اس کو اچھا قرار دیا تو گویا اس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آج دین مکمل ہو گیا۔ پس آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کے عہد میں جو چیز دین نہ تھی وہ آج دین نہیں ہو سکتی۔“

[1] الاعتصام شاطبی، ص: ۱۵۰، ج: ۲.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن عابدین شامی حنفی کا فتویٰ:

((وَقَدْ اَفْتٰی ابْنُ الصَّلاحِ بِاَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّكْتَبَ عَلَى الْكَفَنِ سُوْرَةُ یٰسٓ وَالْكَهْفُ وَنَحْوُهَا خَوْفًا مِنْ صَدِیْدِ الْمَیِّتِ فَلَا یَجُوْزُ تَعْرِیْضُهُمَا النَّجَاسَةَ وَالْقَوْلُ بِاَنَّهٗ یَطْلُبُ فِعْلُهٗ مَرْدُوْدٌ لِاَنَّ مِثْلَ ذَالِكَ لَا یُحْتَجُّ اِلَّا اِذَا صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ طَلْبُ ذَالِكَ وَلَیْسَ كَذَالِكَ .)) [1]

''امام ابن صلاح رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے کہ کفن پر سورۂ یٰسٓ سورۃ الکہف لکھنا منع ہے کیونکہ میت کی پیپ سے کفن ناپاک ہو جانے کی وجہ سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ لکھنا چاہیے مگر ان کا یہ قول مردود ہے کیونکہ اس کے جواز کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث وارد ہونا ضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔''

حضرت نظام الدین اولیاء حنفی کا فتویٰ:

بندہ عرضداشت کرد کہ ایں برتربت ہا قرآن و دعا مے نویسند چگونہ است، فرمودند کہ نے باید نوشت و برجامۂ کفن نیز [2] بندہ یہ عرض کرتا ہے کہ قبروں پر اور کفن پر جواب نامہ، عہد نامہ، دعائیہ کلمات اور قرآن لکھنا منع ہے۔

سوال (۱):......کہا جاتا ہے کہ میت کو غسل دے کر اور کفن پہنا کر چارپائی کو تین دفعہ اٹھا کر ادھر ادھر لانا چاہیے۔ اسے منزلیں کہتے ہیں ورنہ غسل دینے والے پر بھار یعنی بوجھ رہتا ہے۔ کیا کہیں اس کا ثبوت ہے یا بدعت و رواج ہے؟

سوال (۲) :......میت دفن کر کے قبر کتنی اونچی بنائی جائے اور کم از کم کتنا وقت اس پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دعاء مانگی جائے؟ بعض کہتے ہیں کہ دو تین گھنٹہ دعاء مانگنی چاہیے؟

---

[1] رد المحتار، شرح در مختار شامی، ج: ۱، ص: ۸۴۷۔ فتاویٰ نذیریہ، ج: ۱، ص: ۶۹۱.

[2] فتاویٰ نذیریہ، ج:۱،ص:۶۹۱۔ بحوالہ فوائد الفواد۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جــواب (۱) :......کتب حدیث اور فقہ میں اس لغو حرکت کا کہیں سراغ نہیں ملتا لہٰذا یہ بلاشبہ بدعت ہے۔ اس سے پرہیز لازم ہے۔ بدعت ایجاد کرنا دراصل اسلام کے حصار میں شگاف ڈالنا ہے۔

جــــواب (۲) :......احادیث میں آتا ہے کہ دفن کے بعد میت کے لیے ثابت قدمی اور بخشش کی دعاء کی جائے اور ممکن حد تک کھڑے ہو کر مخلصانہ دعاء کی جائے جیسا کہ احادیث و آثار میں آیا ہے۔❶ تاہم وقت کی تحدید ثابت نہیں غالباً سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری تدفین کے بعد اتنی دیر ثابت قدمی کی دعا کی جائے جتنی دیر اونٹ ذبح کرنے پر لگتی ہے۔

نماز جنازہ سے پہلے قرآن خوانی:

نماز جنازہ سے پہلے قرآن خوانی، دعا اور ذکر اذکار ثابت نہیں۔ (رد المختار، ص: ۲۰۶، وغیرہ میں ہے):

((دُوْنَ مَا ابْتَدَعَ فِیْ زَمَانِنَا مُهَلِّلِیْنَ وَقُرَّاءَ وَمُغَنِّیْنَ وَطَعَامُ ثَـلَاثَةِ اَیَّامٍ .))❷

یعنی تجہیز و تکفین کے مصارف میں یہ داخل نہیں ہے جو ہمارے زمانہ میں طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ یا قرآن پڑھنے والے جمع کیے جاتے ہیں اور مجلس جمائی جاتی ہے۔ تین دن کا کھانا دیا جاتا ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ شہادت:

جنازہ کے ساتھ کلمہ شہادت اور ذکر و اذکار با آواز بلند جائز نہیں۔ بعض حضرات نے جنازہ کے حوالے سے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے استدلال کیا ہے۔

((لَمْ یَکُنْ یُسْمَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَمْشِیْ اِلَّا قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُبْدِیًا وَرَاجِعًا .))

❶ بلوغ المرام، باب استغفار الحی للمیت وثبوت سوال القبر۔ سبل السلام، ج: ۳، ص: ۳۱۵.

❷ دلیل الخیرات، ص: ۲۱.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو تو پھر بھی فضائل اعمال میں معتبر ہے (ص ۸۶۳، جاء الحق) لیکن یہ جناب مفتی صاحب کی سراسر بھول ہے۔ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مقبول ہے یا نہیں۔ اولاً یہ مسئلہ بجائے خود مختلف فیہ ہے۔ ثانیا ضعیف حدیث کے کئی درجے ہیں، محدثین اور ائمہ دین کا اتفاق ہے کہ راوی متروک و کذاب ہو تو وہ نہ فضائل اعمال میں مقبول ہے اور نہ اس سے استشہاد جائز ہے۔ اس حدیث کا راوی چونکہ ابراہیم بن ابی حمید ہے جس کے متعلق امام ابوعروبہ فرماتے ہیں کہ:

((كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ .)) ❶

یہ احادیث گھڑا کرتا تھا۔ لہٰذا ایسے راوی کی روایت فضائل اعمال میں پیش کرنا نری جہالت ہے۔ ثالثاً یہ حدیث دوسری مرفوع احادیث اور تعامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی قابل استدلال نہیں ہے۔ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الصَّمْتَ عِنْدَ ثَلَاثٍ عِنْدَ تَلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَعِنْدَ الزَّحْفِ وَعِنْدَ الْجَنَازَةِ .)) ❷

یعنی اللہ تعالیٰ نے تین موقعوں پر خاموشی کو پسند فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، میدان جنگ میں اور جنازے کے ساتھ۔ سیّدنا قیس بن عباد سے منقول ہے:

((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَكْرَهُوْنَ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ الْجَنَائِزِ)) ❸

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنازہ کے ساتھ آواز بلند کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔''

ایسے واضح دلائل کے باوجود جنازہ لے جاتے ہوئے بلند آواز سے کلمہ شہادت کا نعرہ لگانا، امور شریعت میں اضافہ نہیں کہا جائے گا تو اور کیا کہا جائے گا؟

---

❶ لسان المیزان، ج: ۱، ص: ۲۸.

❷ رواہ الطبرانی، تفسیر ابن کثیر، ج: ۲، ص: ۳۱۶۔ سورہ الانفال، الابداع فی مضار الابتداع، ص: ۱۱.

❸ اخرجہ البیھقی، ج: ۴، ص: ۷۴۔ احکام الجنائز البانی، ص: ۷۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَاعْلَمْ اَنَّ الصَّوَابَ وَالْمُخْتَارَ مَا کَانَ عَلَیْهِ السَّلْفُ مِنَ السُّکُوْتِ فِی حَالِ السَّیْرِ مَعَ الْجَنَازَةِ فَلَا یُرْفَعُ صَوْتٌ بِقِرَأَةٍ وَلَا ذِکْرٍ وَلَا غَیْرِهِمَا اِنَّهٗ اَسْکُنْ لِلْخَاطِرِ وَاَجْمَعُ لِلْفِکْرِ فِیْمَا یَتَعَلَّقُ بِالْجَنَازَةِ وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ فِی هٰذَا الْحَالِ هٰذَا هُوَ الْحَالُ وَلَا تَغْتَرَّ بِکَثْرَةِ مَنْ یُّخَالِفُهٗ فَقَدْ قَالَ اَبُوْ عَلِی الْفُضَیْلِ بْنِ عَیَاضٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَلْزِمْ طُرُقَ الْهُدٰی وَلَا یَضُرُّكَ قِلَّةُ السَّالِکِیْنَ وَاِیَّاكَ وَطُرُقَ الضَّلَالَةِ وَلَا تَغْتَرَّ بِکَثْرَةِ الْهَالِکِیْنَ.)) ❶

"جنازہ کے ساتھ چلنے میں صحیح طریقہ سلف صالحین رحمہم اللہ کا یہ ہے کہ وہ جنازہ کے ساتھ خاموش چلتے تھے۔ قرأت اور ذکر وغیرہ کے ساتھ آواز بلند نہیں کرتے تھے۔ جنازہ کی حالت کے ساتھ یہ انسب بھی ہے۔ کیونکہ اس انداز میں تسکین قلب اور آخرت کا احساس پیدا ہوتا ہے، یہی حق ہے اس سلسلہ میں مخالفین عوام کی کثرت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، حضرت سید الطائفہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حق کی راہ اختیار کرو اور اہل حق کی قلت سے تمہیں کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ ضلالت سے بچو لوگوں کی کثرت سے دھوکہ نہ کھاؤ۔"

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ اس میں عیسائیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کہ وہ جنازہ کے ساتھ غم و اندوہ کے اظہار کے ساتھ ساتھ اناجیل اور اناشید بھی پڑھتے جاتے ہیں۔ ❷

پانچ صد حنفی مفتیوں کا فتویٰ:

((عَلٰی مُتْبِعِی الْجَنَازَةِ الصَّمْتُ وَیُکْرَهُ لَهُمْ تَحْرِیْمًا رَفْعُ

❶ الابداع، ص: ۱۱۲۔ کتاب الاذکار نووی، ص: ۷۲۔ احکام الجنائز البانی رحمہ اللہ، ص: ۷۱.

❷ احکام الجنائز البانی، ص: ۷۳.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ يَذْكُرُهُ فِيْ نَفْسِهٖ .)) ❶

جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو خاموشی سے چلنا چاہیے اور جنازے کے ساتھ اونچی آواز سے ذکر اور تلاوت قرآن حرام ہے۔ اگر کوئی ذکر الٰہی کرنا بھی چاہے تو اپنے دل میں کرے۔

ملا علي قاري حنفي کا فتوي:...... ((وَيُكْرَهُ لِمُشَيِّعِهَا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَالْقِرَاءَةِ .)) ❷

جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو با آواز بلند ذکر اور تلاوت قرآن جائز نہیں ہے۔

ابو حنیفہ ثاني ابن نجیم حنفي کا فتوي:...... سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ ثَلَاثٍ الْجَنَائِزِ وَالْقِتَالِ وَالذِّكْرِ .)) ❸

''اصحاب رسول ﷺ جنازہ لے جاتے وقت اور میدان کارزار میں اور ذکر الٰہی کرتے وقت اونچی آواز کو ناجائز سمجھتے تھے۔''

شاہ محمد اسحاق کا فتوي:...... خواندن کلمہ طیبہ بطریق جہر ہمراہ جنازہ مکروہ است الخ۔ (اربعین ۴۰ مسائل)

یعنی کلمہ طیبہ جنازہ کے ساتھ آہستہ آہستہ پڑھنا کہ دوسرا نہ سنے تو مضائقہ نہیں۔ پکار کر پڑھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری اور شرح طحاوی میں یہی کچھ ہے)۔

میرے محترم بھائیو! نبی کریم ﷺ کا فرمان تعامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مقتدر علمائے احناف اور دیگر اہل علم کے فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے ذکر اذکار اور قرآن خوانی با آواز بلند حرام اور بدعت ہے بلکہ بقول محقق عصر جدید ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

❶ احسن الفتاوی، ص: ۱۱۸۔ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری، ص: ۱۶۲، ج: ۱۔ الابداع، ص: ۱۱۲، ۱۱۳.

❷ مرقات، ج: ٤، ص: ٥٧۔ طبع ملتانی۔ ❸ البحر الرائق، ص: ٧٦۔ ج: ٥.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور محقق شیخ علی محفوظ، یہ عیسائیوں اور یہودیوں کی عادت ہے۔ لہٰذا جنازہ لے جاتے وقت کلمہ شہادت کی جو عموماً آواز دی جاتی ہے۔ تمام ساتھی کلمہ شہادت پڑھتے ہیں یہ مکروہ اور ناجائز ہے۔

جنازہ کے ساتھ آگ لے جانا بھی منع ہے:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ:

((وَلَا تَتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍ .)) ❶

''جنازہ کے ساتھ آگ اور آواز نہ لے جائی جائے۔'' (آواز سے مراد نوحہ اور بین وغیرہ)

روٹیاں اور نمک مرچ:

جنازہ کے ساتھ روٹیاں اور نمک مرچ لے کر جانا جاہلی رسم ہے۔

شاہ محمد اسحاق دہلوی نے لکھا ہے: بردن دال ایں چیز ہا ہمراہ جنازہ رسم جاہلیت است از شرع شریف ثابت نیست و چیز یکہ نظیرش دراصل شریعت یافتہ نمے شود کردن آں چیز مکروہ است یا حرام۔ تصدق بفقراء و مساکین برائے ثواب میت بانکہ ہمراہ جنازہ برند جائز است زیرآنکہ برائے ثواب میت چیز یکہ محتاجاں را دھند مستحب آں است کہ بے روئی و ریاد بے تعیین وقت یا روز باشد الا بدعت میگردد و دریں صورت دادن ایشاں خالی از کراہت نخواہد شد:

((وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ .)) ❷

غلہ، نان پختہ نقدی جنازہ کے ساتھ محتاجوں کو تقسیم کرنے کے لیے لے جانا جاہلیت کی رسم ہے اور حرام ہے۔

علامہ طحطاوی کا فتوی:

((اِنَّ مِنَ الْبِدَعِ الْقَبِيْحَةِ مَا يَحْمِلُ اَمَامَ الْجَنَازَةِ مِنَ الْخُبْزِ و

❶ سنن ابی داؤد، عون المعبود، ج: ۳، ص: ۱۷۶۔ باب اتباع المیت بالنار.

❷ اربعین مسائل، ص: ۳۲.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اَلْـحِـزْفَـانَ وَيُسَمُّوْنَ ذَالِكَ عَشَاءَ الْقَبْرِ وَاِذَا وَصَلُّوْا اِلَيْهِ ذَبَحُوا ذَالِكَ بَعْدَ اَنْ دَفَنَ وَفَرَّقُوْهُ مَعَ الْخُبْزِ .)) ❶

جنازہ کے آگے روٹیاں اور بکری کے بچے لے جانا ہرگز جائز نہیں اور اسے عشائے قبر (قبر کا عشائیہ) کہتے ہیں اور قبر پر پہنچ کر میت کو دفن کے بعد بکری کے بچوں کو ذبح کرتے ہیں اور گوشت کو روٹیوں کے ساتھ تقسیم کر دیتے ہیں۔

ان حنفی فتاویٰ سے معلوم ہوا کہ جنازہ کے ساتھ روٹیاں، گوشت، گڑ، شکر، مرچ مصالحہ اور حلوہ وغیرہ لے جانا قطعاً جائز نہیں۔ واللہ الھادی

جنازہ اُٹھا کر جلدی جلدی چلنا:

جنازہ اٹھا کر جلدی جلدی چلنا سنت ہے۔ حدیث میں ہے:

"اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ ." ❷

مختلف احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جنازہ کے آگے پیچھے دونوں طرح چلنا جائز ہے۔ (صحیحین)

جنازہ کے لیے قیام:

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر پاس سے جنازہ گزرے تو کھڑا ہو جانا چاہیے۔

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

((اِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا حَتّٰى تَخَلَّفَكُمْ اَوْ تُوْضَعَ .)) ❸

جب جنازہ آتے ہوئے دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ وہ آگے گزر جائے یا نیچے رکھ دیا جائے۔ اسی طرح جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے ساتھ جانے والوں کو اس وقت تک بیٹھنا نہیں چاہیے۔ ❹

❶ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح، ابن الحاج کی المدخل کے حوالہ سے۔
❷ صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۳۰۶.
❸ سنن ابی داؤد وغیرہ، عون المعبود باب القیام للجنازۃ، ج: ۳، ص: ۱۷۶.
❹ صحیحین، صحیح البخاری، باب من تبع الجنازۃ فلا یقعد حتی توضع ج: ۱، ص: ۱۷۵.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ کا حکم

یہ فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ نماز جنازہ پڑھ لیں تو باقی ماندہ لوگ عدم شرکت کی وجہ سے گنہگار نہ ہوں گے اور اس صورت میں نماز جنازہ میں شامل نہ ہونے والوں کے لیے یہ نماز سنت ہوگی۔ اگر تمام اہل محلّہ یا پورے گاؤں کے لوگ اسے ترک کر دیں تو سب کے سب گنہگار ٹھہریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم کئی احادیث میں موجود ہے۔ تاہم ایک حدیث پیش خدمت ہے۔ سیدنا زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَذَكَرُوْا ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ: فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذَالِكَ قَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهٗ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِنْ خَرَزِ الْيَهُوْدِ لَا يُسَاوِيْ دِرْهَمَيْنِ .))[1]

”ایک صحابی رسول ﷺ خیبر کے دن وفات پا گئے۔ ساتھیوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرے اتر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس ساتھی نے مال غنیمت میں بد دیانتی کی ہے۔ جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو یہودیوں کا ایک موتی برآمد ہوا جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔“

نماز جنازہ کی فضیلت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] ابو داؤد، باب ماجاء فی تعظیم الغلول، ج: ۲، ص: ۲۳۔ مؤطا امام مالك كتاب الجهاد، باب ماجاء فی الغلول، ج: ۲، ص: ۱۵، حدیث: ۲۳.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا فَلَهٗ قِیرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَهٗ قِیرَاطَانِ وَقِیْلَ وَمَا الْقِیرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ .)) ❶

''جو شخص جنازہ میں شامل ہوکر نماز جنازہ پڑھے تو اس کو ایک قیراط اجر ملے گا اور جو شخص میت کے دفن ہونے تک موجود رہے تو اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ دو قیراطوں کی مقدار کتنی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کی مثل۔''

نمازِ جنازہ کی شرائط:

(۱) نیت کرنا۔ (۲) قبلہ رخ ہونا۔ (۳) ستر ڈھانپنا۔ (۴) نماز جنازہ پڑھنے والے اور میت دونوں کا پاک ہونا۔ (۵) نجاست سے اجتناب کرنا۔ (۶) نماز پڑھنے والے اور میت کا مسلمان ہونا۔ (۷)۔ نمازی کا مکلّف ❷ ہونا۔

نماز جنازہ کے ارکان:

قیام۔ چار سے ۹ تک تکبیریں، سورۃ فاتحہ پڑھنا، (امام اور مقتدی دونوں سورۃ فاتحہ پڑھیں) رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا۔ میت کے حق میں دعا کرنا۔ ترتیب کا لحاظ رکھنا اور سلام پھیرنا۔

نماز جنازہ کی سنتیں:

ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا۔ قراءت فاتحہ سے قبل (اعوذ باللہ) پڑھنا۔ اپنے لیے اور باقی مسلمانوں کے لیے دعا مغفرت کرنا۔ قراءت آہستہ کرنا (تاہم جہر بھی جائز ہے) دایاں ہاتھ بائیں پر سینے کے اوپر رکھنا۔ سلام پھیرنے سے قبل تھوڑا سا توقف کرنا۔ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرنا۔ تاہم صرف دائیں طرف سلام پھیرنا بھی کافی ہے۔

❶ صحیح بخاری، باب من انتظر حتی تدفن، ج: ۱، ص: ۱۷۷ .

❷ یہ شرط غیر ضروری ہے کیونکہ جس طرح نابالغ بچہ فرض نماز کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔ اسی طرح وہ غیر مکلّف ہوتے ہوئے نماز جنازہ میں بھی شریک ہوسکتا ہے۔ (عفیف غفرلہ ولوالدیہ)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ترتیب جنازہ

نماز جنازہ کا طریقہ:

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ میت اگر مرد ہو تو امام اس کے سر کے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔ اگر میت عورت ہو تو امام کو درمیان میں کھڑے ہونا چاہیے [1] اور مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہو کر صف بندی کریں۔ اگر حاضرین زیادہ ہوں تو پھر تین یا پانچ صفیں بنا لینی چاہئیں۔

پھر امام اور مقتدی دوسری فرض نمازوں کی طرح دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھ کر تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز شروع کریں اور دعاء ثنا پڑھیں جو دوسری نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھیں اور کوئی سورۃ ساتھ ملائیں پھر با آواز بلند دوسری دفعہ امام اللّٰہ اکبر کہے۔ پھر درود ابراہیمی پڑھیں جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر تیسری بار با آواز بلند اللّٰہ اکبر کے بعد درج ذیل دعاؤں میں سے کوئی سی دعا پڑھے پھر بلند آواز کے ساتھ اللّٰہ اکبر کہے اور سلام پھیرے۔ مقتدی لوگ بھی ٹھیک اسی طرح کریں مگر تکبیریں اور سلام با آواز بلند نہ کہیں۔ [2]

رفع الیدین:

جنازہ کی تکبیروں میں رفع الیدین کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔ ہاں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث بھی آتی ہے مگر وہ موقوف ہے، مرفوع نہیں۔ [3]

ثناء پڑھنے کی تحقیق:

محقق ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے مطابق نماز جنازہ میں "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھنا

---

[1] عون المعبود، ج: ۳، ص: ۱۸٤.
[2] كتاب الجنائز مباركپوری.
[3] نيل الاوطار، ج: ٤، ص: ۷۱۔ مگر سند صحیح ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشروع نہیں ہے۔ وہ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ......الخ .)) (1)

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی۔''

معلوم ہوا اگر سورۃ فاتحہ سے پہلے ثناء ہوتی تو وہ ضرور پڑھتے اور پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

((فِيهِ اِشَارَةٌ اِلَى عَدَمِ مَشْرُوعِيَّةِ دُعَاءِ الْاِسْتِفْتَاحِ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيَّةِ وَقَالَ اَبُوْ دَاوُدَ فِي الْمَسَائِلِ ، ص: ١٥٣ ، سَمِعْتُ اَحْمَدَ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَسْتَفْتِحُ عَلَى الْجَنَازَةِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ قَالَ مَا سَمِعْتُ .)) (2)

اس حدیث میں نماز جنازہ میں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' نہ پڑھنے کا اشارہ ہے۔ ہاں شافعیہ کا مذہب ہے۔ امام ابو داؤد نے مسائل میں امام احمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ نماز جنازہ میں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ'' پڑھنا میں نے کسی سے نہیں سنا۔

محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ شارح ترمذی کتاب الجنائز میں لکھتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنے کا ثبوت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا جس نے دعا کرنے سے پہلے نہ اللہ تعالیٰ کی ثناء کی تھی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جلدی کی ہے۔ (3)

اس حدیث سے نماز جنازہ میں دعا ثناء کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نماز جنازہ میں اللّٰہ اکبر کہتا ہوں اور اللہ کی حمد کرتا ہوں اور اس کے نبی پر درود

---

(1) صحيح بخاري، ص: ١٧٨. (2) احكام الجنائز، ص: ١١٩.

(3) ابو داؤد، ترمذي، نسائي، ابن ماجه.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بھیجتا ہوں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے بھی نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے اور اس کا ثبوت اس سے بھی ہے کہ نماز جنازہ اوّل آخر نماز ہے تو جیسے دوسری نمازوں میں دعا ثنا پڑھی جاتی ہے تو نماز جنازہ میں بھی پڑھنا چاہیے۔ ❶

نوٹ:...... راقم کے نزدیک پڑھنا نہ پڑھنے سے افضل ہے۔

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ:

علماء احناف نماز جنازہ میں قرأۃ کے قائل نہیں ہے۔ مؤطا امام محمد میں ہے:

((قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سُئِلَ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ كَيْفَ يُصَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ فَاِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ فَحَمِدْتُ اللّٰهَ ...... الخ .))

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنازہ رکھے جانے پر اللّٰہ اکبر کہتا ہوں اور اللہ کی حمد کرتا ہوں پھر درود پڑھتا ہوں پھر دعا کرتا ہوں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بعد امام محمد فرماتے ہیں:

((وَ بِهٰذَا نَاخُذُ لَاقِرَاءَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ .))❷

حاشیہ میں ہے: ((وَهُوَ قَوْلُ عُمَرَو ابْنِهٖ وَعَلِيٍّ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ .)) امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ لکھتے ہیں:

''قَالُوْا لَا يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ اِلَّا اَنْ يَقْرَأَ بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ وَلَمْ تَثْبُتِ الْقِرَاءَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم . ''

''علماء احناف نے کہا ہے کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأت جائز نہیں ہاں ثناء کی نیت سے جائز ہے کیونکہ نماز جنازہ میں قرأۃ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔''

❶ كتاب الجنائز، ص: ٣٥.

❷ مؤطا محمد، ص: ٦٨.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حنفی فقہ کے نامور متن وقایہ میں ہے: ((وَلَا قِرَاءَ ةَ فِيْهَا خِلَافٌ لِلشَّافِعِيِّ .))

اور حاشیہ عمدۃ الرعایۃ میں ابوالحسنات عبدالحیٔ حنفی لکھتے ہیں:

((وَقَوْلُهٗ لَا قِرَاءَ ةَ اَیْ تَجِبُ وَلَا تَسُنُّ عِنْدَنَا قِرَاءَ ةَ الْقُرْاٰنِ فِيْهَا اَیْ بِنِيَّةِ الْقُرْاٰنِ فَلَوْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ جَازَ كَذَا فِی الْاَشْبَاهِ .))❶

یعنی مصنف کے قول ((وَلَا قِرَائَةَ فِيْهَا)) کا مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی اور سورۃ حنفیہ کے نزدیک واجب ہے نہ سنت ہاں بطور ثنا جائز ہے۔

احادیث صحیح مرفوعہ:

مگر حنفیہ کا یہ قول احادیث صحیح مرفوعہ کے خلاف ہے جو درج ذیل ہیں:

((عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ .))❷

سنن نسائی کے الفاظ یوں ہیں:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَسَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَسَاَلْتُهٗ فَقُلْتُ تَقْرَأُ قَالَ نَعَمْ اَنَّهٗ حَقٌّ سُنَّةٌ .))❸

سیدنا طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور سلام کے بعد فرمایا کہ میں نے سورۃ فاتحہ یہ جتلانے کے لیے پڑھی ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأۃ سنت

❶ شرح وقایہ حاشیہ، ص: ۲۵۳، ج: ۱.

❷ صحیح بخاری، ص: ۱۷۸، ج: ۱۔ باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ.

❸ سنن نسائی مع التعلیقات السلفیۃ، ص: ۱۲۸، ج: ۱۔ باب الدعاء قال الشوکانی رواہ البخاری و ابو داؤد والترمذی و صححۃ نیل الاوطار، ص: ۶۸، ج: ۴.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور حق ہے اور یہ معلوم ہے کہ صحابی جب سنت کا لفظ بولے تو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔ ❶

اس سلسلہ میں حافظوں نے یہ بھی لکھا ہے:

((اَجْمَعُوْا اَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِیِّ سُنَّۃٌ حَدِیْثٌ مُسْنَدٌ .))

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنا ازاں بعد درود اور پھر میت کے لیے دعا کرنا سنت ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما، سیّدنا مسعود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ❷ اور امام شافعی، امام احمد حنبل، اور امام اسحاق وغیرہم ائمہ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔

امام طحاوی کی تاویل:

امام طحاوی حنفی نے احادیث کی صریح مخالفت پر اس تاویل سے پردہ ڈالا ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا منقول ہے انہوں نے دعا کے طور پر پڑھی ہوگی نہ کہ بطور قرأۃ قرآن، ان کے الفاظ یہ ہیں:

((مَنْ قَرَأَهَا مِنَ الصَّحَابَةِ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى وَجْهِ الدُّعَاءِ لَا عَلَى التِّلَاوَةِ .)) ❸

مگر یہ تاویل اور وکالت حدیث صحیح سے بچنے کا بڑا معصوم حیلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابن حزم نے اس تاویل نما انکار حدیث کو باطل محض قرار دیا ہے۔

((هٰذَا بَاطِلٌ لِاَنَّهُمْ ثَبَتَ عَنْهُمُ الْاَمْرُ بِالْقِرَاءَةِ وَاَنَّهَا سُنَّتُهَا فَقَوْلُ مَنْ قَالَ لِعِلْمِهِمْ قَرَأُوْهَا دُعَاءً كِذْبٌ بَحْتٌ .)) ❹

''طحاوی کی یہ تاویل باطل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہ صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا ثابت

---

❶ ملاحظہ: شرح تحریر ابن امیر الحاج، ص: ۲۲٤۔ و شرح نخبۃ الفکر.

❷ فتح الباری، ج: ۳، ص: ۲٦۲.

❸ طحاوی، معانی الآثار. ❹ محلی ابن حزم، ص: ۱۳۱، ج: ۵.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ وہ اس کو سنت کہتے ہیں لٰہذا یہ کہنا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنازہ میں سورۃ فاتحہ بطور دعا پڑھتے تھے نرا جھوٹ ہے۔‘‘

فقیہ ابوالحسن شرنبلالی حنفی کا اعتراف:

((وَلَمْ اَرٰی نَصًّا قَاطِعًا لِلْمَنْعِ مُقْتَضِیًا لِعَدْمِ جَوَازِ قِرَاءَ ةِ الْفَاتِحَةِ فِیْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ اَمَّا تَأْوِیْلُ حَدِیْثِ جَابِرٍ فَغَیْرُ مُسَلَّمٌ اِنَّهٗ دَعْوٰی وَلَا دَلِیْلَ عَلَیْهَا لِاَنَّ نِیَّةَ الثَّنَاءِ اَمْرٌ مُبْطَنٌ لَا یُعْلَمُ اِلَّا مِنَ الْفَاعِلِ وَالْمَتْلُوِّ مِنْهُ حَقِیْقَةٌ لَا یُعْدَلُ عَنْهَا بِدُوْنِ صَارِفٍ فَبِهٰذَا یَثْبُتُ سُنَّةَ الْقِرَاءَ ةِ .)) ❶

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی کوئی قطعی نص میری نظر سے نہیں گزری اور یہ تاویل کہ ’’بطور دعا پڑھی ہوگی، یہ تاویل محض بلا قرینہ ہے پس ثابت ہوا کہ نماز جنازہ میں بطور قرأۃ سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔

علامہ عبدالحئی حنفی محشی ہدایہ کی رائے:

((وَالْمُرَجَّحُ فِیْ ذَالِكَ هُوَ الْقِرَاءَ ةُ عَلٰی وَجْهِ الْاِسْتِحَابِ اَوِ السُّنَّةِ لِثُبُوْتِ ذَالِكَ بِالْاَخْبَارِ الْمُتَوَارِدَةِ وَهِیَ وَاِنْ کَانَ بَعْضُهَا ضَعِیْفَةٌ لٰکِنْ ضُمَّ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ یُعْطِی الْوَثَاقَةَ وَالْقَوْلُ بِالْکَرَاهَةِ مُطْلَقًا اَوْ بِالْکَرَاهَةِ بِنِیَّةِ الْقِرَاءَ ةِ لَا بِنِیَّةِ الثَّنَاءِ لَا یَدُلُّ عَلَیْهِ دَلِیْلٌ بِاَحَدِ وُجُوْهِ الدَّلَالَةِ .)) ❷

یعنی نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کے مکروہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ راجح مذہب سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا ہے وہ بھی قرأۃ کے طور پر نہ کہ ثناء کی نیت سے، یہ سنت یا کم از کم مستحب ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث اس بارے میں وارد ہیں، بہرحال نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ بطور

❶ بحوالہ امام الکلام، ص: ۲۳۲.

❷ امام الکلام، ص: ۲۳۳.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قرآن پڑھنا سنت ثابتہ ہے، اور بقول حضرت امام ابوحنیفہ ((اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ .)) (حجة الله) کہ صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے، سعادت بس اسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کی بلاخوف لَوْمَةَ لَائِمٍ اتباع کی جائے اور اپنے مذہب کے تحفظ میں صحیح احادیث کی تاویل کرنے میں عافیت محسوس کرنا سخت قسم کی محرومی ہے:

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

قرأۃ جہری یا سری:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کچھ علماء نے قرأۃ جہری کا استدلال کیا ہے خصوصاً نسائی شریف کے الفاظ جَهَرَ بِهَا سے جہری پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن بعض دوسرے علماء اس استدلال کو نہیں مانتے، چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰی اَنَّهٗ لَا يَسْتَحِبُّ الْجَهْرُ فِیْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَتَمَسَّكُوْا بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمُتَقَدِّمِ لَمْ اَقْرَأْ اَیْ جَهْرًا اِلَّا لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ .)) ❶

یعنی سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کہ میں نے اونچی قرأۃ سنت جتلانے کے لیے کی ہے کے مطابق قرأۃ ''بالجہر'' کو جمہور نے مستحب قرار نہیں دیا۔

تکبیروں کی تعداد:

احادیث صحیحہ اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی رو سے نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہیں۔ امام شافعی، امام احمد، اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ تاہم بعض علماء وفقہاء کا یہ دعویٰ ہے کہ چار سے زائد تکبیریں منسوخ ہو چکی ہیں درست نہیں۔ احادیث و آثار میں نو تکبیروں تک کا ذکر موجود ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مختلف جنازوں پر ۵، ۶ اور ۷ تکبیریں

❶ نيل الاوطار، ص: ۷۰، ج: ٤.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہیں۔ ❶

چار تکبیروں پر اجماع کا دعویٰ:

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ چار تکبیروں پر اجماع ہو چکا ہے مگر ان کا یہ دعویٰ ناواقفی کی بنا پر ہے۔ کیونکہ سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا انس بن مالک، سیدنا عبداللہ بن عباس، اور سیدنا زید بن ارقم ایسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چار سے زائد تکبیریں ثابت ہیں جیسا کہ ہم حوالہ دے چکے ہیں اور وہ اجماع کہ جو سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن عباس اور دیگر کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی حمایت سے محروم ہو، درخور اعتناء اور قابل التفات ہرگز نہیں، چنانچہ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کیا خوب لکھتے ہیں:

((اُفٍّ لِکُلِّ اِجْمَاعٍ یُخْرُجُ مِنْهُ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم بِاَسَانِیْدَ فِیْ غَایَةِ الصِّحَّةِ .)) ❷

اس اجماع کا ستیاناس کہ جس میں سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم شامل نہ ہوں۔

چار تکبیروں کو ترجیح:

بعض علماء نے متعدد وجوہات کی بنا پر چار تکبیروں کو راجح قرار دیا ہے مگر یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ ترجیح تعارض کے وقت ہوتی ہے۔ یہاں کوئی تعارض ہے ہی نہیں۔ کیونکہ دونوں امر جائز نہیں۔ ❸

نمازِ جنازہ کے بعد درمیان میں شامل ہونے والا:

اگر کوئی شخص بعد میں آئے اور نماز جنازہ کی کچھ تکبیریں ہو چکی ہوں تو بعد میں ملنے والا

---

❶ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، ص: ۳۱۰، ج: ۱۔ کتاب الجنائز محلی ابن حزم، ص: ۱۲۶، ج: ۵۔ طحاوی، ص: ۲۸۵، ج: ۱۔ دار قطنی، ص: ۱۹۱، ج: ۱۔ اوراحکام الجنائز البانی، ص: ۸۲، وص: ۱۴۴.

❷ محلی ابن حزم، ج: ۵، ص: ۱۲۷، ۱۲۸.   ❸ نیل الاوطار، ج: ۴، ص: ۶۷.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان تکبیروں کی قضا کرے۔ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں ہے:

((مَالِكٍ اَنَّهُ سُئِلَ ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيَفُوْتُهُ بَعْضُهُ قَالَ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ مِنْ ذَالِكَ .)) ❶

یعنی امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ جو تکبیریں رہ جائیں ان کی قضا کریں۔ یعنی امام کے سلام کے بعد وہ پوری کرلیں۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا .)) ❷

''جو امام کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو پورا کرو۔''

چونکہ نماز جنازہ بھی نماز ہے لہٰذا اس حدیث کے عموم سے ثابت ہوا کہ امام کے سلام کے بعد فرض نماز کی طرح جنازہ کی فوت شدہ تکبیریں پوری کرلینی چاہئیں۔

نماز جنازہ کی دعائیں:

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ میں یہ دعا سنی:

پہلی دعا:

((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ)) ❸

❶ موطا امام مالك، ص: ٢٠٩ ـ اصح المطابع كراچى.
❷ صحيح البخارى، ج: ١، ص: ١٨٨.
❸ صحيح مسلم، ج: ١، ص: ٣١١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ اس میت کو بخش دے اور اس پر رحم کر۔ اسے آرام دے اور اسے معاف فرما اور اس کی عمدہ مہمانی کر اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کشادہ کر اور دھو ڈال اس کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ اور صاف کر دے اسے گناہوں سے اس طرح جیسے صاف کیا جاتا ہے سفید کپڑے کو میل کچیل سے اور بدل دے اس کے لیے گھر بہتر اس کے دنیا کے گھر سے اور عیال اچھا اس عیال سے اور بیوی اچھی اس کی بیوی سے اور داخل کر اس کو جنت میں اور بچا کے رکھ اس کو عذاب قبر سے اور عذابِ دوزخ سے۔''

دوسری دعا:

((أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا . أَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَأَحْيِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِيْمَانِ . أَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ .)) [1]

''اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں اور مردوں کو۔ حاضر رہنے والوں کو اور غائب رہنے والوں کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو۔ اے اللہ! آپ جسے زندہ رکھیں ہم میں سے تو اس کو زندہ رکھنا اسلام پر اور جس کو آپ وفات دیں ہم میں سے تو وفات دینا اس کو ایمان پر۔ اے اللہ نہ محروم کر ہم کو اس کے اجر سے اور نہ ہم کو گمراہ کر اس کے بعد۔'' (آمین)

تیسری دعا:

((أَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ ، فَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ

[1] ابو داؤد، ترمذی، نسائی، نیل الاوطار، ج: ٤، ص: ٧٢۔ باب الدعاء للمیت.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .))❶

''یا الٰہی فلاں بیٹا فلاں کا تیری امان اور تیری پناہ میں ہے پس بچا تو اس کو فتنہ قبر اور آگ کے عذاب سے اور تو صاحب وفاء اور صاحب حق کا ہے۔ یا الٰہی بخشش کر اس کے لیے اور رحم کر اس پر تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

چوتھی دعا:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّاَجْرًا .))❷

''اے اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیشوا اور پیش رو، ذخیرہ اور (باعث) اجر کر۔''

وضاحت :......نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنا مسنون ہے اور تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ (عفیف)

فائدہ:......احناف کے نزدیک میت خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے جنازہ کی نماز میں امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے۔ چنانچہ ہدایہ کے مصنف نے میت کے سینے کے برابر کھڑا ہونے پر یہ توجیہ بیان کی ہے۔

((لَانَّهٗ مَوْضِعُ الْقَلْبِ نُوْرُ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَالْاِيْمَانُ فَيَكُوْنُ الْقِيَامُ عِنْدَهٗ اِشَارَةٌ اِلَى الشَّفَاعَةِ لِاِيْمَانِهٖ .))❸

کیونکہ سینہ محل قلب ہے اور اس میں نور ایمان ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مقام پر کھڑا ہونے سے اس کے ایمان کی وجہ سے اس کی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ کے مقابلے میں موضع القلب کی نام نہاد توجیہ کو گھسیٹنا بہت بڑی جسارت ہے جو اہل الرائے ہی کے لیے زیبا ہے۔ چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے سنت کی پاسداری کرتے ہوئے کہا ہے:

((قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَحَبُّ اِلَيْنَا لِمَا قَدْ شَدَّهُ الْاٰثَارُ

❶ نيل الاوطار، ج: ٤، ص: ٧٣.

❷ صحيح بخارى، تعليقًا باب قرأة الفاتحة، ج: ١.

❸ هدايه، ج: ١، ص: ١٣٩.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الَّتِیْ رَوَیْنَاهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .))❶

یعنی امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا پہلا قول جو حدیث کے موافق ہے ہمارے نزدیک زیادہ محبوب ہے کیونکہ اس قول کا ثبوت ان احادیث سے ہوتا ہے جن کو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ الْاَدِلَّةَ دَلَّتْ عَلٰی مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ الشَّافِعِیُّ وَاَنَّ مَا عَدَاهَا لَا مُسْتَنَدَ لَهٗ مِنَ الْمَرْفُوْعِ اِلَّا مُجَرَّدَ الْخَطَاءِ فِی الْاِسْتِدْلَالِ اَوِ التَّاوِيْلِ عَلٰی مَحْضِ الرَّاْیِ اَوْ تَرْجِيْحٌ مَا فَعَلَهُ الصَّحَابِیُّ عَلٰی مَا فَعَلَهُ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا جَاءَ نَهْرُ اللّٰهِ بَطَلَ نَهْرُ مَعْقَلٍ...... وَلَا اَوْلٰی وَلَا اَحْسَنَ مِنَ الْكَيْفِيَّةِ الَّتِیْ فَعَلَهَا الْمُصْطَفٰی ﷺ .))❷

”دلائل سے تو حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جس قدر اقوال مذکور ہیں محض استدلال کی غلطی ہے یا پھر محض رائے پر مبنی ہے۔ رائے پرستوں کے پاس کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔ بہرحال اولیٰ اور احسن قیام امام کی وہی کیفیت ہے جو جناب محمد مصطفیٰ ﷺ سے منقول ہے۔“

❶ شرح معانی الآثار، ص: ٢٨٤.

❷ نیل الاوطار، ص: ٧٦، ج: ٤.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

شرابی کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال:...... مسمی نذیر عادی شرابی تھا۔ ایک روز اس نے معمول سے زیادہ شراب پی لی اور مر گیا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھنی صحیح ہے یا نہیں؟ (سائل: عبدالجبار محمد لنگر مخدوم)

جواب:...... واضح ہو کہ اسلام میں نہ صرف قلیل یا کثیر شراب کا پینا حرام ہے بلکہ فاقد الماء کو لقمہ نگلنے اور بیمار کو بطور علاج بھی اس کا ایک گھونٹ پی لینے کی اجازت نہیں ہے۔ مدمن خمر (عادی شرابی) کے لیے اور بھی سخت وعید آئی ہے بایں ہمہ عادی شرابی بشرطیکہ شراب کو حلال نہ سمجھتا ہو خارج از اسلام نہیں ہوتا۔ گو کثرت شراب نوشی کی وجہ سے اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُوْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ...... الخ.))[1]

”جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی زانی زنا کرتے وقت، کوئی چور چوری کرتے وقت اور کوئی شرابی شراب پیتے وقت کامل ایمان دار نہیں ہوتا۔“

یعنی شرابی وغیرہ کو فاسق تو کہا جا سکتا ہے مگر اس کو کافر کہنا جائز نہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کفر لازم نہیں آتا جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلٰثٌ مِنْ اَصْلِ الْاِیْمَانِ اَلْکَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا تُکَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَلَا

[1] متفق علیه بحواله مشکوٰة، ص: ۱۷، ج: ۱.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ .))❶

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تین چیزیں ایمان کی جڑ ہیں ایک ان میں یہ ہے کہ لا الہ الا اللّٰہ کے قائل پر فتویٰ بازی نہ کرو، کسی کبیرہ گناہ کے ارتکاب پر اسے کافر نہ کہو اور کفر کے علاوہ کسی عمل کے ارتکاب پر اس کو اسلام سے خارج نہ کرو۔''

اگرچہ شارب خمر مستوجب حد شرعی ہے تاہم شراب نوشی کبیرہ گناہ ہی ہے کفر نہیں۔ لہٰذا اس کا جنازہ پڑھنا اور اس کے لیے مغفرت کی دعاء کرنا جائز ہے۔ سبل السلام میں ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلُّوْا خَلْفَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَصَلُّوْا عَلٰى مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .))❷

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کلمہ پڑھنے والے کا جنازہ پڑھو اور ہر کلمہ پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھو۔''

صاحب سبل السلام رقمطراز ہیں:

((هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ جَمِيْعِ طُرُقِهٖ لَا يَثْبُتُ وَهُوَ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ يُصَلّٰى عَلٰى مَنْ قَالَ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ فَاِنْ لَّمْ يَاْتِ بِوَاجِبَاتٍ...... وَالْاَصْلُ اَنَّ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ فَلَهٗ مَالِلْمُسْلِمِيْنَ وَمِنْهُ صَلَاةُ الْجَنَازَةِ .))❸

یہ حدیث اگرچہ کسی بھی طریق سے صحیح ثابت نہیں تاہم یہ حدیث دلیل ہے کہ کلمہ شہادت کے قائل پر نماز جنازہ پڑھنی ہوگی اگرچہ وہ واجبات کا بھی تارک ہو۔ اصل قاعدہ یہ ہے کہ

❶ رواہ ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ، ص: ۱۷، ۱۸.

❷ رواہ الدارقطنی باسناد ضعیف، ج: ۲، ص: ۳۵۔ ونیل الاوطار، ج: ٤، ص: ٤٧.

❸ بلوغ المرام مع سبل السلام، ص: ۲،۳۵.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جو شخص کلمہ شہادت کا قائل ہے اس کے بھی وہی حقوق و مراعات ہیں جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے اور نماز جنازہ بھی انہی مراعات میں سے ہے۔''

مزید لکھتے ہیں:

((وَيَدُلُّ لَهُ حَدِيثُ الَّذِي قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَقَالَ ﷺ: اَمَا اَنَا وَلَا اُصَلِّي عَلَيْهِ وَلَمْ يَنْهَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَلِاَنَّ عُمُومَ شَرْعِيَّةِ صَلَاةُ الْجَنَازَةِ لَا يُخَصُّ مِنْهُ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ كَلِمَةِ الشَّهَادَةِ اِلَّا بِدَلِيْلٍ.)) ❶

''ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ پڑھنے پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔ جس میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے خودکشی کر لی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔''

اسی طرح مدیون کی نماز جنازہ والی حدیث بھی اس کے جواز کی دلیل ہے کہ وہ جن چار آدمیوں کی نماز جنازہ کے قائل نہیں ہیں ان میں شرابی کا ذکر نہیں کرتے۔ باغی اور ڈاکو، عصبیت کے لیے لڑتے ہوئے مرنے والا، مسلح ہو کر رات کو شہریوں کو بلاوجہ ڈرانے والا اور بار بار گلا دبا کر مرنے والا۔ جیسا کہ شامی کے حاشیہ میں ہے:

((وَهِيَ فَرْضٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ مَاتَ خَلَا اَرْبَعَةِ بُغَاةٍ وَقُطَّاعِ طَرِيْقٍ وَكَذَا اَهْلِ عَصَبِيَّةٍ وَمَكَابِرٍ فِي مِصْرٍ لَيْلًا بِسَلَاحٍ وَخَنَاقٍ.)) ❷

بہر حال ان دلائل کے مطابق شراب پی کر مرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنی جائز معلوم ہوتی ہے، مگر مقرر امام کے علاوہ کسی عامی آدمی کو اس کی نماز جنازہ پڑھانی چاہیے تاکہ دوسرے

❶ بلوغ المرام مع سبل السلام، ج: ٢، ص: ٣٥.

❷ شامی، ص: ١،٦٤٢ و ص: ٦٤٣، ج: ١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شرابیوں کو کچھ تنبیہ ہو جائے۔

مسئلہ :...... چور ڈاکو، قاتل، مرجوم، شرابی، سود خور، خودکشی کرنے والا، مقروض، جوے باز، والدین کے نافرمان، رشوت خور، زانی اور بے نماز کی نماز جنازہ غیر امام پڑھا سکتا ہے۔

ابن ماجہ وغیرہ میں ہے:

((صَلُّوْا عَلٰی مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .)) ❶

''جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے (اور اسی پر مرے) اس پر جنازہ کی نماز پڑھو۔''

❶ نیل الاوطار، ج: ٤، ص: ٥١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

غائبانہ نماز جنازہ

جس طرح حاضر موجود میت پر نماز جنازہ پڑھنی مسنون ہے اسی طرح غیر موجود میت پر نماز جنازہ پڑھنی مسنون ہے۔ چنانچہ صحاح ستہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيِّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ فَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اصحمہ نجاشی (بادشاہ حبشہ) کے فوت ہونے کی خبر اسی دن دی جس دن فوت ہوئے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر جناز گاہ تشریف لائے اور صفیں باندھ کر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔''

موطا امام مالک میں اس حدیث کے پہلے باب کا عنوان اس طرح ہے:

((اَنْ يَّتَقَدَّمَ الْاِمَامُ وَيَصُفُّ النَّاسُ خَلْفَهٗ وَيُكَبِّرُوْنَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَلَوْ عَلَى الْقَبْرِ اَوِ الْغَائِبِ .)) ❷

''نماز جنازہ میں امام آگے کھڑا ہو اور دوسرے لوگ اس کے پیچھے صفیں باندھیں اور چار تکبیریں کہیں اگرچہ (یہ نماز جنازہ) قبر پر یا غائب پر ہو۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَلَا بَاْسَ اَنْ يُصَلّٰى عَلَى الْمَيِّتِ بِالنِّيَّةِ فَقَدْ فَعَلَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّجَاشِيِّ وَصَلّٰى عَلَيْهِ بِالنِّيَّةِ .)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، ص: ۱۷۸، ج: ۱۔ باب التکبیر علی الجنازۃ اربعا، صحیح مسلم، ص: ۳۰۹، ج: ۱۔ تحفة الاحوذی، ص: ۱۴۰، ج: ۲۔ عون المعبود شرح ابی داؤد، ص: ۱۹۷، ج: ۳۔ موطا امام مالك، ص: ۲۰۸۔ نسائی، ص: ۲۱۶، ج: ۱.

❷ مصفّٰی شرح موطا ولی اللّٰه، ص: ۱۹۹، ج: ۱.
❸ کتاب الام، ص: ۲۴۰، ج: ۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''اس امر میں کوئی حرج نہیں ہے کہ میت پر صرف نیت (یعنی اگر چہ میت غائب ہو) ہی سے نماز جنازہ پڑھ لی جائے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے جنازہ پر اسی طرح کیا تھا۔''

امام نووی علامہ قسطلانی اور دوسرے شارحین رحمہم اللہ حدیث کے علاوہ خود علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

((فِيْهِ حُجَّةٌ لِمَنْ جَوَّزَ الصَّلٰوةَ عَلَى الْغَائِبِ وَمِنْهُمُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ.)) ❶

یعنی نجاشی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس شخص کے لیے حجت ہے جو میت غائب پر نماز جنازہ کو جائز قرار دیتا ہے۔ ان میں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی ہیں۔

شیخ محمد محمد خطاب السبکی متوفی ۱۳۵۲ھ لکھتے ہیں:

((وَفِي الْحَدِيْثِ دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ الْغَائِبِ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَجُمْهُوْرُ السَّلْفِ قَالُوْا سَوَاءٌ صُلِّيَ عَلَيْهِ فِي الْبَلَدِ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا اَمْ لَا وَسَوَاءٌ كَانَتِ الْبَلَدُ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهَا جِهَةَ الْقِبْلَةِ اَمْ لَا.)) ❷

یعنی یہ حدیث نجاشی رضی اللہ عنہ کی میت غائب پر نماز جنازہ پڑھنے پر دلالت کرتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ جمہور سلف اسی کے قائل ہیں اور انہوں نے فرمایا ہے کہ میت غائب پر اس شہر میں جہاں وہ فوت ہوا تھا نماز جنازہ پڑھی گئی ہو یا نہ پڑھی گئی ہو وہ شہر جہت قبلہ میں ہو یا نہ ہو ہر صورت میں نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے۔

شیخ الحدیث محقق علامہ عبید اللہ رحمانی رقمطراز ہیں:

((وَفِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ دَلِيْلٌ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ

❶ عمدة القاری شرح صحیح بخاری، ص: ۲۱، ج: ۸.

❷ المنهل العذب المورود، شرح سنن ابی داؤد، ص: ۴۹، ج: ۹.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الْغَائِبِ فِی بَلَدٍ اٰخَرَ وَفِیْهِ اَقْوَالٌ تُشْرَعُ مُطْلَقًا سَوَآءٌ کَانَ الْمَیِّتُ فِیْ جِهَّةِ الْقِبْلَةِ اَوْ لَمْ تَکُنْ وَسَوَآءٌ کَانَ بَیْنَ الْبَلَدَیْنِ مُسَافَةُ الْقَصْرِ اَوْ لَمْ تَکُنْ وَسَوَآءٌ کَانَ بِاَرْضٍ لَمْ یُصَلّٰی عَلَیْهِ فِیْهَا اَوْ کَانَ بِاَرْضٍ صُلِّیَ عَلَیْهِ فِیْهَا وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَجَمْهُوْرُ السَّلْفِ .)) ❶

حدیث ثانی :...... سیدنا معاویہ بن معاویہ لیثی کا جنازہ غائبانہ پڑھنا بھی روایات میں مذکور ہے۔ اگرچہ سند ضعیف ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ چونکہ اس قصہ کے کثیر طرق آتے ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں لہٰذا خبر حسن ہے۔

((وَقَدْ ذَکَرْتُ فِیْ تَرْجُمَتِهٖ فِی الصَّحَابَةِ اَنَّ خَبْرَهٗ قَوِیٌّ بِالنَّظْرِ اِلٰی مَجْمُوْعِ طُرُقِهٖ .)) ❷

مانعین کے پاس تو ضعیف حدیث بھی موجود نہیں ہے۔

حدیث ثالث:......

((عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمٍ اُخْتِ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ وَتُوُفِّیَتْ بِمَکَّةَ فَصَلّٰی عَلَیْهَا بِالْبَقِیْعِ الْمُصَلّٰی وَکَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا .)) ❸

یعنی رسول اللہ ﷺ نے سودہ بنت زمعہ کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا یعنی اپنی سالی پر جو کہ مکہ میں فوت ہوئی تھی مقام بقیع (مدینہ منورہ) میں نماز جنازہ پڑھی اور اس پر چار تکبیریں کہی تھیں۔

الشیخ محمد بن محمد المعروف نظام الدین اولیاء المتوفی ۷۲۵ھ حنفی کی رائے:

((وَکَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ یَجُوْزُ صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ عَلَی الْغَائِبِ وَیَسْتَدِلُّ

---

❶ مرعاة شرح مشکوٰۃ، ص: ٤٧٥، ج: ٢.

❷ فتح الباری، ص: ١٥١، ج: ٣۔ باب صفوف علی الجنازة.

❸ مصنف عبدالرزاق، ص: ٤٨٣، ج: ٣.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ بِالْحَدِيْثِ الْمَشْهُوْرِ .)) ❶

یعنی نظام الدین اولیاء حنفی میت غائب پر نماز جنازہ پڑھنے کو جائز قرار دیتے تھے اور مشہور حدیث (نجاشی) سے استدلال کرتے تھے۔

الشیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی کی تصریح:

((وَقَدِ اسْتَمَرَّتِ الْعَادَةُ فِی الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ تَعَارَفَتْ اِنَّهُمْ اِذَا سَمِعُوْا مَوْتَ اَحَدٍ مِنَ الصُّلَحَاءِ اِجْتَمَعُوْا وَصَلُّوْا عَلَیْهِ وَفِیْهِمْ کَثِیْرٌ مِنَ الْحَنْفِیَّةِ .)) ❷

حرمین شریفین میں ہمیشہ سے علماء حرمین شریفین میں یہ عادت مشہور چلی آ رہی ہے کہ جب کبھی کسی نیک آدمی کے فوت ہونے کی خبر سنتے ہیں تو جمع ہو کر نماز (جنازہ غائبانہ) پڑھتے ہیں۔ان کے ساتھ بہت سے حنفی بھی شریک ہوتے ہیں۔

قاضی علی بن جار اللہ حنفی کی وضاحت:

((سُئِلَ الْقَاضِیْ عَلِیُّ بْنُ جَارَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّهَا دُعَآءٌ فَلَا بَأْسَ بِهٖ .)) ❸

’’نماز جنازہ غائبانہ کے متعلق قاضی علی بن جار اللہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ دعا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔‘‘

مسئلہ نماز جنازہ غائبانہ پر فاضل محقق مکرم جناب مولانا کرم الدین السّلفی نے عمدہ رسالہ تالیف فرمایا ہے اور مؤلف رحمہ اللہ نے حق تحقیق ادا کر دیا ہے اور اہل ذوق کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ یہ مسئلہ اسی رسالہ سے مرحوم کے بیٹے عزیزم تقی الدین نے شائع کر دیا ہے۔

مسجد میں نمازِ جنازہ:

نماز جنازہ اگرچہ آبادی سے باہر پڑھنی افضل ہے تاہم مسجد میں بھی جائز ہے جیسے کہ

❶ نزهة الخواطر، ص: ۱۲۶، ج: ۲.
❷ مدارج النبوت، ص: ۴۵۳، ج: ۲.
❸ مدارج النبوت، ص: ۴۵۳، ج: ۲.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

محدثین عظام رحمہم اللہ نے اپنی تالیفات میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اِبْنَى بَيْضَاءَ فِى الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَاَخِيْهِ .)) 1

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء نامی صحابیہ کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی سہل پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تھی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ بھی مسجد میں پڑھی گئی تھی۔“

1 صحیح مسلم، ص: ۳۱۳، ج: ۱۔ کتاب الجنائز، ابو داؤد، ص: ٤٥٤، ج: ۲.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ کے بعد چارپائی اٹھانے سے قبل دعا بدعت ہے

سوال:...... کچھ لوگ میت کی چارپائی اٹھانے سے پہلے کی دعا کو درست نہیں جانتے بعض اس پر اصرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا تو فرض نمازوں کے بعد بھی ثابت نہیں ہے لیکن اسلامی فرقوں کا یہ معمول ہے سو جہاں یہ درست ہے وہاں یہ بھی درست ہے لہٰذا اس مسئلے کی مدلل صحیح حیثیت بیان فرما دیں۔ (سائل: وقار عظیم بھٹی میر محمدی ضلع قصور)

جواب:......نماز جنازہ کے بعد چارپائی اٹھانے سے پہلے دعا مانگنا بدعت ہی کے دائرہ میں آتا ہے۔ بدعت کی تعریف یہ ہے دین میں ایسا نیا کام ایجاد کرنا جس کی قرآن مشہود لھا بالخیر میں ضرورت موجود ہو اور اس کا شرعی مانع (رکاوٹ) بھی کوئی نہ ہو بدعت کہلاتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے خیر القرون میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں فوت ہوئے لیکن جہاں تک ہمارے استقراء کا تعلق ہے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے اور نہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور نہ کسی تابعی سے نہ کسی تبع تابعی سے اور نہ کسی امام سے نماز جنازہ کے بعد چارپائی اٹھانے سے قبل اس مروجہ دعاء کا ثبوت ملتا ہے نہ کسی صحیح روایت اور نہ کسی ضعیف روایت میں اور نہ ائمہ دین سے یہ امر ثابت ہے۔ حالانکہ اس دعا کے اسباب اور دواعی (میت کی خیر خواہی اور اس کے لیے طلب مغفرت) اس زمانہ میں بھی موجود تھے لہٰذا اگر اس دعا کا دین سے کچھ تعلق ہوتا تو اس کا ثبوت (صریح نص سے) ضرور ملتا اور یہ بات بھی پوری طرح عیاں ہے کہ جو کام اس وقت (زمانہ سلف) میں دین نہ تھا، وہ آج بھی دین نہیں ہوسکتا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِيْنًا فَلَا يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا." [1]

[1] كتاب الاعتصام شاطبی، ص: ۲۸، جلد نمبر: ۱.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''جو چیز اس وقت دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں۔''

امام موصوف کے ارشاد کی بنیاد اس حدیث شریف پر ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .)) ❶

''جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

اور ''امرنا ھذا'' سے امر دین اور شریعت مراد ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَالْمُرَادَ بِهٖ اَمْرُ دِيْنٍ . '' (فتح الباری)

یہ بات بھی واضح رہے کہ نماز ایسی اہم عبادت کی مسنون ہیئات کذائی میں تبدیلی کر کے اس کو خاص وقت اور خاص کیفیت (جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو) کے ساتھ ادا کرنے کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ناجائز قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ صحیحین میں ہے:

((عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فِى الْمَسْجِدِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ بِدْعَةٌ .)) ❷

''حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس تشریف فرما ہیں اور کچھ لوگ چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان لوگوں کی نماز کے متعلق پوچھا تو انھوں نے اس کو بدعت کہا۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح بخاری، جلد: ۱، ص: ۳۷۱.

❷ صحیح بخاری، ج: ۱، ص: ۲۳۸ و صحیح مسلم، ص: ۴۰۹، ج: ۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

((هٰـذَا قَدْ حَمَلَهُ الْقَاضِيْ وغَيْرُهُ عَلَى اَنَّ مُرَادَهُ اِنَّ اِظْهَارَهَا فِي الْـمَسْـجِـدِ وَالْاِجْتِـمَـاعَ لَهَـا هُوَ الْبِدْعَةُ لَا اِنَّ صَلٰوةَ الضُّحٰى بِدْعَةٌ .))❶

’’قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ ہے کہ چاشت کی نماز کا مسجد میں اظہار کر کے پڑھنا اور اس کے لیے خاص اہتمام اور اجتماع کرنا بدعت ہے نہ کہ خود نماز چاشت بدعت ہے۔‘‘

فقہاء احناف کے فتاویٰ

اس نازک پہلو پر قدرے روشنی ڈالنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرات فقہاء احناف کے فتاویٰ بھی لکھ دیے جائیں تا کہ حنفی بھائی اپنے اکابر اور بزرگ فقہاء احناف کے فتاویٰ کی روشنی میں اپنی مروجہ روش کی اصلاح کر سکیں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَبِيَدِهِ التَّوْفِيْقُ وَالصَّلَاحُ .

ا۔ خواجہ محمد سعید حنفی بن مجدد الف ثانی:

مخدوم زادہ بزرگ خواجہ محمد سعید دامت برکاتہ نماز جنازہ پیر و پدر بزرگوار خود رحمہ اللہ نمودند بعد از نماز برائے دعا توقف نفر مودند کہ مقتضی سنت چنیں نیست و در کتب فقہ معتبرہ مرقوم است کہ بعد از نماز ایستادہ دعا کردن مکروہ است ❷ کہ:

خواجہ محمد سعید نے اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر دعا کے لیے کھڑے نہ ہوئے کیونکہ یہ دعا خلافت سنت ہے اور کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔

نوٹ:...... کراہت سے مراد عموماً کراہت تحریمی ہوتی ہے۔❸

---

❶ نووی، ص: ۴۰۹، ج: ۱۔ ❷ زبدة المقام، ص: ۲۹۴۔

❸ دلیل الطالب، ص: ۵۰۲۔

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

۲۔امام طاہر بن علی حنفی:

((لَا یَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ فِیْ قِرَائَةِ الْقُرْاٰنِ لِاَجْلِ الْمَیِّتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَقَبْلِهَا .)) ❶

''نماز جنازہ سے پہلے اور اسی طرح بعد نماز جنازہ قرآن پڑھ کر میت کے لیے دعا نہ کی جائے۔''

۳۔علامہ برجندی حنفی:

((لَا یَقُوْمُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلٰوةٍ لِاَنَّهٗ یَشْبَهُ الزِّیَادَةَ فِیْهَا كَذَا فِی الْمُحِیْطِ .)) ❷

''نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دعا کے لیے نہ رکیں کیونکہ یہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے۔''

۴۔علامہ سعدی حنفی:

((لَا یَقُوْمُ الرَّجُلُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِاَنَّهٗ یَشْبَهُ الزِّیَادَةَ فِیْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ .)) ❸

۵۔حضرت ملا علی قاری حنفی:

((وَلَا یَدْعُوْ لِلْمَیِّتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِاَنَّهٗ یَشْبَهُ الزِّیَادَةَ فِیْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ .)) ❹

۶۔مولانا مولوی عبدالحی حنفی لکھنوی:

فرماتے ہیں بعد نماز جنازہ کے دعا کرنا مکروہ ہے۔ ❺

❶ خلاصة الفتاویٰ بحواله فتاویٰ سعدیه، ص: ۱٤٠.

❷ فتاویٰ سعدیه، ص: ۱۳٠.

❸ قنیه ص: ٥٦، ج: ۱۔ فتاویٰ سعدیه، ص: ۱۳٠۔ ترجمہ گزر چکا ہے۔

❹ حاشیه مشکوٰة شریف، ص: ۱٤۷، حاشیه: ۸ بحواله مرقاة شرح مشکوٰة.

❺ انفع المفتی والسائل، ص: ٦٠.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۷۔ مولانا مفتی سعد اللہ حنفی:

مصنف نوادر الوصول شرح فصول اکبری فرماتے ہیں۔ خالی از کراہت نیست فقہاء بوجہ زیادت بودن بر امر مسنون منع مے کنند [1] کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے کیونکہ یہ دعا امر مسنون پر زیادتی کا حکم رکھتی ہے۔ اس لیے اکثر فقہاء اس دعا سے منع کرتے ہیں۔

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے:

رہا یہ اعتراض کہ فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے تو یہ معارضہ درست نہیں ہے کیونکہ اس کے ثبوت میں احادیث موجود ہیں گو ان میں کلام ہے۔

((عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْاَسْلَمِيِّ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَرَاٰى رَجُلًا رَافِعًا يَدَهُ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ [مجمع الزواء] وَقَالَ الْحَافِظُ الْهَيْثِمِيُّ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَذَكَرَ السُّيُوْطِيُّ فِيْ رِسَالَةِ فَضِّ الْوِعَاءِ وَقَالَ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .))

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو سلام سے پہلے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے:

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ خَلِّصِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ ضَعَفَةَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلَّذِيْنَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا مِنْ اَيْدِي الْكُفَّارِ .)) [2]

[1] فتاویٰ سعدیہ، ص: ۱۳۰۔

[2] تفسیر ابن کثیر بحوالہ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی، ج: ۱، ص: ۲۴۵۔ فتاویٰ ثنائیہ ج: ۱، ص: ۵۰۲۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر قبلہ رخ ہو کر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ ولید بن ولید، عیاش بن ربیعہ، سلمہ بن ہشام اور کفار کی قید میں گھیرے ہوئے دوسرے کمزور مسلمان قیدیوں کو رہائی عطا فرما۔''

اس روایت میں ایک راوی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے لیکن اس کا ضعف استحباب کا مانع نہیں ہے۔ ملا علی قاری (حنفی) فرماتے ہیں:

((اَلْاِسْتِحْبَابُ یَثْبُتُ بِالضَّعِیْفِ غَیْرَ الْمَوْضُوعِ .))

(فتاویٰ ثنائیہ بحوالہ مرقات فی باب الجنائز)

ضعیف روایت سے (بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو) استحباب ثابت ہو جاتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں بعد نماز جنازہ چارپائی اٹھانے سے پیشتر مروجہ دعا بدعت ہے اور فرضوں کی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے بشرطیکہ التزام نہ کیا جائے اور نہ ہی اس دعا کو نماز کا حصہ قرار دیا جائے جیسے آج کل رواج عام ہے۔ واللہ اعلم!

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ کے بعد دعا

علامہ ابن نجیم کا فتویٰ:

متاخرین علمائے احناف نے انہیں ابو حنیفہ ثانی کے بلند لقب سے یاد کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

((قَيَّدَ بِقَوْلِهٖ بَعْدَ الثَّالِثَةِ لِاَنَّهٗ لَا يَدْعُوْ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ كَمَا فِي الْخُلَاصَةِ وَعَنِ الْفَضْلِ لَا بَاْسَ بِهٖ .)) ❶

صاحب کنز الدقائق نے دعا کو تیسری تکبیر کے بعد کے ساتھ مقید کر دیا۔ تاہم سلام کے بعد دعا نہ کی۔ تاہم فقیہ فضل نائبادی کے نزدیک جائز ہے۔

ملا علی قاری حنفی کا فتویٰ:

((وَلَا يَدْعُوْ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِاَنَّهٗ يَشْبَهُ الزِّيَادَةَ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ .)) ❷

یعنی نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دعا نہ کریں کیونکہ یہ دعا نماز جنازہ میں زیادتی کرنے کے مشابہ ہے۔ علاوہ ازیں محیط فتاویٰ برہنہ مظاہر حق اور مالکیوں کی کتاب ❸ میں بھی اس کو بدعت قرار دیا گیا ہے۔

مجدد الف ثانی کے فرزند کا عمل وفتویٰ:

''مخدوم زادہ بزرگ خواجہ سعید امامت نماز جنازہ پیرو پدر بزرگوار خود نمودند و بعد از نماز برائے دعا توقف نہ فرمودند کہ مقتضای سنت چنیں نیست و در کتب فقہ معتبرہ مرقوم است کہ

❶ دليل الخيرات، ص: ١٨٣، ج: ٢.

❷ مرقاة شرح مشكوٰة، ص: ٤٦، ج: ٤.

❸ المدخل، ص: ٢٢، ج: ٣.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعد از نماز ایسادہ دعا کردن مکروہ است۔"

زبدۃ المقامات، ص: ۲۹۴، یعنی خواجہ محمد سعید نے اپنے والد اور مرشد حضرت مجدد الف ثانی کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد از سلام دعا کے لیے نہیں ٹھہرے اور فرمایا کہ بعد از نماز جنازہ دعا مروجہ سنت کے خلاف ہے۔ فقہ کی معتبر کتابوں میں مرقوم ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا مکروہ ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

((عَنْ اَبِی اِبْرَاهِیْمَ الْهُجَیْرِیِّ قَالَ رَأَیْتُ ابْنَ اَبِی اَوْفٰی وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ وَمَاتَتْ اِبْنَتُهٗ اِلٰی قَوْلِهٖ ثُمَّ کَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ بَعْدَ ذَالِكَ قَدْرَ مَا بَیْنَ تَکْبِیْرَتَیْنِ یَدْعُوْ وَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ عَلَی الْجَنَائِزِ.)) [1]

"ابراہیم ہجیری سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں پھر اتنی دیر کھڑے دعا مانگتے رہے جتنی دیر دو تکبیروں کے درمیان ہوتی ہے اور کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ جنازوں پر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔"

جواب:...... یہ دعا نماز جنازہ کے سلام کے بعد نہ تھی بلکہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے تھی۔ یہاں روایت مختصر ہے۔ مفصل روایت یہ ہے:

((یَحْتَجُّ لِلدُّعَاءِ فِی الرَّابِعَةِ بِمَا رَوَیْنَا فِی السُّنَنِ الْکُبْرٰی لِلْبَیْهَقِیِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی اَوْفٰی رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَهٗ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ کَقَدْرِ مَا بَیْنَ التَّکْبِیْرَتَیْنِ یَسْتَغْفِرُلَهَا وَیَدْعُوْ ثُمَّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ هٰکَذَا وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ کَبَّرَ اَرْبَعًا وَمَکَثَ سَاعَةً حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُکَبِّرُ

[1] هکذا رواه الامام احمد فی مسنده، کنز العمال.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ لَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَزِيْدُكُمْ عَلٰی مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ .))❶

یعنی چوتھی تکبیر کے بعد دعا کرنے پر بیہقی کی اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اپنی بچی کے جنازہ پر چوتھی تکبیر کے بعد اتنی لمبی دعا کی کہ ہمیں شبہ ہوا کہ عبداللہ پانچویں تکبیر بھی کہیں۔

نماز جنازہ کے بعد قرآن گھمانا:

نماز جنازہ کے فوراً بعد جس طرح اجتماعی صورت میں دعا کرنا سنت نہیں ہے اسی طرح نماز جنازہ کے بعد قرآن کو معاذ اللہ ایک کھلونے کی طرح گھمانا اور ایک دوسرے کے ہاتھوں پر پھیرنا قطعا ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اس بارے میں کوئی روایت آتی ہے اور نہ سلف صالحین رحمہم اللہ میں اس کا رواج تھا۔ اس بارے میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں سخت ضعیف ہیں، مع تبصرہ ملاحظہ فرمائیے:

پہلی روایت:...... ((حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ عَلَيْهِ مِنَ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِجْعَلُوا الْقُرْاٰنَ الْمَجِيْدَ وَسِيْلَةً لِنَجَاةِ الْمَوْتٰی فَتَحَلَّقُوْا وَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ بِحُرْمَةِ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَتَنَاوَبُوْا بِاَيْدِيْكُمْ مُتَنَاوِبَةً وَفَعَلَ عُمَرُ فِیْ اٰخِرِ الْخَلَافَةِ مِثْلَهٗ فِیْ زَمَانِهٖ لِاِمْرَأَةٍ مُلَقَّبَةٍ بِحَيْبَةَ بِنْتِ عَرْبَدَةَ زَوْجَةَ قُلَابٍ بِجُزْءِ الْقُرْاٰنِ مِنْ مَالِیْ لَا اَعْبُدُ اِلٰی عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ وَشَاعَ فِعْلَهٗ فِیْ زَمَانِ خِلَافَةِ عُثْمَانَ بِاِنْكَارِ مَرْوَانَ وَقَالَ الْاِمَامُ السَّمَرْقَنْدِیْ ثُمَّ اشْتَهَرَ فِیْ خَلَافَةِ هَارُوْنَ الرَّشِيْدِ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ دَوْرًا الْقُرْاٰنَ لِحِيْلَةٍ الْاِسْقَاطِ فَاَصْلُ ثَابِتٌ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَاِنْ لَمْ يُذْكَرْ فِی الْكُتُبِ الْمَشْهُوْرَةِ

❶ کتاب الاذکار، نووی رحمہ اللہ، ص: ۷۲.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَلٰكِنَّهٗ مَذْكُوْرٌ فِى الْكِتَابِ مِنَ التَّوَارِيْخِ .)) ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دوران قرآن کی ترغیب دی اور پھر ایک عورت کے لیے ایسا کیا، بعد میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دوران قرآن کا رواج ہو گیا۔ سوائے حضرت مروان کے کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا۔ پھر خلیفہ ہارون کے زمانہ میں یہ فعل عام ہو گیا۔

جواب:...... یہ اثر دوران قرآن کے جواز کی بوجوہ دلیل نہیں ہوسکتا۔

اولاً:...... خود علامہ سمر قندی نے لکھا ہے کہ یہ اثر حدیث کی کسی مشہور کتاب میں نہیں۔

ثانیًا:...... یہ اثر ضعیف ہے کیونکہ اس اثر کا ایک راوی عیاش بن سفیان مجہول راوی ہے۔

ثالثًا:...... یہ اثر منقطع ہے کیونکہ فقیہ سمر قندی کی وفات ۳۹۳ھ اور ابن علیہ کی وفات ۱۹۴ھ میں۔ ❷

گویا فقیہ سمر قندی اور ابن علیہ کے درمیان ۱۸۹ سال کا طویل فاصلہ ہے جو اس اثر کے منقطع ہونے کی بہت بڑی شہادت ہے۔

رابعًا:...... دراصل معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ روایت کسی رافضی کی خود ساختہ ہے کیونکہ اس اثر میں ایک طرف حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ وقت کا گستاخ ظاہر کیا گیا ہے اور دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے ثلاثہ کے متعلق یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ وہ نماز روزہ اور دوسری فرائض دینیہ میں سہل انگار ہو گئے تھے۔ جب ہی انہیں یہ حیلہ اسقاط (دوران قرآن) تراشنے کی ضرورت پیش آئی علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورا قرآن مجید دفتین میں کتابی صورت میں یکجا موجود تھا تو "مَا لِیَ لَا اَعْبُدُ" سے لے کر "عَمَّ يَتَسَآءَ لُوْنَ" تک کے حصے کو مخصوص کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

دوسری روایت:...... ((قَالَ الْمُوَرِّخُ صَاحِبُ الْفُتُوحِ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ

❶ فتاویٰ سمر قندی۔ ❷ تهذيب التهذيب، ص: ۲۷۹، ج: ۱.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُوْسٰی قَالَ فَعَلَ عُمَرَ تُعَاوِرَ جُزْءَ الْقُرْاٰن فِیْ حَلْقَةٍ عِشْرِیْنَ رَجُلًا بَعْدَ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِاِمْرَأَةٍ مَلَقْبَةٍ بِحَیْبَةَ وَلِرَجُلٍ مِنْ قَبِیْلَةِ الْاَنْصَارِ .))❶

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حبیبہ نامی عورت اور ایک انصاری آدمی کے جنازہ پر چالیس آدمیوں کے حلقہ میں قرآن پھرایا تھا۔

جواب:......حسب سابق یہ اثر بھی محض جھوٹ ہے۔ صاحب فتوح البلدان محمد بن عمر واقدی کذاب ہے:

((قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هُوَ كَذَّابٌ يُقَلِّبُ الْاَحَادِيْثَ قَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَقَالَ مَرَّةً لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ قَالَ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْ حَاتِمٍ مَتْرُوْكٌ قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ اَيْضًا وَالنَّسَائِيُّ يَضَعُ .))❷

یعنی واقدی جھوٹا متروک اور حدیث ساز راوی ہے۔ لہٰذا یہ موضوع روایت اس مسئلہ میں حجت نہیں۔

تیسری روایت:...... ((اَخْبَرَنَا سَعْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ جَمِيْعٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهٗ اَوْ جَدَدَوْرَانَ الْقُرْاٰنِ عُمَرَ وَالْقُرْاٰنُ شَافِعٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ حَيًّا وَبَعْدَ مَمَاةٍ .))❸

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دوران قرآن ایجاد کیا تھا اور قرآن زندگی اور موت دونوں میں مومنوں کا شفیع ہے۔

جواب:...... یہ اثر بالکل کمزور ہے۔ اس اثر کی سند میں سعد، ایوب اور جمیع تینوں مجہول راوی ہیں۔ بہرحال یہ تینوں اثر مخدوش اور واہی ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان کو دین کے کسی

---

❶ فتاویٰ سمر قندی.

❷ میزان الاعتدال، ص: ٦٦٣، ج: ٣۔ تحفة الاحوذی، ص: ٦٧، ج: ١.

❸ فتاویٰ سمر قندی.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ کی بنیاد بنایا جائے۔ علاوہ ازیں حدیث کی کسی معتبر کتاب میں کہیں ان کا ذکر نہیں اور جو حدیث محدثین کی کتابوں میں نہ ہو وہ مقبول نہیں ہوتی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((مَنْ جَاءَ الْيَوْمَ بِحَدِيْثٍ لَا يُوْجَدُ عَنِ الْجَمِيْعِ لَا يُقْبَلُ .)) ❶

شیخ الکل رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

اس بحث کے آخر میں شیخ الکل کا فتویٰ بھی سنتے چلیے لکھتے ہیں: ہمراہ جنازہ کے قرآن مجید کو لے جانے اور بعد نماز جنازہ اس کو ایک دوسرے کے ہاتھوں پھرانے اور ایجاب قبول کرنے کا جو دستور ہے وہ بالکل ناجائز نادرست بدعت اور مُحْدَثٌ ہے۔ اس دستور کو مٹانا اور بند کرنا، لوگوں کو اس ناجائز دستور سے روکنا اور منع کرنا حسب استطاعت فرض ہے۔ ❷

لمحہ فکریہ:

مستفتی حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے استفتاء میں زید، بکر اور عمر کے نام نہ لکھا کریں۔ کیونکہ میرے ناقص خیال میں زید سے مراد سیدنا زید رضی اللہ عنہ ہیں جو قرآن مجید کے جامع ہیں اور بکر سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں، بعض لوگوں کو ان بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو چڑ ہے وہ محتاج بیان نہیں، علم صرف ونحو کے بعض افاضل چونکہ رافضیت سے مانوس تھے انہوں نے نحو میں انہی تینوں بزرگوں کو فاعل اور مفعول کے طور پر استعمال کیا۔ ان کی نیتوں کا اصل صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مگر بظاہر ایسا کرنے میں ان کی روش کوئی اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ علم نحو میں ان بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ناموں کے لیے بے محابہ استعمال سے ہم بھی کچھ ایسے متاثر ہو چکے ہیں کہ ہم بھی انہی اَجِلّہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی ہر اچھی بری مثال میں بے جھجک استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس میں استخفاف کا پہلو نکلتا ہے اس لیے مثالوں میں مذکورہ ناموں کو بطور فرض استعمال کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ لَعَلَّ فِيْهِ كِفَايَةٌ لِمَنْ لَهُ دِرَايَةٌ۔

❶ توجیهه النظر، ص: ۲۱۹۔ فتح المغیث، ص: ۹۶۔ مقدمه ابن صلاح، ص: ۱۰۰.

❷ فتاویٰ نذیریه، ص: ۲۰۰، ج: ۱.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غصب شدہ زمین پر قبرستان کا حکم

سوال:......کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ کیا کسی شہری کی ذاتی ملکیت اراضی پر اس کی مرضی کے بغیر قبرستان بنایا جا سکتا ہے؟

سوال:......اور کیا مسلمان اور عیسائی ایک قبرستان میں دفن کیے جا سکتے ہیں؟

سوال:......اور جو افراد اس میں ملوث ہیں ان کے لیے شرعی سزا کیا ہے؟

سوال:......اور مالک کو کیا اس کی زمین واپس ملنی چاہیے؟

اور باوجودیکہ علاقے میں اس زمین کے علاوہ (۳) تین قبرستان بھی موجود ہیں۔ شرعی نقطہ نظر سے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

سوال:...... اور کیا ان میں دفن مردوں کو قبروں سے نکالا جا سکتا ہے؟ شریعت کے مطابق فیصلہ درکار ہے۔ (سائل: محمد نعیم شہزاد گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور)

((جواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب .))

بشرط صحت سوال یعنی اگر سوال واقعہ کے عین مطابق ہے تو یہ کارروائی غاصبانہ کارروائی ہے جو شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے غاصبانہ اور ظالمانہ قبضہ اور کارروائی کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ (البقرة: ۱۸۸)

''ایک دوسرے کا مال نقدی (اراضی) باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَضَكُمْ عَلَيْكُمْ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حَرَامٌ .)) ❶

"بے شک تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں۔"

نیز فرمایا:

((مَنِ اقْتَطَعَ مِنَ الْاَرْضِ شِبْرًا ظُلْمًا يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ .)) ❷

"جو شخص کسی کی زمین میں سے ایک بالشت کے برابر نا جائز قبضہ کرتا ہے، قیامت کے دن اس کو زمین کی سات تہوں کا طوق پہنایا جائے گا۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ بِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ .)) ❸

"ظالم رگ (محنت اور پسینہ) کا کوئی حق نہیں۔"

ان احادیث صحیحہ سے علماء نے حسب ذیل احکام مستنبط فرمائے ہیں۔

(۱)...... غاصب پر لازم ہے کہ غصب کردہ چیز واپس کرے اور اگر وہ چیز ضائع ہوئی ہے تو اس کی مثل دے۔ اگر اس کی مثل نہیں تو اس کی قیمت ادا کرے۔

(۲)...... اگر غاصب نے غصب شدہ چیز کو عیب دار کر دیا ہے جس سے اس کی افادیت ختم ہوگئی تو وہ اس کی مثل واپس کرے اور غصب شدہ چیز اپنے پاس رکھے۔ اگر مثل دینا اس کے لیے ناممکن ہو تو وہ معیوب چیز واپس کرے اور نقصان کی قیمت ادا کرے۔

(۳)...... اگر غصب شدہ زمین پر غاصب نے عمارت تعمیر کر لی (جیسا کہ اس پلاٹ پر قبریں کھڑی کر دی ہیں) یا باغ لگا دیا تو وہ عمارت منہدم کرے اور درخت کاٹ لے اور زمین کو اسی حالت پر درست کر کے واپس کرے، جیسا کہ پہلے تھی۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری، باب الخطبه ایام منی، ج: ۱، ص: ۳۳۴.

❷ صحیح بخاری، مشکوۃ، ص: ۲۵۴ ـ باب الغصب والعاریة.

❸ سنن ابی داؤد، سنن دار قطنی، مشکوۃ، ص: ۲۵۵.

❹ میری رائے یہ ہے کہ مسلمان مدفون مردوں کے احترام کے پیش نظر قبریں نہ اکھاڑی جائیں اور زمین کے مالک کو بازار کی ویلیو کے مطابق قیمت ادا کر دی جائے اور مالک زمین کو بھی مردوں کے احترام کے پیش نظر قیمت وصول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب (۱):...... مندرہ بالا احادیث وقرآن سے ثابت ہوا کہ کسی شہری یا دیہاتی کی ملکیتی زمین رہائشی ہو یا زرعی پر غاصبانہ قبضہ ظلم صریح، گناہ کبیرہ اور قوانین اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ لہٰذا غصب شدہ پلاٹ کو قبرستان میں تبدیل کرنا شرعاً ہرگز جائز نہیں۔

جواب (۲):...... غیر مسلم خواہ عیسائی ہو یا ہندو، یہودی یا مرزائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ہرگز جائز نہیں۔ جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

((اِنَّـهٗ دُفِنَ اِمْرَأَةٌ نَصْرَانِيَّةٌ فِيْ بَطْنِهَا وَلَدٌ مُسْلِمٌ فِيْ مَقْبَرَةٍ لَيْسَتْ بِمَقْبُرَةِ النَّصَارٰى وَلَا الْمُسْلِمِيْنَ.)) [1]

''ایک نصرانی عورت جس کے بطن میں اس کے مسلمان شوہر کے نطفہ سے مسلمان بچہ تھا کو ایسے مقبرہ میں دفن کیا گیا جو نہ تو عیسائیوں کا قبرستان تھا اور نہ مسلمانوں کا قبرستان تھا۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے:

((اِخْتَارَ هٰذَا الْاِمَامُ اَحْمَدُ لِاَنَّهَا كَافِرَةٌ لَا تُدْفَنُ فِيْ مَقْبَرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَتَاَذُّوْا بِعَذَابِهَا وَلَا فِيْ مَقْبَرَةِ الْكُفَّارِ لِاَنَّ وَلَدَهَا مُسْلِمًا فَيَتَاَذّٰى بِعَذَابِهِمْ.)) [2]

''امام احمد رحمہ اللہ نے یہ رائے اس لیے اختیار فرمائی ہے کہ غیر مسلم میت کو اگر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا تو اس کے عذاب کی وجہ سے مسلمان مقبورین کو ایذاء پہنچتی اور اگر اس عورت کو کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا تو اس کے پیٹ میں مسلم بچے کو کافروں کے عذاب سے ایذا پہنچتی۔''

بہر کیف اس روایت سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو مسلم مقبرہ میں دفن کرنا جائز نہیں۔ مزید یہ کہ غیر مسلم زندہ انسان کو السلام علیکم ابتداءً کہنا جائز نہیں اور اس کے احترام میں راستہ چھوڑنا

---

[1] فقه السنه، ص: ۱، ص: ٤٧١.
[2] فقه السنه، ج: ۱، ص: ٤٧١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں۔ بلکہ اس کو احساس دلانے کے لیے اس کا راستہ تنگ کرنا چاہیے۔ جیسا کہ یہ مسئلہ احادیث میں مصرح ہے کہ اس طرح اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اسی طرح مسلم مقبرہ میں اس کو دفن کرنا اس کو ایک اعزاز دینا ہے۔ مزید یہ کہ مسلمان میتوں کے لیے استغفار کا حکم ہے۔ جبکہ غیر مسلم کو آگ کی بشارت دینے کا حکم ہے۔ (طبرانی)

ان وجوہات کی بنیاد پر غیر مسلم کو خواہ وہ عیسائی ہی کیوں نہ ہو مسلم مقبرہ میں دفن کرنا ہرگز جائز نہیں۔

جواب (۳):...... ایسے افراد کے لیے شرعی سزا متعین اور مقرر نہیں۔ مجاز عدالت بطور تعزیر اپنی صوابدید کے مطابق مناسب سزا تجویز کر سکتی ہے۔ یہ مجاز مسلم عدالت کا منصب ہے مفتی کا نہیں۔

جواب (۴):...... مالک کو اس کی زمین یا اس کی رائج الوقت قیمت ضرور ملنی چاہیے اور مسلم مجاز عدالت کا فرض ہے کہ اس مظلوم مالک کی مدد کرے۔

جواب (۵):...... کسی کے ذاتی پلاٹ کو اس کی رضا مندی کے بغیر قبرستان میں تبدیل کرنا شرعاً قطعاً جائز نہیں، یہ سراسر ظلم اور غصب ہے۔

جواب (۶):...... مسجد نبوی ﷺ مشرکین کی قبریں اکھاڑ کر تعمیر کی گئی تھی۔ رہا مسلمان میت کی قبر کو اکھاڑنا تو یہ عام حالات میں جائز نہیں۔ تاہم فقہاء اسلام نے سخت ضرورت کی بنیاد پر مسلمان کی قبر کو اکھاڑنا جائز قرار دیا ہے۔ لیکن زیر بحث قبروں کے بارے عدالت جو فیصلہ کرے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ورنہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا بذات خود جرم ہے۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب۔

قبر لحد سنت ہے:

قبر دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک شق جو قبر کا سینہ چیر کر درمیان میں بنائی جاتی ہے، اور قبر کے مغربی حصے کے نیچے اسامی کھودنے کو لحد کہتے ہیں۔ اگرچہ شق بھی جائز ہے مگر لحد مسنون ہے۔ تاہم سیم زدہ علاقوں میں شق زیادہ مناسب ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پختہ قبر بنانا جائز نہیں:

((عَنْ اَبِی الْهَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ لَا تَدَعْ تِمْثَا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهٗ .)) [1]

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو الھیاج الاسدی کو کہا کہ کیا میں تجھے اس کارنامہ کو سر انجام دینے کے لیے نہ بھیجوں کہ جس کارنامہ کی تکمیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ فرمایا تھا، کہ کوئی مورتی مٹائے بغیر اور کوئی اونچی قبر ڈھائے بغیر مت چھوڑنا۔''

دوسری حدیث کے مطابق سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمام مورتیوں اور پکی قبروں کو مسمار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفصل رپورٹ دیتے ہوئے کہا:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَدَعْ بِهَا وَثَنًا اِلَّا کَسَرْتُهٗ وَلَا قَبْرًا اِلَّا سَوَّیْتُهٗ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَخْتُهَا .))

''کہ آقا میں تمام بت توڑ آیا ہوں اور تمام قبریں زمین کے ساتھ ہموار کر آیا ہوں اور سب تصویریں پھاڑ آیا ہوں۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رپورٹ سن کر فرمایا:

((مَنْ عَادَ اِلٰی صَنْعَةِ شَیْءٍ مِنْ هٰذَا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم .)) [2]

''سنو جو شخص ان کاموں میں سے کوئی ایک کام کرے گا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ اختلاف کیا۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْخٌ لَنَا یَرْفَعُهٗ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ

[1] صحیح مسلم، ص: ۳۱۲، ج: ۱.
[2] مسند احمد، ص ترغیب، ص: ۴۴، ج: ۴.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نَهٰى عَنْ تَرْبِيْعِ الْقُبُوْرِ وَتَجْصِيْصِهَا .)) ❶

”امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ایک شخص کے حوالے سے ایک مرفوع حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چار کونہ اور پکی بنانے سے منع فرمایا ہے۔“

امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((نَكْرَهُ اَنْ يُّجَصَّصَ اَوْ يطَيَّنَ اَوْ يُجْعَلَ عِنْدَهٗ مَسْجِدًا اَوْ عَلَمًا اَوْ يُكْتَبَ وَيكْرَهُ الْاٰجَرَ اِنَّهٗ نَهٰى عَنْ تَرْبِيْعِ الْقُبُوْرِ وَتَجْصِيْصِهَا قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ .)) ❷

”قبر کو چونا گچ کرنا۔ اس کی لپائی کرنا یا اس کے پاس مسجد بنانا، نشان لگانا اور اس پر کچھ لکھنا اور اس کو چوسر بنانا منع ہے۔ ہمارا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔“

فقیہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((وَيُكْرَهُ اَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ اَوْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ اَوْ يُنَامَ عَلَيْهِ اَوْ يُعْلَمَ بِعَلَامَةٍ مِنْ كِتَابَةٍ وَنَحْوِهٖ لِحَدِيْثِ جَابِرٍ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَهٰى اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ اَوْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّبْنٰى وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهِ)) ❸

”قبر پر عمارت بنانا، اس پر بیٹھنا، اس پر نیند کرنا یا کتبہ وغیرہ کے ساتھ نشان لگانا وغیرہ سب حرام ہے۔ جیسے کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبر کو چونا گچ کرنا، اس پر بیٹھنا، عمارت کھڑی کرنا اور کتبہ لگانا منع ہے۔“

اب ان دلائل کے باوجود پکی قبریں اور ان پر عمارتیں بنانا کیا اسلام کے اُصولوں کے مطابق قرار دیا جائے گا؟

---

❶ کتاب الاثار امام محمد، ص: ٤٢۔ ❷ کتاب الآثار امام محمد، ص: ٤٢.

❸ تبیین الحقائق، ص: ٢٤٦، ج: ١۔ علامہ فخر الدین عثمان زیلعی حنفی.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پکی قبر خلاف شریعت کام ہے

سوال:......کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:

(۱)...... ایک آدمی کا تابوت انگلینڈ سے لایا گیا اس میت کے پیر صاحب نے اس تابوت کو کھولا اور اپنا کلہ اس میت کے سر پر رکھا، اور پھر اپنی پہنی ہوئی شلوار اس کو پہنائی، حالانکہ کفن پہنایا ہوا تھا۔

(۲)...... پھر اس تابوت کو زمین میں قبر کھود کر دفنانے کی بجائے زمین کے اوپر سیمنٹ اور کنکریٹ ڈال کر اسی کے اوپر رکھ دیا گیا، اور اس کے چاروں طرف پکی اینٹوں کی دیوار بنا دی گئی۔

شرعی لحاظ سے کیا ایسی قبر بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳)...... اگر اس قبر کو جو اوپر بیان کی گئی ہے کوئی گرا دے یا مسمار کر دے۔ کیا شرعی لحاظ سے اس پر کوئی گناہ تو لازم نہیں؟

ان تمام باتوں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دے کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

(سائل: فرمان شاہ اٹک)

الجواب بعون الوھاب: (۱)...... میت کے تابوت کو بلا ضرورت خاصہ کھولنا اور پھر مکفن میت کے سر پر کلہ رکھنا اور شلوار پہنانا یہ دونوں باتیں کتاب وسنت اور فقہ حنفی اور تعامل امت کے سراسر خلاف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے پیر صاحب نے یہ دونوں کام اپنی بزرگی کے اظہار کے لیے کیے ہیں یا پھر یہ جتلانے کے لیے کہ میرے یہ کپڑے بڑے متبرک اور مقدس ہیں۔ ان کی وجہ سے میت کو قبر میں سہولت اور سوال و جواب میں آسانی رہے گی۔ حالانکہ خود

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پیر صاحب کو اپنے انجام کا کوئی علم نہیں۔ کیونکہ قبر میں سوائے اپنے نیک اعمال کے کوئی دوسری چیز کام نہیں آئے گی۔

صحیح بخاری میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

((فَاِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهُ .)) [1]

''میت کا نیک عمل ہی اس پر سایہ کرے گا۔''

پیر صاحب کا یہ عمل خلاف سنت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیاں، تین بیٹے اور آپ کی چہیتی بیوی خاتون جنت ام المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حمزہ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وغیرھم جیسے جان نثار اور مخلص صحابہ رضی اللہ عنہم فوت ہوئے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کے سر پر اپنی دستار مبارکہ رکھی اور نہ کسی دوسرے فوت شدہ صحابی کے سر پر رکھی اور نہ کسی کو اپنا تہبند ہی پہنایا۔۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ اور آپ کا تہبند پیر صاحب کے عمامہ اور شلوار سے کہیں زیادہ متبرک اور مقدس تھے۔

لہٰذا پیر کا یہ فعل خودنمائی ہی کے زمرہ میں آتا ہے جو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بہرکیف پیر صاحب کا یہ فعل قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہے۔

(۲)...... زمین میں گڑھا کھود کر اس کے مغربی کنارہ کے نیچے لحد تیار کر کے اس میں میت کو دفن کرنا سنت ہے، جیسا کہ صحاح ستہ اور فقہ حنفی کی کتب میں صراحت ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح بخاری باب اللحد والشق، ج: ۱، ص: ۱۸۰ قبر لحد یا پھر قبر صندوقی (شق) ہونا چاہیے جو گڑھے کے وسط میں بنائی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللَّحْدُ لَنَا وَالشِّقُّ لِغَيْرِنَا .))

''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔''

[1] صحیح بخاری، باب الجرید علی القبر، ج: ۱، ص: ۱۸۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور ہدایہ اولین ص ۱۸۲ میں ہے:

((وَيُلْحَدُ لِقَوْلِهِ ﷺ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشِّقُّ لِغَيْرِنَا وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ مِمَّا يَلِي الْكَعْبَةَ .))

احناف کی اس معتبر کتاب (ہدایہ) سے ثابت ہوا لحد سنت ہے اور میت کو قبلہ کی جانب سے لحد میں اتارا جائے، یدخل کا معنی داخل کیا جائے یا اتارا جائے نہ یہ کہ میت کے تابوت کو زمین کی سطح پر رکھ کر اس کے اوپر قبر بنائی جائے۔ معلوم ہوتا ہے یہ پیر صاحب قرآن و حدیث، حنفی فقہ اور تعامل امت کے متعلق کچھ بھی علم نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی ہدایت کی دُعا ہی کی جاسکتی ہے۔

پکی قبر بنانا اسلام کے خلاف ہے

کنکریٹ اور سیمنٹ سے قبر بنانا بدعت، کبیرہ گناہ بلکہ اسلام کے خلاف ہے۔ حضرت ابوالہیاج الاسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((قَالَ لِي عَلِيٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا تَدَعْ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ .)) ❶

”کہ مجھے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو اس کام کو کرنے کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا؟ کہ کوئی مورتی مٹائے بغیر اور کوئی اونچی قبر گرائے بغیر نہ چھوڑنا۔“

دوسری روایت کے مطابق جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے تمام مورتیوں اور قبروں کو مسمار کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفصل رپورٹ پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ اِلَى صَنْعَةِ شَيْءٍ مِنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ .)) ❷

❶ صحيح مسلم، ج: ١ـ ومشكوة، ص: ١٤٨.

❷ مسند احمد بحواله الترغيب والترهيب، ج: ٤، ص: ٤٤.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! لوگوں میں سے جو شخص اونچی اور پکی قبر بنائے گا تو اس نے محمد ﷺ کی شریعت کی خلاف ورزی کی۔“

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ پکی قبر بنانا خلاف شریعت فعل ہے۔ اب چند حنفی فتاویٰ بھی پڑھ لیجیے:

۱۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْخٌ لَنَا یَرْفَعُهٗ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ اِنَّهٗ نَهٰی عَنْ تَرْبِیْعِ الْقُبُوْرِ وَتَجْصِیْصِهَا .)) ❶

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چوسر قبر اور اس کو پکی بنانے سے منع فرمایا ہے۔“

۲۔ مفتی قاضی خاں حنفی کا فتویٰ:

((رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ قَالَ وَلَا یُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلَا یُرْفَعُ عَلَیْهِ بِنَاءٌ .)) ❷

”حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ قبر کو نہ چونا گچ کیا جائے اور نہ اس پر عمارت کھڑی کی جائے۔“

۳۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((نَکْرَهُ اَنْ یُّجَصَّصَ اَوْ یُطَیَّنَ اَوْ یُجْعَلَ عِنْدَهٗ مَسْجِدٌ اَوْ عَلَمٌ اَوْ یُکْتَبَ وَیُکْرَهُ الْاٰجُرُ اِنَّهٗ نَهٰی عَنْ تَرْبِیْعِ الْقُبُوْرِ وَتَجْصِیْصِهَا قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ .)) ❸

قبر کو چونا گچ کرنا (پکی قبر بنانا) اس کی لپائی کرنا۔ اس کے پاس مسجد تعمیر کرنا، اس پر نشان کھڑا کرنا، اس پر کتبہ لگانا پکی اینٹ لگانا اور اس کو چوسر بنانا وغیرہ

❶ کتاب الآثار امام محمد، ص: ٤٦۔ فتاویٰ شامی حنفی، ج: ١، ص: ٦٠١۔ وفتح القدیر شرح هدایة، ج: ٢، ص: ٢١.

❷ فتاویٰ قاضی خاں، ص: ١٩٤، ج: ١. ❸ کتاب الآثار امام محمد، ص: ٤٢.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

سب باتیں منع اور نا جائز ہیں۔ ہمارا یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔"

۴۔ فقیہ فخر الدین عثمان زیلعی حنفی کا فتویٰ:

((وَيُكْرَهُ اَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ اَوْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ اَوْ يُنَامَ عَلَيْهِ اَوْ يُعْلَمَ بِعَلَامَةٍ مِنْ كِتَابَةٍ وَنَحْوِهٖ لِحَدِيْثِ جَابِرٍ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَهٰى اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ اَوْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّبْنٰى وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهِ .)) ❶

"قبر پر عمارت بنانا اس پر بیٹھنا، اس پر نیند کرنا یا کتبہ وغیرہ کے ساتھ نشان لگانا وغیرہ سب حرام ہے۔ جیسے کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبر کو چونا گچ کرنا، اس پر بیٹھنا، عمارت کھڑی کرنا اور کتبہ لگانا منع ہے۔"

۵۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

یہ فتاویٰ ملا نظام کی سربراہی میں پانچ صد حنفی مفتیوں کا مصدقہ فتاویٰ ہے:

((يُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُرَبَّعُ وَلَا يُجَصَّصُ كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ وَيُكْرَهُ اَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ مَسْجِدٌ اَوْ غَيْرُهٗ .)) ❷

"قبر کوہان نما بنائی جائے، چوسرنہ بنائی جائے اور نہ اس کو چونے کے ساتھ پختہ بنایا جائے اور نہ اس پر مسجد وغیرہ تعمیر کی جائے۔"

۶۔ قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی کی فتویٰ:

آنچہ برقبور اولیاء عمارت ہائے رفیع بنامی کنند و چراغاں روشن مے کنند و ازیں قبیل ہر چہ میکند حرام است یا مکروہ۔ (ملا لا بدمنہ، ص:۷۲)

قبروں پر جو فلک بوس مقبرے بنائے جاتے ہیں اور چراغ روشن کیے جاتے ہیں اور اس

---

❶ تبيين الحقائق، ج: ۱، ص: ۲٤٦.

❷ عالمگیری، ج: ۱، ص: ۱٦٦.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قسم کی دوسری خرافات وغیرہ یہ سب حرام ہیں۔

(۷) فقہ حنفی کی مشہور اور متداول آخری درسی کتاب ہدایہ ج: ۱، ص: ۱۷۳ میں ایک بالشت سے اونچی اور پکی قبر بنانے کو بھی ناجائز لکھا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مندرجہ بالا احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہوا کہ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں پکی قبر بنانے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں لہٰذا امام ابوحنیفہ، امام محمد اور دیگر اکابر مفتیان احناف کے مذکورہ بالا فتاویٰ کے مطابق قبر کو زمین کی سطح پر بنانا۔ اس کو پختہ بنانا کنکریٹ اور سیمنٹ کے ساتھ تعمیر کرنا اور بالشت سے زیادہ اونچی بنانا سب حرام چیزیں ہیں۔

لہٰذا اس نام نہاد پیر کے مذکورہ تینوں کام خلاف سنت اور حرام ہیں، نیز اسلامی تعلیمات سے اس کی جہالت کا آئینہ دار ہیں۔

قبر کی اونچائی:

قبر کو زمین سے ایک بالشت سے زیادہ اونچا نہ کیا جائے۔ زمین سے ہموار بھی نہ رہے تاکہ پہچان رہے اور حفاظت رہے، توہین نہ ہو۔ دلیل یہ ہے:

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُلْحِدَ لَهٗ لَحْدٌ وَنُصِبَ عَلَیْهِ اللَّبِنُ نَصْبًا وَرُفِعَ قَبْرُهٗ مِنَ الْاَرْضِ نَحْوًا مِنْ شِبْرٍ .)) [1]

نبی کریم ﷺ کے لیے لحد تیار کی گئی۔ اس پر کچی اینٹیں لگائی گئیں اور زمین سے ایک بالشت کے برابر آپ ﷺ کی قبر شریف اونچی کی گئی۔“

میت کو قبر میں کس طرح داخل کیا جائے؟

میت کو قبر کے پائنتی کی طرف سے داخل کرنا مسنون ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں ابو اسحاق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے میت کو قبر کے پائتانے سے قبر میں داخل کیا اور کہا کہ اس طرح قبر میں میت کو اتارنا سنت ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ

[1] صحیح ابن حبان، سنن البیهقی، ج: ۳، ص: ۴۱۰۔ سند قابل اعتماد ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کیا جائے۔

لحد میں داخل کرتے وقت:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مردے کو قبر میں اتارو تو ((بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ .)) پڑھو اور ایک روایت میں: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ .)) بھی آیا ہے۔ ❶

مٹی ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ پڑھنا:

احادیث شریفہ کے مطابق سر کی طرف کھڑے ہو کر تین مٹھی مٹی قبر پر ڈالنا سنت ہے۔ سبل السلام۔ علماء حنفیہ نے لکھا ہے کہ قبر میں مٹی کی پہلی مٹھی ڈالتے وقت ((مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ .)) اور دوسری مٹھی پر ((وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ .)) اور تیسری مٹھی کے وقت ((وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى .)) پڑھنا مستحب ہے۔ ❷

لیکن جناب ملا علی قاری نے اس تقسیم کا جس ضعیف حدیث سے استدلال کیا ہے، اس میں ترتیب و تقسیم کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر ذکر بھی ہوتا تو تب بھی اس حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس حدیث کا ایک راوی عبداللہ بن زحر سخت ضعیف بلکہ اثبات (ثقہ راویوں) سے موضوع احادیث روایت کیا کرتا تھا اور اور دوسرا ابن جدعان متکلم فیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ضعیف روایت فضائل اعمال میں بھی مقبول نہیں ہوتی۔ فتدبر

دفن کے بعد دعا:

میت کو دفن کر چکنے کے بعد اس کے حق میں حساب کی آسانی اور ثابت قدمی کے لیے اجتماعی صورت میں دعا کرنا سنت ہے۔ حدیث میں ہے:

((عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَإِنَّهُ

---

❶ عن المعبود، ص: ۲۰۶، ج: ۱.

❷ مرقات المفاتيح، ص: ۷۶، ج: ٤ـ طبع ملتان.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اْلآنَ يُسْئَلُ .)) ❶

”جب رسول اللہ ﷺ میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو اس قبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیتے کہ اپنے بھائی کے لیے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اب اس کا حساب ہو رہا ہے۔“

مروجہ تلقین ناجائز ہے:

آج کل یہ رواج عام ہو رہا ہے کہ قبر مکمل کرنے کے بعد میت کو کلمہ شہادت اور سوال و جواب کے بارے میں تلقین کی جاتی ہے۔ اہل حدیث کی طرح علماء احناف کے نزدیک بھی یہ تلقین بدعت ہے۔

علامہ عثمان زیلعی حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((”تلقین الشھادۃ“ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقِّنُوْا مَوْتٰكُمْ شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْمُرَادُ مَنْ قَرُبَ الْمَوْتَ...... اِخْتَلَفُوْا فِیْ تَلْقِيْنِهٖ بَعْدَ الْمَوْتِ فَقِيْلَ يُلَقَّنُ وَالظَّاهِرُ مَارَوَيْنَا .)) ❷

حدیث میں جس تلقین کا حکم ہے اس سے مراد قریب الموت آدمی کو کلمہ شہادت کی تلقین مراد ہے اور یہی صحیح ہے۔ موت کے بعد تلقین ثابت نہیں۔

پانچ صد حنفی فقہاء کا متفقہ فتویٰ:

((اَمَّا بَعْدَ الْمَوْتِ فَلَا يُلَقَّنُ عِنْدَنَا لِظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَذَا فِی الْعَيْنِیْ شرح هدايه ومعراج الدرايه .)) ❸

ظاہر روایت کے مطابق موت (دفن) کے بعد تلقین (منکر و نکیر کے جوابات کی یاد دہانی) جائز نہیں۔

شاہ اسحاق کا فتویٰ:

”امام تلقین میت بعد از موت پس دراں اقاویل علماء است در ظاهر

❶ رواه ابو داؤد بحواله مشكوة باب اثبات عذاب القبر.

❷ تبيين الحقائق، ص: ۲۳۷، ج: ۱. ❸ فتاوی عالمگیری، ص: ۱۵۷، ج: ۱.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

روایت آں است کہ تلقین نہ کنند۔" ❶

موت کے بعد تلقین میت کے متعلق علماء نے قیل قال کی ہے مگر ظاہر روایت کے مطابق موت کے بعد تلقین منع ہے۔

اعتراض:...... امام طبرانی رحمہ اللہ نے سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

((فَلْيَقُلْ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنَّكَ رَضِيْتَ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا بِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا .)) ❷

اس حدیث سے تلقین بعد دفن میت مسنون ثابت ہوتی ہے۔

جواب:...... یہ روایت ضعیف ہے بلکہ بعض موضوع کہتے ہیں۔

((فَهٰذَا حَدِيْثٌ لَا يَصِحُّ رَفْعُهٗ .)) ❸

یہ حدیث مرفوع ثابت نہیں۔

((قَالَ الْهَيْثَمِیْ بَعْدَ سِيَاقِهٖ مَا لَفْظُهٗ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِيْرِ وَفِیْ اِسْنَادِهٖ جَمَاعَةٌ لَمْ اَعْرِفْهُمْ وَفِیْ هَامِشِهٖ فِيْهِ عَاصِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ضَعِيْفٌ حَدِيْثُ التَّلْقِيْنِ لَا يَشُكُّ اَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيْثِ فِیْ وَضْعِهٖ .)) ❹

اس حدیث کی سند کے اکثر راوی مجہول ہیں۔ تلقین کی یہ حدیث محدثین کے نزدیک بلا ریب موضوع اور جعلی ہے۔

قبر پر اذان بدعت ہے:

اذان بلاشبہ توحید کا مرقع اور اسلام کا شعار ہے۔ لیکن قبر پر بعد دفن میت کے اذان دینا بدعت ہے اور خود مفتیان احناف نے قبر پر اذان کو بدعت لکھا ہے۔

---

❶ مسائل اربعین، ص: ۴۱۔
❷ زاد المعاد، ص: ۱۴۵، ج: ۱۔
❸ زاد المعاد، ص: ۱۴۵، ج: ۱۔
❹ سبل السلام، ص: ۱۱۳، ج: ۱۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علامہ کمال ابن الہمام حنفی کا فتویٰ:

((وَيُكْرَهُ عِنْدَ الْقَبْرِ كُلُّ مَالَمْ يُعْهَدُ مِنَ السُّنَّةِ الْمَعْهُوْدِ مِنْهَا لَيْسَ اِلَّا زِيَارَتُهَا وَالدُّعَاءُ عِنْدَهَا قَائِمًا كَمَا كَانَ يَفْعَلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْبَقِيْعِ .)) ❶

''قبر کے پاس ہر وہ چیز مکروہ ہے جو سنت سے ثابت نہ ہو اور سنت سے ثابت صرف یہ ہے کہ قبر کی زیارت کی جائے اور کھڑے ہو کر قبر والے کے حق میں دعاء خیر کی جائے۔ جیسے آپ ﷺ بقیع میں دعا کرتے تھے۔''

علامہ ابن عابدین شامی کا فتویٰ:

((وَفِي الْاِقْتِصَارِ عَلٰى مَا ذُكِرَ مِنَ الْوَارِدِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّهُ لَا يُسَنُّ الْاَذَانُ عِنْدَ اِدْخَالِ الْمَيِّتِ فِيْ قَبْرِهٖ كَمَا هُوَا الْمُعْتَادُ الْاٰنَ وَقَدْ صَرَّحَ ابْنُ حَجَرٍ فِيْ فَتَاوَاهُ بِاَنَّهُ بِدْعَةٌ وَقَالَ مَنْ ظَنَّ اَنَّهُ سُنَّةٌ قِيَاسًا عَنْ نُدْبِهَا لِلْمُوْلُوْدِ اِلْحَاقًا لِخَاتَمَةِ الْاَمْرِ بِابْتِدَائِهٖ فَلَمْ يُصِبْ وَقَدْ صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَاءِ نَا وَغَيْرِهِمْ بِكَرَاهَةِ الْمُصَافَحَةِ الْمُعْتَادَةِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ مَعَ اَنَّ الْمُصَافَحَةَ سُنَّةٌ وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِكَوْنِهَا لَمْ تُؤْثَرْ فِيْ خُصُوْصِ هٰذَا الْمَوْضِعِ .)) ❷

یعنی زیارت اور دعا پر اکتفا کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنا جیسا کہ آج کل یہ رواج چل نکلا ہے مسنون نہیں اور ابن حجر (مکی) نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے کہ یہ اذان خلاف سنت ہے اور جس نے خاتمہ کو پیدائش کے ساتھ ملحق کرتے ہوئے اس اذان کو پیدائش والی اذان پر قیاس کیا ہے، اس نے ٹھوکر کھائی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری:

((وَيُكْرَهُ عِنْدَ الْقَبْرِ مَالَمْ يُعْهَدْ مِنَ السُّنَّةِ وَالْمَعْهُوْدُ مِنْهَا لَيْسَ

❶ فتح القدیر، ص: ۴۷۳، ج: ۱۔ البحر الرائق، ص: ۱۹۶، ج: ۲.

❷ رد المختار، ص: ۸۳۷، ج: ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱۴۵۔ احسن الفتاویٰ، ص: ۱۱۸.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا زِیَارَتُهَا وَالدُّعَاءُ عِنْدَهٗ قَائِمًا كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .)) ❶

”قبر کے پاس ہر وہ چیز مکروہ ہے جو سنت سے ثابت نہ ہو اور سنت سے ثابت صرف یہ ہے کہ قبر کی زیارت کی جائے اور کھڑے ہو کر قبر والے کے حق میں دعا خیر کی جائے جیسے آپ جنت البقیع جا کر دعا کرتے تھے۔“

مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا فتویٰ:

درر بحار میں ہے:

((مِنَ الْبِدَعِ الَّتِيْ شَاعَتْ فِيْ بِلَادِ الْهِنْدِ الْاَذَانُ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ .)) ❷

”ہندوستان کی مروجہ شریعت کی خلاف ورزیوں میں سے ایک خلاف ورزی یہ بھی ہے کہ دفن کے بعد قبر پر اذان دی جاتی ہے۔“

مغالطہ: ...... چونکہ بقول حکیم ترمذی (صاحب نوادر الاصول) قبر میں حساب و کتاب کے وقت شیطان آ کر کہتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ: شیطان اذان سے بھاگتا ہے۔ تو یہ اذان خاص احادیث سے مستنبط بلکہ عین ارشاد شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد و اعانت ہوئی۔ ❸

جواب: ......موت واقع ہو جاتے ہی انسان تکلیفی ذمہ داریوں سے فارغ ہو چکتا ہے۔ لہٰذا قبر میں شیطان کے بہکانے کی کیا تک ہے۔

دوسرا مغالطہ: ...... مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں بعد دفن ذکر اللہ تسبیح و تکبیر حضور علیہ السلام سے ثابت ہے اور جس کی اصل ثابت ہو وہ سنت ہے اس پر زیادتی کرنا منع نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ حج میں تلبیہ کے جو الفاظ حدیث سے منقول ہیں ان میں کمی نہ کرے اگر

---

❶ فتاویٰ عالمگیریہ، ص: ۱٦٦، ج: ۱۔ ماۃ مسائل، ص: ۳۳.

❷ فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۱٤٥.

❸ ایذان الاجر فاضل بریلوی، ص: ۳.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کچھ بڑھا دے تو جائز ہے۔ ❶

جواب:.......شرعی امور میں اپنی صوابدید کے مطابق ترمیم اور اضافہ جسارت ہے، اگر قبر پر اذان جائز ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کا رواج ضرور ہوتا۔ تلبیہ میں اضافے کی بنیاد سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث پر ہے۔

((وَالنَّاسُ يَزِيْدُوْنَ لَبَّيْكَ ذِي الْمَعَارِجِ وَنَحْوِهِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَسْمَعُ فَلَا يَقُوْلُ لَهُمْ شَيْئًا .)) ❷

''لوگوں نے (لبيك ذي المعارج) اور ایسے دوسرے کلمات تلبیہ میں زیادہ کر لیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کلمات کو سنا اور کچھ نہ کہا۔''

یعنی تلبیہ کے اندر اضافے کی بنیاد تقریری حدیث پر ہے اور تقریری حدیث حجت ہوتی ہے۔ لہٰذا احمد یار صاحب کا استدلال سراسر مردود ہے کیونکہ قبر پر اذان دینے کو تلبیہ کے اوپر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ مفتی صاحب اگر زندہ ہوتے تو ہم عرض کرتے ؏

تیری ہر ادا میں بل ہے تیری ہر نگاہ میں الجھن
میری آواز میں لیکن کوئی پیچ ہے نہ خم

اس سلسلے میں کچھ مغالطے اور بھی دیے گئے ہیں مگر وہ بھی کھینچ تان اور بے ثبوت امور پر مشتمل ہیں جو قابل ذکر نہیں ہیں۔

نماز ہول خلاف سنت ہے:

میت کے دفن کے بعد آنے والی پہلی رات میں میت کے لیے ایک نماز پڑھی جاتی ہے جسے صلوٰۃ ہول کہتے ہیں، اہل حدیث کے علاوہ خود مفتیان احناف نے بھی اس کو خلاف سنت اور نیا کام لکھا ہے۔

شاہ محمد اسحٰق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''خواندن نماز ہول در کتب حدیث وفقہ کہ معتبر ومضبوط انداز نظر نگذشتہ لیکن در

---

❶ جاء الحق، ص: ٣٤.
❷ عون المعبود، ص: ٩٩، ج: ٢.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وظائف ورسائل صوفیہ وبرائے تمسک روایات حدیث وفقہ کافی است وبر قول وفعل مشائخ صوفیہ فتویٰ جاری نمی شود، چنانچہ شیخ الاسلام در کشف الغطاء نوشتہ وعادت مشائخ است کہ ایں نماز را متصل دفن پیش از مرور شب اول برائے نجات میت از عذاب می خوانند وآں را صلوۃ الہول نامند۔'' ❶

''صلوٰۃ ہول کا پڑھنا معتبر کتب حدیث وفقہ سے اپنے دیکھنے میں نہیں آیا لیکن مشائخ صوفیہ کے بعض وظائف اور رسائل میں البتہ لکھا ہے سو ان کے قول اور فعل پر (شرعی) حکم جاری نہیں ہوتا۔ بلکہ شرعی احکام واعمال کے واسطے روایات حدیث وفقہ درکار ہیں، چنانچہ شیخ الاسلام نے کشف الغطاء میں لکھا ہے کہ عادت اور معمول مشائخ کا ہے اور اس نماز کو بعد دفن میت رات کو میت کی نجات کے واسطے پڑھتے ہیں اور اس کو صلوٰۃ الھول کہتے ہیں۔''

شاہ محمد اسحٰق کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ بلا دلیل شرعی کسی صوفی کا عمل اور ارشاد حجت نہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

مجدد الف ثانی کا قول فیصل:

''عمل صوفیہ در حل وحرمت سند نیست ہمیں بس است کہ ما ایشاں را معذور داریم وملامت نکنیم ومر ایشاں را بحق سبحانہ مفوض داریم، اینجا قول امام ابوحنیفہ وامام ابو یوسف وامام محمد معتبر است نہ عمل ابوبکر شبلی وابوحسین نوری وصوفیاں خام ایں وقت عمل پیران خود بہانہ ساختہ سرود ورقص را دین وملت خود گرفتہ اند وطاعت وعبادت ساختہ۔'' ﴿وَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا﴾ ❷

''صوفیوں کا عمل حلت وحرمت میں سند نہیں ہے، ہمیں یہی کافی ہے کہ ہم ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ اس جگہ امام ابوحنیفہ، امام

---

❶ اربعین مسائل، ص: ٤١.

❷ دفتر اول حصه، چهارم، ص: ١٣٦ _ مكتوب: ٢٦٦.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی اور ابوحسین نوری ایسے صوفیوں کا عمل۔ اس وقت کے صوفی اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ بنا کر رقص و سرود کو دین و مذہب اور اطاعت بنائے پھرتے ہیں۔ یہ آیت انہی لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے: ﴿وَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا﴾ ۔''

قبر پر قرآن خوانی، شیخ علی متقی حنفی کا فتویٰ:

قبر پر قرآن پڑھنا، پڑھوانا دونوں خلاف سنت ہیں اور فقہائے احناف نے شریعت کی اس خلاف ورزی کے ردّ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ بطور نمونہ از خروائے ملاحظہ فرمائیے:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے استاذ الاستاذ شیخ علی متقی رسالہ رد بدعات میں لکھتے ہیں:

((اَلْاَوَّلُ الْاِجْتِمَاعُ لِلْقُرْاٰنِ عَلَى الْمَيِّتِ بِالتَّخْصِيْصِ فِى الْمَقْبُرَةِ اَوِ الْمَسْجِدِ وَالْبَيْتِ بِدْعَةٌ مَذْمُوْمَةٌ .)) ❶

''میت پر قرآن پڑھنے کے لیے خاص طور پر جمع ہونا، قبر پر یا مسجد میں یا گھر میں شریعت کی سخت خلاف ورزی ہے۔''

شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''وعادت نبود کہ برائے میت جمع شوند وقرآن خوانند وختمات خوانند نہ برسر گور و نہ غیر آں وایں مجموع بدعت است۔'' ❷

''میت کے لیے جمع ہونا اور قرآن خوانی کرنا وختم خواہ قبر کے پاس ہو یا اور جگہ یہ سب خلاف شریعت کام ہیں۔''

شاہ اسحاق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((اِتِّخَاذُ الْقَارِيِّ عِنْدَ الْقَبْرِ بِدْعَةٌ وَلَا مَعْنٰى بِصِلَةِ الْقَارِىْ بِقِرَائَتِهٖ وَلَمْ يَفْعَلْهُ اَحَدٌ مِنَ الْخُلَفَآءِ وَالصَّحَابَةِ .)) ❸

❶ فتاویٰ نزیریہ، ص: ۷۱۷، ج: ۱.

❷ مدارج النبوۃ، ص: وفتاویٰ نزیریہ، ص: ۷۱۷، ج: ۱.

❸ اربعین مسائل: ۳۷.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”قرآنی خوانی کے لیے قبر کے پاس قاری بٹھانا شریعت کے خلاف فعل ہے، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے بھی ایسا نہیں کیا۔“

الشیخ محمد آفندی حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((اَوْ اِعْطَاءُ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةً لِمَنْ يَتْلُوا الْقُرْاٰنَ لِرُوْحِهٖ اَوْ يُسَبِّحُ اَوْ يُهَلِّلُ اَوْبِاَنْ يَبِيْتَ عِنْدَ قَبْرِهٖ رِجَالٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً اَوْ اَكْثَرَ اَوْ اَقَلَّ اَوْبِاَنَّ يُبْنٰى عَلٰى قَبْرِهٖ فَكُلُّ هٰذِهٖ بِدَعٌ مُنْكَرَاتٌ وَالْوَقْفُ وَالْوَصِيَّةُ بَاطِلَانِ وَالْمَاخُوْذُ مِنْهُمَا حَرَامٌ .)) [1]

”قرآن خوانی تسبیح وتہلیل کا ثواب حاصل کرنے کے لیے کسی حافظ کو چند ٹکے پیسے دے کر مقرر کرنا چالیس روز قبر کے پاس شب باشی پر کچھ نقدی دینا وغیرہ شرعاً سخت ناپسندیدہ کام ہیں اور اس طرح کی اجرت لینا دینا حرام ہے۔“

باین ہمہ تصریحات قبر پر قرآن خوانی کے جواز میں کچھ روایات اور آثار مع تبصرہ پیش خدمت ہیں:

دلیل اوّل:......علی بن موسیٰ الحداد کا بیان ہے کہ ایک جنازہ میں امام احمد بن حنبل اور محمد بن قدامہ الجوہری کے ہمراہ میں بھی شریک جنازہ تھا۔ میت کے دفن کے بعد ایک نابینا قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے قراۃ سے روکتے ہوئے فرمایا:

((هٰذِهِ الْقِرَاءَةُ عِنْدَ الْقَبْرِ بِدْعَةٌ .))

”اے فلاں قبر کے پاس قرأۃ بدعت ہے۔“

پھر جب امام احمد رحمہ اللہ بعد از دفن قبرستان سے باہر نکلے تو ابن قدامہ نے مبشر حلبی کے حوالے سے کہا کہ عبدالرحمٰن کے والد علاء نے اپنی موت کے وقت وصیت کی تھی کہ مجھے دفن کر کے میری قبر کے سرہانے سورۃ البقرہ کا شروع اور پائنتی کی طرف سورۃ البقرہ کا آخری رکوع پڑھا جائے اور کہا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہ وصیت کی تھی اس پر امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

[1] طريقه محمديه، ص: ٢١٦، آخری صفحه.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

((فَارْجِعْ وَقُلْ لِلرَّجُلِ يَقْرَأْ .))

''واپس جاؤ اور اس شخص سے کہو کہ وہ قرأۃ کرے۔''

جواب:...... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس قصہ کا ثبوت محل نظر ہے کیونکہ اس قصہ کی سند میں خلال کے استاد حسن بن احمد الوراق اور اس کا استاذ علی بن موسیٰ الحداد غیر معروف اور تیسرا راوی عبدالرحمٰن بن علاء مجہول ہے۔ بخلاف اس کے امام ابو داؤد کی منع والی روایت بالکل واضح ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت بھی ہوتی تو تب بھی جواز قرأۃ کی دلیل نہ بنتی۔ کیونکہ یہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے اور جواز کے ثبوت میں صحیح مرفوع حدیث درکار ہوتی ہے۔

دوسری دلیل:...... ابو محمد سمرقندی نے ''قُلْ هُوَاللّٰهُ'' کے فضائل میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ:

((مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ ثَوَابَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ عَدَدُ الْاَمْوَاتِ .))

''جو شخص قبرستان میں جائے اور وہاں گیارہ مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخش دے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔''

جواب:...... علماء حدیث نے اس روایت کو موضوع اور جعلی قرار دیا ہے:

((رَوَاهُ الْعُلَمَاءُ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ رَاجِعِ الْمِيزَانَ لِلذَّهْبِیِّ وَاللِّسَانِ لِلْحَافِظِ وَالسُّيُوْطِیُّ فِیْ ذَيْلِ الْاَحَادِيْثِ الْمَوْضُوْعَةِ .)) [1]

''حافظ ذہبی نے میزان میں، حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں اور حافظ سیوطی نے ذیل اللآلی المصنوعہ میں اس اثر کو موضوع قرار دیا ہے۔''

تیسری دلیل:...... حضرت شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((كَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ يَقْرَأُوْنَ

[1] حاشیہ احکام الجنازہ، ص: ۲۱۰.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

الْقُرْاٰنَ .)) ❶

’’صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ جب کوئی صحابی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر جا کر قرآن پڑھتے تھے۔‘‘

جواب:...... امام شعبی کا یہ اثر ان الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں، حافظ سیوطی نے اپنے رسالہ شرح الصدور میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

((كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَقْرَءُوْنَ سُوْرَةَ الْبَقَرِ عِنْدَ الْمَيِّتِ .)) ❷

اس اثر پر بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيْضِ اِذَا حَضَرَ کا ترجمہ قائم کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس اثر کا تعلق احضار (قریب الموت) کے وقت سے ہے۔

جواب ②:...... یہ اثر قابل حجت نہیں اس کی سند میں مجالد بن سعید نامی ضعیف راوی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((مُجَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عُمَيْرِ الْهَمْدَانِيُّ اَبُوْ عَمِرٍو الْكُوْفِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَ قَدْ تَغَيَّرَ فِيْ اٰخِرِ عُمُرِهٖ .)) ❸

’’ابو عمرو مجالد بن سعید الہمدانی الکوفی ضعیف راوی ہے اور آخر عمر میں حافظہ کھو بیٹھا تھا۔‘‘

سورۃ البقرۃ کا اوّل و آخر پڑھنا:

بعض حضرات قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اول سورۃ البقرۃ مُفْلِحُوْنَ تک اور پاؤں کی طرف سورۃ البقرۃ کا آخری رکوع پڑھتے ہیں اور اس کے جواز پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَرْفُوْعًا اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا

❶ مصنف ابن ابی شیبه : ٤/ ٧٤.

❷ مصنف ابن ابی شیبة : ٤/ ٧٤.

❸ تقریب، ص : ٣٢٨.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تَـجْلِسُوْهُ وَ اَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰی قَبْرِهٖ وَ لْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةَ الْبَقَرَةِ وَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ .)) ❶

''جب کوئی شخص مرجائے تو اسے روک نہ رکھو۔ اسے جلدی دفن کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے سرہانے سورۃ البقرۃ کا اول اَلْمُفْلِحُوْنَ تک اور پاؤں کی طرف سورۃ البقرۃ کی آخری آیت اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک پڑھنا چاہیے۔''

لیکن بقول علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے دو راوی یحیٰی بابلتی اور شیخ ایوب بن نہیک سخت ضعیف ہیں۔ ❷

تاہم امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ موقوف کو صحیح مانتے ہیں۔ ❸

ان آثار کے علاوہ اور بھی کچھ آثار ہیں جیسے کہ مرقاۃ میں مذکور ہیں مگر ملا علی قاری نے ان پر تبصرہ نہیں کیا۔ ❹

۷۰ یا ۴۰ قدم پر دعا کرنا شرعاً ہرگز ثابت نہیں:

چالیس قدم یا ستر قدم قبرستان سے باہر آکر دوبارہ اکٹھے دعا کرنا بدعت اور بے ثبوت امر ہے۔ اس کے متعلق حدیث گزر چکی ہے۔

((اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ وَ قَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَ اسْئَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْئَلُ .)) ❺

اس حدیث میں صرف قبر مکمل کرنے کے بعد دعا مانگنا سنت قرار دی گئی ہے اور ثابت قدمی کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر چالیس قدم یا ستر قدم پر دعا مانگنا مفید ہوتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو ترک نہ کرتے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم بھی فرماتے۔ لہٰذا

❶ مشكوة: ١/١٤٩.

❷ حاشية احكام الجنائز، ص: ١٣.

❸ مرعاة شرح مشكوة.

❹ ملاحظہ ہو: مرقاة شرح مشكوة: ٤/٨١-٨٢.

❺ مشكوة.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ یہ دعا ثابت نہیں ہے۔

علامہ شامی حنفی کا فتویٰ:

((اِذَا فَرَغَ وَ رَجَعَ النَّاسُ مِنَ الْقُبُوْرِ فَلْیَتَفَرَّقُوْا وَ یَشْتَغِلُ النَّاسُ بِاُمُوْرِھِمْ وَ صَاحِبُ الْبَیْتِ بِاَمْرِہٖ.)) [1]

''دفن سے فارغ ہوکر لوٹتے وقت لوگ متفرق ہوکر واپس آئیں اور اپنے اپنے کام میں لگ جائیں اور اہل میت کو بھی اپنے کام میں لگ جانا چاہیے۔''

شاہ محمد اسحاق کا فتویٰ:

''و باز گردیدن نزد قبر بشمار چہل قدم بعد از دفن ایں مسئلہ ہم در کتب حدیث و فقہ یافتہ نمی شود کہ برآں حکم امر و نہی جاری گردد و ظاہر از قسم بدعت باشد و از شارع تاکید شدید است کہ از امور منکر و بدعت پرہیز نمایند۔

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ.)) [2]

''قبر کے پاس سے چالیس قدم ہٹ کر پھر دعا کے لیے واپس لوٹنا حدیث یا فقہ کی کسی کتاب میں بھی نہیں آتا کہ اس پر جواز یا عدم جواز کا حکم لگایا جائے۔ تاہم بظاہر غیر شرعی فعل ہے۔ اور شارع علیہ السلام نے امور شرک اور شریعت کی خلاف ورزی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''جو شخص ہمارے اس دین کے کام میں کوئی بدعت نکالے گا تو وہ مردود ہوگی۔''

اسقاط:

بعض حلقوں نے یہ حیلہ تراش لیا ہے کہ میت کی طرف سے غلہ نمک، مرچ، گڑ اور چند

---

[1] رد المختار: ۱/۸۴۲.

[2] اربعین مسائل، ص: ۴۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قرآن شریف تقسیم کر دیئے جائیں کیونکہ ایسا کرنے سے میت کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ لیکن بقول علماء حنفیہ رسم اسقاط شریعت کے خلاف ہے۔

مفتی کفایت اللہ حنفی کا فتویٰ:

اوپر کے تمام بیان سے ثابت ہوا کہ اسقاط کا یہ طریقہ جو رسم نمبر ۵ میں بیان کیا گیا ہے کہ ساڑھے بارہ سیر گیہوں اور ایک قرآن مجید تمام فرائض و واجبات کے فدیہ میں دیتے ہیں، بے اصل اور ناجائز ہے، بے اصل ہونا تو اس لیے کہ اس خاص مقدار کے تمام فرائض و واجبات کی طرف سے کافی ہو جانے کے کوئی دلیل نہیں ہے اور ناجائز ہونا اس لیے کہ اس میں ساڑھے بارہ سیر کی تعیین ثابت نہیں ہے۔

اسقاط کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بعض مقامات سے لوگ کچھ غلہ فقیر کو یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ میت کے ذمہ جو گناہ تھے وہ تم نے اپنے اوپر لے لیے اور جاہل فقیر کہتا ہے کہ لے لیے اور وہ غلہ اس کو دے دیا جاتا ہے۔ یہ صورت تمام صورتوں سے بدتر ہے اور اس میں ڈر ہے کہ دینے والے اور لینے والوں کا ایمان ہی جاتا رہے کیونکہ یہ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ ''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' کے خلاف ہے۔ [1]

درمختار اور ردالمختار میں ہے:

((وَلَوْ قَضَاهَا وَرَثَتُهُ بِاَمْرِهٖ لَمْ یَجُزْ لِاَنَّهَا عِبَادَةٌ بَدَنِیَّةٌ بِخِلَافِ الْحَجِّ لِاَنَّهٗ یَقْبَلُ النِّیَابَةَ وَ فِیْهِ اَیْضًا وَ لَا فَدٰی عَنْ سَلَامَةٍ فِیْ مَرَضِهٖ لَا یَصِحُّ بِخِلَافِ الصَّوْمِ وَ فِیْهِ اَیْضًا وَ لَوْ فَدٰی عَنْ صَلَاتِهٖ فِیْ مَرَضِهٖ لَا یَصِحُّ بِخِلَافِ الصَّوْمِ اِنَّ الصَّلٰوةَ لَا تَسْقُطُ عَنِ الْمَیِّتِ بِذٰلِكَ وَ كَذَا الصَّوْمُ لَوْ صَامَ اَوْ صَلّٰی وَ جَعَلَ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِلْمَیِّتِ صَحَّ لِاَنَّهٗ یَصِحُّ اَنْ یَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَیْرِهٖ عِنْدَنَا قَوْلُهٗ .)) [2]

---

[1] دلائل الخیرات: ۱۸.　[2] الدر المختار.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

((لِاَنَّهٗ يَقْبَلُ النِّيَابَةَ لِاَنَّهٗ عِبَادَةٌ مُرَكَّبَةٌ مِنَ الْبَدَنِ وَ الْمَالِ فَاِنَّ الْعِبَادَةَ ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ: مَالِيَّةٌ وَ بَدَنِيَّةٌ وَ مُرَكَّبَةٌ مِنْهُمَا فَالْعِبَادَةُ الْمَالِيَّةُ كَالزَّكٰوةِ تَصِحُّ بِهَا النِّيَابَةُ مُطْلَقًا وَ الْمُرَكَّبَةُ مِنْهُمَا كَالْحَجِّ اِنْ كَانَ نَفْلًا تَصِحُّ فِيْهَا النِّيَابَةُ مُطْلَقًا وَ اِنْ كَانَ فَرْضًا لَا تَصِحُّ .)) ❶

''اس طرح میت سے نماز ساقط نہیں ہوئی اور ایسے ہی روزے کا حکم ہے۔ ہاں اگر ورثاء خود نماز پڑھیں اور روزہ رکھیں اور اس کا ثواب میت کو بخش دیں تو حنفیہ کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ آدمی اپنا عمل غیر کو ہبہ کر سکتا۔ عبادت تین قسم کی ہوتی ہے: مالی، بدنی اور مرکب۔ مالی عبادت مثلاً زکوۃ وغیر میں نیابت مطلقاً جائز ہے اور بدنی عبادت مثلاً نماز روزہ میں نیابت جائز نہیں ہے اور عبادت مرکب (مالی بدنی) مثلاً حج وغیرہ میں اگر نفل ہو تو نیابت جائز ہے اور فرض میں جائز نہیں۔''

علاوہ ازیں اسقاط کے ناجائز اور بے اصل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ .)) ❷

''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور وہ بات اہمیت کی حامل ہے جو دل کی گہرائی سے نکلتی ہو اور یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اسقاط میں جب قرآن مجید پھرایا جاتا ہے تو دل سے نیت بخشنے کی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اگر چکر پورا نہ ہو اور درمیان میں سے کوئی شخص لے کر رفو چکر ہو جاتا ہے اور کہے کہ جب مجھے بخش دیا گیا ہے تو میری مرضی کہ میں یہ ثواب کسی کو بخشوں تو

---

❶ فتاوی نذیریة: ۱/ ۲۰۱.

❷ صحیح مسلم۔ مشکوة، باب الریا و السمعة، فصل اول، ص: ٤٥٤.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسقاط کرنے والے اس کو برا منائیں گے بلکہ کہیں گے اسقاط نہیں ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ بخشا برائے نام ہے اور اللہ تعالیٰ کو ایک طرح کا دھوکہ دینا ہے۔

﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ﴾ (البقرة: ٩)

''فریب دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو اور مسلمانوں کو نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنی جانوں کو۔''

بہرحال اہل علم وفقہ کے نزدیک اسقاط ہر طرح سے ناجائز اور بے اصل ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور خود حنفی علماء نے بھی اس کو ناجائز بتایا ہے۔ واللہ اعلم

ایصال ثواب کے لیے دنوں کی تعیین:

میت کو ثواب پہنچانا ہر وقت اور ہر دن جائز ہے۔ جب بھی میت کے حق میں دعائے خیر کی جائے گی اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے گا۔ لیکن از خود ایصال ثواب کے لیے دنوں کو مقرر کرنا اور وقت کا تعین کرنا بدعت ہے۔ اکابر حنفیہ نے تعیین ایام کو خلاف سنت قرار دیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''انسان درکار خود مختار است میرسد کہ ثواب خود برائے بزرگان بایمان گردانند لیکن برائے ایں کار وقت و روز تعین نمودن و ماہے مقرر کردن بدعت است و ہر چیز یکہ برآں ترغیب صاحب شرع و تعین وقت نباشد آں فعل عبث، است و مخالف سنت سید الانام، و مخالفت سنت حرام است پس ہرگز روا نباشد اگر دلش خواہد مخفی خیرات کند در ہر روز یکہ باشد تا نمودنہ شود۔'' [1]

''انسان کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب بزرگان اہل ایمان کو پہنچا دے لیکن اس کام کے لیے کوئی وقت اور دن اور مہینہ مقرر کرنا شرعاً ثابت نہیں ہے اور جس چیز کے بارے میں صاحب شرع کی طرف سے ترغیب اور تعیین وقت کا ثبوت نہ

[1] فتاوی عزیزة: ١/٩٣.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہو وہ فعل عبث اور مخالف سنت ہے اور مخالفت سنت سید الانام حرام ہے۔ پس ہرگز جائز نہ ہو گا۔ ہاں اگر اس کا دل چاہے تو جس دن ہو سکے خفیہ خیرات کر دے مگر دن مقرر نہ کرے تاکہ ریا کاری سے محفوظ رہے۔''

اہل میت کا پھوڑ اور بھورا بچھانا:

تعزیت سنت ہے مگر پھوڑ چٹائیاں اور بھورے بچھا کر بیٹھنا شرع شریف کے خلاف اور بے اصل ہے۔ حدیث میں ہے:

((عَـنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ قَـالَ كُنَّا نَرَى الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَ صَنْعَةِ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ .))❶

اور مسند احمد بن حنبل میں یہ الفاظ ہیں:

((عَـنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ قَـالَ كُنَّا نَرَى الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَ صَنْعَةِ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهٖ مِنَ النِّيَاحَةِ .))❷

''سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی فرماتے ہیں کہ اہل میت کے ہاں جمع ہونا اور لوگوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا ہم لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) نوحہ سمجھتے تھے۔''

بہت سے فقہائے احناف کا فتویٰ:

((وَ فِـى الْاِمْـدَادِ قَـالَ كَثِيْرٌ مِّنْ مُتَأَخِّرِىْ اَئِمَّتِنَا يَكْرَهُ الْاِجْتِمَاعَ عِـنْدَ صَاحِبِ الْبَيْتِ وَ يَكْرَهُ لَهُ الْجُلُوْسَ فِىْ بَيْتِهٖ حَتّٰى يَأْتِىَ مَنْ يُـعَـزّٰى بَـلْ اِذَا فَـرَغَ وَ رَجَعَ النَّاسُ فَلْيَتَفَرَّقُوْا وَ يَشْتَغِلُ النَّاسُ بِاُمُوْرِهِمْ وَ صَاحِبُ الْبَيْتِ بِاَمْرِهٖ .))❸

''ہمارے بہت سے متاخرین حنفیہ نے کہا ہے کہ اہل میت کے ہاں تعزیت کے

---

❶ ابن ماجه: ١/١١٧.

❷ نيل الاوطار: ٤/١١٠.

❸ رد المختار: ١/٨٤٢.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لیے جمع ہونا منع ہے اور لوگوں کی تعزیتیں وصول کرنے کے لیے خود اہل میت کو بھی گھر میں بیٹھنا مکروہ ہے۔ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ میت کو دفن کر کے لوگ منتشر ہو جائیں اور اپنے اپنے کاموں میں لگ جائیں اور گھر والے بھی اپنے کام میں مصروف ہو جائیں۔''

علامہ شامی کا فتویٰ:

((یَکْرَہُ الْجُلُوْسَ عَلٰی بَابِ الدَّارِ التَّعْزِیَۃِ لِاَنَّہٗ عَمَلُ الْجَاھِلِیَّۃِ وَ قَدْ نُھِیَ عَنْہُ وَ مَا یَصْنَعُ فِیْ بِلَادِ الْعَجَمِ مِنْ فُرُشِ الْبَسْطِ وَ الْقِیَامِ عَلٰی قَوَارِعِ الطَّرِیْقِ مِنْ اَقْبَحِ الْقَبَائِحِ .)) ❶

''تعزیت وصول کرنے کے لیے اہل میت کا اپنے دروازے پر بیٹھنا مکروہ (حرام) ہے کیونکہ یہ اہل جاہلیت کا چلن ہے اور شریعت میں اس سے روک دیا گیا، بلادِ عجم (پاک و ہند) میں بازاروں میں دریاں اور بھورے بچھا کر بیٹھنے کا جو رواج ہو گیا ہے یہ رواج سو قباحتوں کی ایک قباحت ہے۔''

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

((وَ یَکْرَہُ الْجُلُوْسَ عَلٰی بَابِ الدَّارِ وَ مَا یَفْعَلُ فِیْ بِلَادِ الْعَجَمِ مِنْ فُرُشِ الْبَسْطِ وَ الْقِیَامِ عَلٰی قَوَارِعِ الطَّرِیْقِ مِنْ اَقْبَحِ الْقَبَائِحِ .)) ❷

''تعزیتیں وصول کرنے کے لیے گھر کے دروازے پر گھر والوں کا بیٹھنا مکروہ (حرام) ہے بلادِ عجم (ہند و پاکستان) میں بازاروں میں دریاں اور بھورے بچھا کر تعزیتیں وصول کرنے کے لیے بیٹھنے کا جو رواج چل نکلا ہے بدترین قباحت ہے۔''

---

❶ رد المختار شامی: ۱/ ۸۴۳.

❷ عالمگیری: ۱/ ۱۴۷.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تعزیت صرف ایک بار ہے:

اوپر کے مسئلہ میں سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اہل میت کے ہاں تعزیتی اجتماع اور ان کے ہاں کھانا پکنا، نوحہ (رونے پیٹنے) میں شامل ہے۔ اس لیے تعزیت صرف ایک بار ہونی چاہیے، ہمارے ہاں بار بار تعزیت کرنے کا جو رواج ہے وہ غلط اور ناجائز ہے۔ خود حنفی اکابر نے بھی اسے جائز نہیں رکھا۔

شاہ محمد اسحاق کا فتویٰ:

((رَوَى الْحَسَنِ عَنْ زِيَادٍ وَ اِذَا عَزّٰى اَهْلُ الْمَيِّتِ مَرَّةً فَلَا يَنْبَغِىْ اَنْ يُعْزِّيَهُ مَرَّةً اُخْرٰى وَ وَقْتُهَا مِنْ حِيْنَ يَمُوْتُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَ يُكْرَهُ بَعْدَهُ.)) [1]

''اہل میت سے جب ایک بار تعزیت کر لی جائے تو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مناسب نہیں، تعزیت مرنے کے وقت سے لے کر تین دن تک جائز ہے، بعد میں جائز نہیں۔''

مگر فقیر کے نزدیک تین دن کے بعد بھی جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چوتھے روز ان کے گھر جا کر آل جعفر رضی اللہ عنہ سے تعزیت کی اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔ [2]

تعزیت کے مسنون الفاظ:

فقہاء نے تعزیت کے لیے کچھ الفاظ جوڑ رکھے ہیں مگر وہ مسنون نہیں ہیں، مسنون الفاظ صرف یہ ہیں:

((عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَا

---

[1] فتاوی عالمگیری: ١٦٧/١۔ اربعین مسائل، ص: ٣٥۔

[2] ابوداود۔ نسائی، بحوالہ احکام الجنائز البانی، ص: ١٦٦۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَخَذَ وَ مَا اَعْطٰی وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ اِلٰی اَجَلٍ .)) ❶

''اللہ کے لیے ہے جو اس نے واپس لے لیا ہے اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے اور اللہ کے پاس ہر ایک چیز کا وقت مقرر ہے۔''

اہل میت کا لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا:

ہمارے ہاں رواج ہو چکا ہے کہ اگرچہ جیب اجازت نہ بھی دے تب بھی قرض اٹھا کر تعزیت کرنے والوں کے لیے دعوتیں پکائی جاتی ہیں۔ اس سے پہلے مسائل میں از روئے حدیث لکھا جا چکا ہے کہ اہل میت کے ہاں اکٹھے ہونا اور وہاں دعوت کھانا گویا رونا اور پیٹنا ہے اور رونا پیٹنا ملعون ہے، اہل حدیث کے علاوہ مالکیوں نے مدخل میں (۲۸۹/۳) شوافع نے فتاویٰ کبریٰ (۲/۷) اور حنابلہ نے مغنی (۴۱۳/۲) میں اس کو سخت بری رسم لکھا ہے۔

علامہ طحطاوی حنفی کا فتویٰ:

((وَ یُکْرَہُ الْاَطْعِمَۃَ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ لِاَنَّھَا تُتَّخَذُ عِنْدَ السُّرُوْرُ .)) ❷

''اہل میت کا لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ ایسی دعوتیں خوشی کے موقع پر ہوتی ہیں۔''

امام کمال ابن ہمام حنفی کا فتویٰ:

((وَ یُکْرَہ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ مِنَ الطَّعَامِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ لِاَنَّہٗ شُرِعَ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ وَ ھِیَ بِدْعَۃٌ مُسْتَقْبَحَۃٌ وَ رَوٰی اِمَامُ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَۃَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الخ .)) ❸

''میت والوں کا ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ ضیافتیں اور دعوتیں تو خوشی کے

---

❶ عون المعبود: ۱۶۲/۳، باب فی البکاء علی المیت، اربعین، ص: ۳۴.

❷ طحطاوی حاشیۃ، درمختار: ۳۸۳/۱.

❸ فتح القدیر: ۴۷۳/۱۔ حاشیۃ تبیین الحقائق: ۲۴۶/۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

موقع پر ہوتی ہیں نہ کہ غمی میں اور یہ بدترین بدعت ہے۔''

علامہ شامی حنفی کا فتویٰ:

((وَ یُکْرَہ اِتِّخَاذُ الضِّیَافَةِ مِنَ الطَّعَامِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ لِاَنَّهٗ شُرِعَ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ وَ هِیَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ ...... وَ قَالَ هٰذِهِ الْاَفْعَالُ كُلُّهَا لِلسُّمْعَةِ وَ الرِّیَاءِ فَیُحْتَرَزُ عَنْهَا لِاَنَّهُمْ لَا یُرِیْدُوْنَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ.)) [1]

''اہل میت کو کھانا پکانا مکروہ ہے اور تمام کام شہرت اور ریاکاری کے لیے کیے جاتے ہیں ان سے گریزاں رہنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ ان کاموں میں رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی۔''

میت کے گھر کا تیار شدہ کھانا حرام ہے:

اوپر کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ اہل میت کو کھانا پکانا خود حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور حنفی اکابر نے اس کھانے کو حرام قرار دیا ہے۔

ملا علی قاری حنفی کا فتویٰ:

((بَلْ صَحَّ عَنْ جَرِیْرٍ كُنَّا نَعُدُّهٗ مِنَ النِّیَاحَةِ وَ هُوَ ظَاهِرٌ فِی التَّحْرِیْمِ قَالَ الْغَزَالِیُّ وَ یُکْرَهُ الْاَکْلُ مِنْهُ قُلْتُ هٰذَا اِذَا لَمْ یَکُنْ مِنْ مَالِ الْیَتِیْمِ اَوِ الْغَائِبِ وَ اِلَّا فَهُوَ حَرَامٌ بِلَا خِلَافٍ.)) [2]

''اہل میت کی دعوت کھانا جائز نہیں ہے بلکہ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے کہ اہل میت کے ہاں اجتماع اور ان کے ہاں کھانا پکنا نوحہ ہے اور اس حدیث سے اس کھانے کی صریح حرمت ثابت ہوتی ہے۔''

امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں جب کھانا یتیموں، بیواؤں اور غیر حاضر لوگوں

---

[1] رد المختار: ۱/۸٤۳.

[2] مرقاة شرح مشكوة: ٤/٩٦ ملتانی.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے مال سے تیار کیا گیا ہو تو بلا اختلاف یہ حرام ہے۔

فاضل بریلوی احمد رضا خاں کا فتویٰ:

غالبًا ورثہ میں کوئی یتیم یا بچہ نابالغ ہوتا یا بعض ورثا موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اس کا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا۝﴾ (آل عمران : ۱۰)

''بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کی گہرائی میں جائیں گے۔''

مال غیر میں بے اذن تصرف خود ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ﴾ (البقرۃ : ۱۸۸)

خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اسے نہ اس کے باپ کو نہ اس کے وصی کو ہے:

((لِاَنَّ الْوِلَایَةَ لِلنَّظْرِ لَا الضَّرَرِ))

علی الخصوص اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

ہاں اگر محتاجوں کو دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود، بالغ و نابالغ راضی ہوں۔

خاں صاحب بریلوی کا یہ فتویٰ قابل داد ہے۔ مگر آخر میں ان کا یہ کہنا کہ بالغ و نابالغ سب راضی ہوں، ناقابل فہم ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ نے وضاحت کر دی ہے کہ نابالغ کی وصیت نافذ نہیں ہوسکتی۔

((لَا تَجُوْزُ وَصِیَّةُ الصَّبِیِّ اِذَا لَمْ یَکُنْ مُرَاهِقًا عِنْدَنَا وَ کَذَا اِذَا کَانَ مُرَاهِقًا .)) [1]

[1] قاضی خان حاشیة عالمگیریة : ۳/۳۹۵.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور جب بچے کی وصیت باطل ہے تو اس کی رضا کا کیا اعتبار ہے۔

ایک مغالطہ:......

((عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَهُ دَاعِيَ اِمْرَاَتِهٖ فَاَجَابَ وَ نَحْنُ مَعَهُ فَجِيْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَكَلُوْا .)) ❶

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنازہ میں شامل تھے، جب دفن کے بعد واپس لوٹے تو میت کی بیوی نے آپ ﷺ کو دعوت کا پیغام بھیجا جو آپ نے قبول فرما لیا۔ پس کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اور قوم نے تناول فرمایا۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے گھر کی دعوت قبول کرنا جائز ہے اور کھانا حرام اور مکروہ نہیں ہوتا۔

جواب:...... یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ غالب خیال یہ ہے کہ یہ کاتب کی قلمی لغزش کا نتیجہ یا پھر صاحب مشکوٰۃ خطیب تبریزی سے سہواً کلمہ ''اِمْرَاَتِہٖ'' میں ہ ضمیر کا اضافہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ مشکوٰۃ کے مآخذ سنن ابی داؤد میں ((فَلَمَّا رَجَعَ اِسْتَقْبَلَهُ دَاعِيَ امْرَاَةٍ)) ❷ کے الفاظ مروی ہیں۔

کہ ''واپسی پر کسی عورت نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت پر بلایا۔''

مولانا احمد رضا بریلوی کی رائے:

اس عورت نے آپ ﷺ کو پہلے سے دعوت دے رکھی تھی۔ وقتِ موعود پر تقدیراً اس کا خاوند فوت ہو گیا۔ بنا بریں آپ ﷺ کا وہاں کھانا تناول کرنا وفات کی وجہ سے نہ تھا بلکہ سابق وعدہ کی بنا پر تھا۔ ❸

❶ مشکوۃ: ۲/ ۵٤٤.

❷ سنن ابی داود: ۲/ ۳۷۲۔ عون المعبود: ۳/ ۲٤۹.

❸ احکام شریعت، ص: ۲۹۹.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ شامی:

((مَذْهَبُنَا وَ مَذْهَبُ غَيْرِنَا كَالشَّافِعِيَّةِ وَ الْحَنَابِلَةِ اِسْتِدْلَالًا بِحَدِيْثِ جَرِيْرِ الْمَذْكُوْرِ عَلَى الْكَرَاهَةِ لَاسِيَمَا اِذَا كَانَ فِي الْوَرَثَةِ صِغَارٌ وَ غَائِبٌ .)) ❶

"سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے شافعیہ اور حنابلہ کی طرح ہمارا مذہب بھی یہی ہے کہ اہل میت کو دعوت کرنا مکروہ ہے۔"

تیجا، ساتا، چالیسواں اور برسی کا حکم:

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ بدنی عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تاہم سوئم، ہفتم، چہلم اور برسی وغیرہ رسمیں خود حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت نہیں ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

((وَ لَا يُبَاحُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ كَذَا فِي التَّتَارِ خَانِيَّةِ .)) ❷

"تین دن تک میت کے گھر کھانا تیار کرنا مباح نہیں۔"

فقیہ محمد بن شہاب کردی کا فتویٰ یہ ہے:

((يَكْرَهُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَ الثَّالِثِ وَ بَعْدَ الْاُسْبُوْعِ .)) ❸

"موت کے پہلے تیسرے اور ساتویں دن کھانا تیار کرنا مکروہ ہے۔"

شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

"ہم چنیں مقرر ساختن روز سوم و دہم و پختن طعام و اتخاذ دعوت طعام بقرآن خواناں دریں روزے مکروہ است۔" ❹

---

❶ رد المختار: ۸٤۲/۱.

❷ فتاوی بزازية: ۱٦۷/۱.

❸ فتاوی بزازية بحواله رد المختار: ۸٤۲/۱.

❹ اربعين مسائل، ص: ۳٦.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

’’اس طرح تیسرا، دسواں روز مقرر کرنا، کھانا پکانا، دعوت کرنا اور قرآن پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا مکروہ ہے۔‘‘

صوفیاء کے ارشادات

مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا ارشاد:

اس زمانہ میں سیوم کے روز میت کے زیارت کے واسطے شربت و برگ و میوہ زیارتوں میں کھاتے ہیں قسم کھائی واللہ کتاب فتاویٰ میں مسئلہ صریح واقع ہوا ہے:

((اَكْلُ الْمَاءِ عِنْدَ الْقُبُوْرِ حَرَامٌ وَ قِيْلَ مَكْرُوْهٌ .)) [1]

’’قبر کے پاس پانی پینا بھی حرام ہے، اور مکروہ بھی کہا گیا۔‘‘

تحفہ نصائح میں ہے:

’’میدان زیارت سنت است لیکن زیارت روز و شب معہود سوم و ہفتم و آں بدعت، میکن حذر۔‘‘ [2]

’’رات دن میں ہر وقت زیارت قبور جائز ہے لیکن تیسرے اور ساتویں دن رسم مروج کے مطابق زیارت ثابت نہیں، اس سے پرہیز لازم ہے۔‘‘

خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ نقشبندی کا ارشاد:

’’سوال ششم آنکہ طعام بروح میت بروز سوم و دہم وگل دادن روز سوم از کجا است، جواب مخدوما طعام دادن للہ تعالیٰ بے رسم و ریا ثواب آں را بمیت گزرانیدن بسیار خوب است عبادت بزرگ اما تعین وقت اصل معتمد علیہ ظاہر نمی شود و روز سوم گل دادن بمرداں بدعت است۔‘‘ [3]

’’موت کے تیسرے اور دسویں روز میت کی روح کے واسطے کھانا پکانا اور

---

[1] الدر المنظوم، ص: ٧٨٣، ٧٨٤.

[2] تحفة نصائح، ص: ٧٦.

[3] مکتوبات، مکتوب نمبر: ١١.

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

تیسرے روز مردوں کو پھول تقسیم کرنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب:...... اللہ تعالیٰ کے نام پر بے رسم و ریاء کھانا تقسیم کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا بہت بڑا ثواب ہے اور از خود دن مقرر کرنا محض بے اصل ہے اور تیسرے دن پھول تقسیم کرنا بھی شریعت میں نیا کام ہے۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ارشاد:

''دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتم ہا دسیم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ ایں ہمہ را درعرب اول وجود نہ بود، مصلحت آں است کہ غیر تعزیت وارثاں میت تا سہ روز و اطعام ایشاں یک شبانروز رسمے نباشد۔''[1]

''ہمارے ہاں بری رسموں میں سے ایک یہ ہے کہ ماتم سوم، چہلم، ششماہی اور برسی کی فاتحہ پر ہم بہت کچھ اسراف کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے زمانہ میں ان کا ہرگز وجود نہ تھا۔ فلاح اس میں ہے کہ تین دن تک غیر وارث اہل میت سے تعزیت کریں اور ایک دن رات کے کھانے کو رسم نہ بنائیں۔''

مولانا احمد رضا خاں کا فتویٰ:

سوال:...... میت کی وفات کے بعد تعزیت کرنے والے اہل میت کے گھر جمع ہوتے ہیں اور عورتیں دوسرے دن یا تیسرے دن واپس جاتی ہیں اور کچھ چالیس روز بیٹھی رہتی ہیں اس مدت اقامت میں عورت کے کھانے پینے، پان چھالیہ کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں۔ اگر نقدی موجود نہ ہو تو قرض لیتے ہیں۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...... سبحان اللہ! مسلمان یہ پوچھتا ہے، یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔ اولاً یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے۔ امام احمد اپنی مسند اور ابن ماجہ سنن میں بسند صحیح سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

[1] وصیت نامہ، ص: ۱۲۰۔ تفہیمات: ۲/۲۹۷.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

روایت لائے ہیں:

((كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَ صَنْعِهِمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّيَاحَةِ .)) ❶

''ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) اہل میت کے یہاں جمع ہونے اوران کے کھانا تیار کرانے کو (نیاحہ) نوحہ شمار کرتے تھے۔''

آگے مذکورہ فقہی فتویٰ بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں:

دوسرا فتویٰ:

تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجے کی ہونا چاہیے یا سوم کی؟ بینوا و توجروا .

جواب:......شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن، باقی یہ تعین عرفی ہیں جب چاہیں کریں۔ انہی دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت و بدعت ہے۔ ❷

ایسی ہی بے ثبوت اور ناجائز رسموں کی تردید کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال:......بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید ہیں اور فلاں طاق میں شہید مرد رہتے ہیں۔ اس درخت اور طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات فاتحہ دلاتے ہیں، کیا یہ لوگ حق پر ہیں؟ کیا شہید درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ بینوا بالکتاب و توجروا بالثواب .

جواب:...... یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات و بطلات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم ہے:

''مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .'' ❸

---

❶ احكام شريعت، حصه سوم، ص: ۲۹۲.

❷ فتاوىٰ احمد رضا بريلوى قلمى كتاب حظر و اباحت، ص: ۳۱۰، بحواله فتاوى رشيديه، ص: ۴۵۹.

❸ عبده المذنب احمد رضا، احكام شريعت: ۳۲/۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ان سب باتوں کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ نہیں طاقت برائی سے بچنے کی اور نہیں ہے توفیق نیکی کرنے کی مگر اللہ العظیم کی امداد کے ساتھ۔"

شبہ:

((فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ عَنْ وَفَاةِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَاءَ أَبُوْذَرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ تَمْرَةٍ يَابِسَةٍ وَ لَبَنِ النَّاقَةِ وَ خُبْزِ الشَّعِيْرِ فَوَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ الْفَاتِحَةَ مَرَّةً وَ سُوْرَةَ الْإِخْلَاصِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ قَرَأَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ أَنْتَ لَهَا أَهْلٌ وَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ مَسَحَ وَجْهَهُ فَأَمَرَ بِأَبِي ذَرٍّ أَنْ يُقْسِمَهَا وَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثَوَابُ هٰذِهِ الْأَطْعِمَةِ لِابْنِي.)) [1]

"جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو تیسرے دن سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کھجوریں، دودھ اور جو کی روٹی رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھی اور آپ ﷺ نے ان پر سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ تین بار پڑھ کر دعا فرمائی اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ انہیں لوگوں میں بانٹ دو اور فرمایا ان اشیاء کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کو پہنچے۔"

جواب:...... مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت غیر معتبر بلکہ موضوع اور باطل ہے۔ حدیث کی کسی بھی کتاب میں ایسی روایت نہیں ملتی۔ [2]

جواب:...... یہ سند کے لحاظ سے تو موضوع اور باطل ہے ہی درایت کے لحاظ سے بھی یہ باطل ہے۔ تیجا ساتا کے ثبوت میں مذکورہ جھوٹی روایت پیش کرتے ہوئے اتنی موٹی بات بھی یاد نہ رہی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ تو مدت رضاعت بھی مکمل نہ کر پائے تھے کہ وفات پا گئے اور حدیث شریف کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی مدت رضاعت

---

[1] کتاب از جندی ملا علی قاری.

[2] فتاویٰ عبدالحی اردو، ص: ۱۵۳، طبع کراچی.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پوری کرنے کے لیے جنت علیا میں دو حورائیں مقرر کر دی گئی تھیں۔ علاوہ ازیں صحیح روایات کے مطابق آپ ﷺ نے تو اپنے جگر گوشہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا جو کہ مسنون طریقہ تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((قَالَتْ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ الشَّارِحُ الْاِمَامُ شَمْسُ الْحَقِّ وَ قَدْ صَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ .)) [1]

اس روایت سے ثابت ہوا کہ جناب ابراہیم بن محمد ﷺ ۱۸ ماہ کی عمر میں فوت ہوئے اور آپ ﷺ نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا ایسی صورت حال میں ان کو ثواب کی کیا ضرورت تھی، البتہ تیجا ساتا وغیرہ رسمیں اگر جائز ہوتیں تو سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہداء اور طبعی موت مرنے والے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ ان رسوم کا اہتمام ضرور فرماتے، حالانکہ امر واقعی یہ ہے کہ زمانہ سلف صالحین میں ان رسوم کا نشان تک موجود نہیں تھا اور ہمارے سلف ان جیسے غیر ثابت کاموں سے سخت متنفر تھے۔ یہ نئے امور سوجھے تو صدیوں کے بعد سوجھے۔ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے
تو شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

دوسرا شبہ: ...... مولوی احمد یار گجراتی اور مولوی عبدالسمیع صاحب کہتے ہیں کہ فقہاء نے تیجا ساتا اس لیے منع کیا ہے کہ یہ کھانا مہمانوں اور رشتہ داروں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر کھانا صرف فقراء کے لیے تیار کیا جائے تو اچھا ہے منع نہیں۔

جواب ①: ...... یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ نے اس کھانے کو مکروہ لکھا ہے

[1] عون المعبود: ۳/۱۸۱-۱۸۲.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جیسے کہ فقہاء حنفیہ اور خان صاحب بریلوی کی تصریحات بیان ہو چکی ہیں۔

جواب ②:...... یہ کھانا اس لیے بھی مکروہ ہے کہ اس کھانے کے لیے از خود دن مقرر کیا جاتا ہے اور از خود دنوں کا تعین اور وقت اور سال کا تقرر سنت نہیں ہے لہٰذا اجتناب لازم ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے فقہاء دین اگر یہ وجوہات بیان نہ بھی کرتے تو بھی کچھ مضائقہ نہ تھا کیونکہ سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ان ضیافتوں کی حرمت وکراہت کے ثبوت میں کافی ہے۔

تیسرا شبہ:...... ہدیۃ الحرمین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سوم، دہم، ہفتم اور چہلم میں چھوہاروں پر فاتحہ دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھلائے، اس سے معلوم ہوا کہ سوم، دہم، ہفتم اور چہلم سنت ہیں۔

جواب:...... یہ قصہ فرضی اور من گھڑت ہے۔ خود مفتیانِ احناف نے اس کی تردید کر دی ہے۔ چنانچہ مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ حنفی لکھتے ہیں کہ ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہوا قصہ بالکل غلط ہے، کتب معتبرہ میں اس کا نشان تک نہیں ملتا۔[1]

بعض جگہوں پر رواج ہے کہ میت کے کچھ وارث دریا پر جا کر پاک صاف ہونے کی لیے نہاتے ہیں۔ مگر شریعت اسلامیہ میں ان کے اس رواج کی قطعاً کوئی دلیل نہیں۔ ان کے اس رواج سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ماتم کو نجاست کا سبب سمجھے ہیں تو ان کی یہ سوچ صحیح نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر تکلیف اور مصیبت کو مسلمان کے لیے طہارت اور گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے:

((مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.))[2]

---

[1] فتاوی عبدالحی اردو، ص: ٥٦٥.

[2] مشکوۃ: ١٣٤/١.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”مسلمان کو کوئی تھکان، کوئی بیماری، کوئی فکر، کوئی صدمہ، کوئی تکلیف اور کوئی غم یہاں تک کہ کوئی کانٹا نہیں چبھتا مگر اللہ تعالیٰ ان مصیبتوں کے ساتھ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے یعنی اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“

دیکھیے مصیبتوں کے ساتھ انسان کیسے پاک ہو جاتا ہے، اب جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ رسول اللہ ﷺ کا پیرو کیسے ہو سکتا ہے؟

گوشت سے پرہیز:

بعض لوگوں کے ہاں رواج ہے کہ فوتگی کے بعد چند روز تک گھر میں گوشت نہیں لاتے یہ بات ہندوؤں کی رسوم کا چربہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی تمام غیر شرعی رسموں سے منع فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةٍ نَرٰی قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اُرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِیْ قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاْخُذُوْنَ اَبِصَنِيْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشْبَهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُوْنَ فِیْ غَيْرِ صُوَرِكُمْ فَاَخَذُوْا اُرْدِيَتَهُمْ وَ لَمْ يَعُوْدُوْا لِذٰلِكَ .)) [1]

”ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم جنازہ پڑھنے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک قوم دیکھی جنہوں نے چادریں اتار رکھی تھیں اور صرف قمیصوں میں جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ کیا تم جاہلیت کا فعل لیتے ہو، کیا جاہلیت سے مشابہت کرتے ہو، میں نے ارادہ کیا تھا کہ تم پر ایسی بددعا کروں جس میں تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں، راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ڈانٹنے پر انہوں نے چادریں پہن لیں اور پھر اس فعل کے مرتکب نہیں ہوئے۔“

---

[1] ابن ماجه۔ مشكوة: ۱۵۲/۱.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پس اسلام میں اسی جیسی رسمیں حرام ہیں ان سے پرہیز لازم ہے۔

برسی اور سالینہ:

یہ خالص جاہلی رسم ہے اور مسلمانوں نے اس رسم کو اپنا کر غیر مسلموں کی نقالی شروع کر دی ہے۔ ہندوؤں کے ہاں ایصال ثواب کے لیے دنوں کا تعین ضروری ہے۔ چنانچہ مشہور مسلمان سیاح علامہ البیرونی رحمہ اللہ متوفی ۴۳۰ء اپنے سفرنامہ (کتاب الہند) میں ہندوؤں کی اس رسم کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے ورثاء پر عائد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: ضیافت کرنا اور یوم وفات کے گیارہویں اور پندرہویں روز کھانا کھلانا ضروری ہے، اس میں ہر ماہ کی چھٹی تاریخ کو فضیلت ہے، اسی طرح اختتام سال پر بھی کھانا کھلانا ضروری ہے، نو دن تک اپنے گھر کے سامنے طعام پختہ اور پانی کا گھڑا رکھنا بھی ضروری ہے ورنہ میت کی روح ناراض ہوگی اور بھوک پیاس کی حالت میں گھر کے اردگرد گھومتی رہے گی، پھر عین دسویں روز میت کے نام پر بہت سا کھانا تیار کر کے دیا جائے اور ٹھنڈا پانی دیا جائے اور اسی طرح گیارہویں تاریخ کو بھی۔''

نیز لکھا ہے کہ

> ''ماہ پوس میں وہ حلوہ پکا کر دیتے ہیں اور ہندوؤں کے ہاں یہ رسم بھی ہے کہ برہمن کے کھانے کے برتن بالکل علیحدہ ہوں۔'' [1]

مشہور نومسلم عالم دین (سابق سکھ) مولانا عبیداللہ مالیرکوٹلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''کریا کرم (نیا بدن تیار ہونے کے دن کا عمل) یعنی مردے کے مرنے سے دس دن تک ہندوؤں کے عقیدہ آواگون کے مطابق مردے کا ایک بدن نئے بدن کے واسطے عالم برزخ میں تیار ہوتا ہے۔ برہمن کے مرنے کے بعد گیارہواں

---

[1] کتاب الهند، ص: ۲۷۰-۲۸۲، بحوالہ: منهاج الواضح، ص: ۲۴۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دن کھتری کے لیے تیرہواں دن اور دیش (بنیا) وغیرہ کے لیے پندرھواں یا سولھواں دن اور شودر یعنی باڑھے (چوہڑ چمار) کے مرنے کے بعد تیسواں یا اکتیسواں دن مقرر ہے۔ ازاں جملہ ایک چھ ماہی کا دن ہے یعنی مرنے کے چھ ماہ بعد۔ علاوہ ازیں برسی کا دن اور اس دن گائے کو بھی کھانا کھلاتے ہیں۔ ایک دن سدھ کا ہے۔ مردے کے مرنے سے چار برس پیچھے۔ نیز اسوج کے مہینے کے نصف اول میں ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں لیکن جس تاریخ کو کوئی مرا ہو اسی تاریخ میں ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں اور کھانے کے ثواب کا نام سرادھ ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو اول اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ بید پڑھواتے ہیں۔ جو پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے وہ ان کی زبان میں ایشور من کہلاتا ہے اور اس طرح پر اور بھی دن مقرر ہیں۔'' [1]

مولوی عبیداللہ مالیر کوٹلوی رحمہ اللہ ایصال ثواب کی نیت کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے تو (ہندو) نیت یوں کرتے ہیں، ثواب پہنچانے والا داہنے ہاتھ میں پانی لے کر شاستری زبان میں یہ کہے کہ جو فلاں مہینہ، فلاں تاریخ، فلاں دن ہے تو میں فلاں شخص، فلاں میری قوم، فلاں فلاں چیز، فلاں شخص کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔ پھر اس پانی کو زمین پر ڈال دیتا ہے اور ثواب پہنچانا اس کے نزدیک اگرچہ ہر روز درست ہے مگر بعض دن بھی مقرر کرنا ضروری جانتے ہیں۔'' [2]

جذبۂ عشق بحدیست میان من و تو
رقیب آمد و نشاخت نشان من و تو

عرس اور اقبال:

عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کی تو خبر نہیں لیکن ہندوستان کے عرسوں کے متعلق یہ

---

1. تحفة الهند، ص: ٨٥.
2. تحفة الهند، ص: ٨٥ از نومسلم مولانا عبیداللہ مالیر کوٹلوی۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ہندوؤں میں چونکہ یاترا (زیارت) کی رسم عرصہ دراز سے چلی آ رہی ہے اور وہ دُور دراز ممالک سے بعض خاص تیرتھوں پر یاترا کے لیے جایا کرتے تھے۔ اس لیے جب وہ رفتہ رفتہ مشرف بہ اسلام ہونے لگے تو ان کو اسلام سے مانوس کرنے کے لیے ایسے طریقے اختیار کیے گئے جو ان کے مذہبی اور قومی شعائر سے کسی قدر مشابہ تھے۔ ❶

نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت
سنائیں گے تمہیں ہم ایک دن یہ داستاں پھر بھی

الغرض شریعت سازی کا نہ دورِ اول میں کسی کو اختیار تھا اور نہ آج کسی کو یہ منصب حاصل ہے اور جو چیز اس وقت دین میں شامل نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی اس لیے برسی ہو یا ہفتے دس دن بعد رشتہ داروں کا اکٹھ یا ماتمی پروگرام اسلامی شریعت کی رو سے سب خلاف سنت ہیں اور سنت پر عمل درآمد ہی باعث فلاح و نجات ہے اور بس۔

یہ امت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

قول امام مالک:

((مَا لَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ دِیْنًا فَلَا یَکُوْنُ الْیَوْمَ دِیْنًا .)) ❷

برسی احادیث کی روشنی میں:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ .)) ❸

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو عید (میلہ وغیرہ) ٹھہراؤ اور مجھ پر

❶ مقالات اقبال، ص: ۱۴۷۔
❷ الاعتصام للشاطبی: ۱/۳۰۸ و ۲/۱۵۰.
❸ رواہ النسائی بحوالہ مشکوۃ: ۱/۸۶.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

درود بھیجتے رہو تمہارا درود مجھ کو پہنچا دیا جائے گا۔“

قبر شریف کو عید بنانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قبر شریف کو عبادت اور میلہ کی جگہ نہ بنایا جائے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ہے:

((عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ .)) ❶

”حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میری قبر کی بطور بت عبادت نہ کی جائے، ازاں بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھا تھا اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا تھا اور ان پر مجاور بن کر ان کی عبادت کرنے لگ گئے تھے۔“

حالی مرحوم کیا خوبصورت اور پاکیزہ الفاظ میں اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں:

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

برسی اور فقہاء رحمہم اللہ:

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی رائے:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَى الْقُبُوْرِ وَ نَهٰى أُمَّتَهٗ اَنْ يُتَّخَذَ قَبْرُهٗ عِيْدًا .)) ❷

❶ رواه مالك مرسلا، مشكوة: ١/ ٧٢.	❷ زاد المعاد: ١/ ١٤٦.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو میلہ کی جگہ بنانے سے منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو منع کر دیا ہے کہ میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنائیں۔“

شیخ علی محفوظ مصری رحمہ اللہ:

((وَ اِذَا ثَبَتَ هٰذَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰی قَبْرِ النَّبِيِّ وَ هُوَ سَيِّدُ الْقُبُوْرِ وَ اَفْضَلُهَا فَقَبْرُ غَيْرِهٖ اَوْلٰی بِالنَّهْيِ كَائِنًا مَنْ كَانَ .)) ❶

”جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف پر میلہ، عرس وغیرہ منع اور حرام ہے حالانکہ آپ ﷺ کی قبر شریف دنیا بھر کی تمام قبروں کی سردار اور ان تمام سے افضل ہے تو پھر دوسرے کسی بزرگ کی قبر پر میلے اور عرس کا کیا جواز ہوسکتا ہے۔“

فقہاء احناف کے فتاویٰ

شیخ علی متقی حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد شیخ علی متقی مکی سے عرس کے متعلق دریافت کیا تو آپ کچھ دیر کے لیے متامل ہوئے،

”پس سر مبارک زمانے فرو افگند و بر آورد و فرمودند اینہاں درمیان سلف نہ بود، مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ . ❷

”شیخ علی متقی نے کچھ دیر کے لیے سر جھکایا اور پھر سر اوپر اٹھا کر فرمانے لگے کہ یہ تمام رسمیں سلف صالحین میں مروج نہ تھیں۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((وَ مِنْ اَعْظَمِ الْبِدَعِ مَا اخْتَرَعُوْا فِیْ اَمْرِ الْقُبُوْرِ وَ اتَّخَذُوْهَا عِيْدًا .)) ❸

---

❶ الابداع فی مضار الابتداع، ص: ۸٦.

❷ بحوالہ اکمل البیان، ص: ۱۲۲۔ مصنفہ عزیز الدین مراد آبادی۔ ❸ تفهيمات الهية، ص: ۲/ ۷٤.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

''بزرگان دین کی قبروں کو میلہ گاہ بنا لینا اوران کے متعلق اختراعی باتیں سراسر خلاف سنت اور ناجائز باتیں ہیں۔''

شاہ محمد اسحاق کا فتوی:

''مقرر ساختن روز عرس جائز نیست۔'' ❶

''عرس کا دن مقرر کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے۔

دوسرا فتویٰ:......

''مقرر کردن یوم عرس ثبوت آں از حضرت ﷺ و خلفاء راشدین و ائمہ اربعہ نرسیدہ پس امرے کہ ثبوت آں از شارع و مجتہدین متحقق نباشد آں امر را بر اصل خود باید داشت۔'' ❷

''یعنی عرس کا دن مقرر کرنے کا ثبوت جناب رسول اللہ ﷺ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ سے ثابت نہیں ہے پس ہر وہ کام کہ جس کا ثبوت جناب شارع علیہ السلام اور مجتہدین سے ثابت نہ ہو اس کو جوں کا توں رہنے دیا جائے۔''

عرس اور بزرگان دین

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی وصیت:

''برسمیات عرفے از عرس وغیرہ مقید نباید شد کہ در ارتکاب آں شناعت بسیار است یکے التزام خلاف حضرات ایں طریقہ کہ از قید رسمیات خارج است الخ۔'' ❸

''عرس کی مروجہ رسموں کی پابندی ہرگز نہ کی جائے کیونکہ ان میں بہت سی شرعی قباحتیں پائی جاتی ہیں: (۱) رسم عرس بزرگان دین کے طریقے کے خلاف ہے۔ (۲) التزام مالم یلزم ہے۔ (۳) اسراف وغیرہ۔

❶ اربعین مسائل، ص: ۳٦.

❷ مائة مسائل، ص: ١٥.

❸ کلمات طیبات: ۹۲.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((لَا یَجُوْزُ مَا یَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ بِقُبُوْرِ الْاَوْلِیَاءِ وَ الشُّهَدَاءِ مِنَ الْاِجْتِمَاعِ بَعْدَ الْحَوْلِ کَالْاَعْیَادِ وَ یُسَمُّوْنَهٗ عُرْسًا .)) ❶

''جو لوگ اولیاء کرام اور شہداء عظام کی قبروں پر سال بہ سال بنام عرس جو میلے لگاتے ہیں ناجائز ہیں۔''

قاضی صاحب کی وصیت:

''و بعد مردن من رسم دنیوی مثل برسینی، ہیچ نہ کنند۔'' ❷

''میرے مرنے کے بعد دوسری دنیاوی رسموں کی طرح میری برسی بھی نہ منائی جائے۔''

عرس کے کھانے کا حکم

سوم، ہفتم، دہم اور چہلم کے کھانے کی طرح فقہاء حنفیہ نے عرس کے کھانے کو بھی مکروہ لکھا ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''و آنکہ بعد از سالے یا ششماہی یا چہل روز دریں دیار پزیدند و درمیان برادراں بخشش کنند و آں را بہاجی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آں است کہ نخورند۔'' ❸

''برسی، ششماہی اور چہلم کے روز کھانا پکانا محض رسم ہے، بہتر ہے کہ ایسا کھانا نہ کھایا جائے۔''

شاہ اسحاق کا فتویٰ:

''مکروہ است اجابت کردن طعامیکہ بجہت مردہ کردہ باشند و چیز مے خواندن و

---

❶ تفسیر مظهری۔ اربعین، ص: ۳۸. ❷ مالا بدمنہ، مع وصیت نامہ، ص: ۱۳۸۔

❸ جامع البرکات بحوالہ اربعین مسائل، ص: ۳۸۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دست برداشتن از طعام خواندن و دست برداشتن از طعام خواندن و دست برداشتن از طعام بطریق فاتحہ مروجہ پیش از اطعام از علماء ماثور نیست۔"❶

"مردے کے لیے پکائی گئی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیے اور مروجہ ختم علماء شریعت سے منقول نہیں ہے۔"

دوسرا فتویٰ:......

"طعام اعراس اگر بطریق نذر وتقرب ایشاں پزند پس آں طعام کردن ہم حرام وخوردن آں ہم حرام چنانکہ از روایات سابقہ معلوم شد۔"❷

"اگر عرس کرنے والے صاحب عرس کی نذر اور تقرب کے لیے کھانا پکاتے ہیں تو یہ کام حرام ہے اس کو کھانا بھی حرام ہے۔"

روحوں کی واپسی کا باطل عقیدہ:

جمعرات یا کسی دوسری شب کو روحوں کے واپس آنے کا ذکر کسی صحیح روایت میں موجود نہیں ہے اور وہ روایات جن میں ارواح کا واپس آنا معلوم ہوتا ہے محققین علمائے حدیث کے نزدیک وہ روایات سخت ضعیف اور نا قابل اعتبار ہیں۔

شاہ اسحاق دہلوی رحمہ اللہ کی تحقیق:

"در بعض روایات غریبہ آمدہ است کہ روح میت بخانہ خود در بعض شبہا مثل شب جمعہ و شب براءت و شب عرفہ وغیرہ می آید، ایں روایات در کتب صحاح ستہ نیست و تاوقتیکہ روایات صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد نہ باشند از درجہ اعتبار ساقط است، اگرچہ بعض آں را در کتاب خود نقل کنند بلکہ بعض علماء محدثین مثل ملا علی قاری وشیخ الاسلام وغیرہ ایں روایات را تضعیف گفتہ وشیخ عبدالحق ایں روایت را جامع البرکات بہ بیان غرابت آں آوردہ۔"❸

❶ اربعین مسائل، ص: ٣٦، ٣٧.
❷ مائۃ مسائل، ص: ٤٧-٤٨.
❸ اربعین مسائل، ص: ٣٨-٣٩.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''بعض ضعیف روایات میں ہے کہ جمعرات، شب براءت اور عرافہ وغیرہ کی رات کو اپنے اپنے گھروں میں روحیں واپس آتی ہیں۔ مگر یہ روایات صحاح ستہ میں موجود نہیں اور نہ صحیح مرفوع اور متصل الاسناد ہیں اور جب تک کوئی روایت صحیح مرفوع اور متصل الاسناد نہ ہو درجہ اعتبار سے ساقط ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ملا علی قاری اور شیخ الاسلام اور دوسرے محدثین نے ان روایات کو ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دیا ہے اور خود شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس کو غریب (ضعیف) لکھا ہے۔''

شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تحقیق:

شاہ اسحاق کے جانشین سید نذیر حسین رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''مرنے کے بعد انسان کی روح کا آنا یا نابالغ روح کا بڑھنا، ان باتوں کا شریعت میں کچھ ثبوت نہیں۔''❶

میں کہتا ہوں کہ یہ روایات ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ میت کی روح یا تو نیک اور سعید ہوگی یا پھر بد اور شقی۔ اگر وہ نیک ہے تو واپس آنا تو کجا وہ واپس آنے کی آرزو بھی نہیں کرے گی۔ جیسے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَ لَهٗ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَةِ .))❷

''جنتیوں میں سے کوئی بھی واپس آنے کو تیار نہ ہوگا خواہ اس کو ساری دنیا ملنے کا یقین ہو ہاں شہید دوبارہ شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے لیے واپس آنا چاہیے گا (مگر اسے بھی اجازت نہ ہوگی)۔''

❶ فتاوی نذیریه، ص: ٦٥٧. ❷ متفق علیه، مشکوة: ٢/ ٣٣٠.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اگر روح بد اور شقی ہو گی تو اس کی خواہش کے باوجود اسے واپس آنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَ رَأَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَ مَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝﴾ (البقرة: ١٦٦-١٦٧)

''جب مقتدا اپنے پیروؤں سے الگ ہو جائیں گے اور ان کے باہمی تعلقات ٹوٹ کر رہ جائیں گے اور پیرو کہنے لگیں گے کاش! ہم کو پھر ایک دفعہ (واپس جانا) مل جاتا تو ہم بھی ان سے الگ ہو جائیں جیسے یہ ہم سے الگ ہو گئے، بس اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو انہیں (خالی) ارمان (کر کے) دکھائے گا اور دوزخ سے کبھی نہ نکل پائیں گے۔''

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ حَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝﴾ (الانبیاء: ٩٥)

''جس بستی کو ہم ہلاک کر چکے ہیں اس کے باشندے لوٹ کر نہیں آ سکتے۔''

یعنی جن بستیوں کو تباہ کر دیا گیا ہے'' ان کے باشندے پھر دنیا میں نہیں آ سکتے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَىٰ وَ أَصَمُّ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا يَضْرِبُهُ ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ .))[1]

''جب کافر اور مجرم حساب میں فیل ہو جاتا ہے تو قبر اس کی پسلیاں توڑ ڈالتی ہے پھر اس پر ایک اندھا بہرا داروغہ مقرر کیا جاتا ہے اس کے پاس اسے پیٹنے کے لیے

[1] رواہ احمد۔ ابو داود، مشکوۃ: ١/٢٦.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اتنی بھاری گرز ہوتی ہے جس کی ضرب سے پہاڑ بھی مٹی ہو جاتا ہے پھر وہ داروغہ اس کو مارتا ہے جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔''

اور اس کا یہ حشر قیامت تک ہوتا رہے گا۔ بتائیے اس صورت حال میں کوئی روح واپس آ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

سماعِ موتیٰ:

لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اہل قبور اپنے متوسلین کی پکار سن لیتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن و حدیث کی نصوص قطعیہ کے علاوہ ائمہ فقہ حنفی کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ مردے قوت سماع سے قطعی طور پر محروم ہیں۔ چند فتاویٰ پیش خدمت ہیں:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

الغرائب فی تحقیق المذاہب میں ہے:

((رَاَی الْاِمَامُ اَبُوْحَنِیْفَةَ رَجُلًا مَنْ یَاْتِیْ قُبُوْرَ اَهْلِ الصَّلَاحِ فَیُسَلِّمُ وَ یُخَاطِبُ وَ یَتَكَلَّمُ وَ یَقُوْلُ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ هَلْ لَكُمْ مِنْ خَبَرٍ وَ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ اَثَرٍ فَاِنِّیْ اَتَیْتُكُمْ وَ نَادَیْتُكُمْ مِنْ شُهُوْرٍ وَ لَیْسَ سُوَالِیْ مِنْكُمْ اِلَّا الدُّعَاءَ فَهَلْ دَرَیْتُمْ اَمْ غَفَلْتُمْ فَسَمِعَ اَبُوْحَنِیْفَةَ یَقُوْلُ مُخَاطِبًا لَهٗ فَقَالَ هَلْ اَجَابُوْا لَكَ قَالَ لَا فَقَالَ سُحْقًا لَكَ وَ تَرِبَتْ یَدَاكَ كَیْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ جَوَابًا وَ لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْئًا وَ لَا یَسْمَعُوْنَ صَوْتًا وَ قَرَأَ ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ﴾.)) [1]

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک شخص کو کچھ نیک لوگوں کی قبروں کے پاس آ کر سلام کر کے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے قبروں والو تم کو کچھ خبر بھی نہیں ہے اور کیا تم پر اس کا کچھ اثر بھی ہے کہ میں تمہارے پاس مہینوں سے آ رہا ہوں اور تم سے

[1] فتاوی نذیریہ، ص: ۶۷۷۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا سوال صرف یہ ہے کہ میرے حق میں دعا کر دو۔ بتاؤ تمہیں میرے حال کی کچھ خبر بھی ہے یا تم بالکل غافل ہو؟ تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس کا یہ قول سن کر اس سے دریافت کیا کہ قبروں والوں نے کچھ جواب دیا؟ وہ بولا: کچھ جواب نہیں دیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ سن کر فرمایا کہ تجھ پر ہلاکت ہو تیرے دونوں بازو خاک آلود ہو جائیں تو ایسے جسموں سے کلام کرتا ہے جو نہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ ہی آواز سن سکتے ہیں پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِo﴾ (فاطر: ٢٢)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو جو قبروں میں پڑے ہیں کچھ نہیں سنا سکتے۔''

ترجمان حنفیہ امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ:

امام محمد جو کہ آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نہ صرف شاگرد رشید ہیں بلکہ فقہ حنفی کی تدوین و اشاعت انہی کے دم قدم سے ہے، جامع صغیر میں لکھتے ہیں:

((رَجُلٌ قَالَ عَبْدُهٗ حُرٌّ اِنْ اَضْرِبَ فُلَانًا اَوْ دَخَلَ عَلَيْهِ بَيْتًا اَوْ كَلَّمَهٗ اَوْ جَامَعَ فُلَانَةً اَوْ قَبَّلَهَا اَوْ بَاشَرَهَا فَهٰذَا كُلُّهٗ اِلَى الْحَيَاةِ دُوْنَ الْمَوْتِ.)) [1]

''کسی آدمی نے حلف اٹھا کر کہا کہ میرا غلام آزاد ہوگا اگر میں فلاں آدمی کو ماروں یا اس کے گھر داخل ہو جاؤں یا اس سے کلام کروں یا فلاں عورت سے شب باشی کروں یا اسے بوسہ دوں یا جسم سے جسم لگاؤں تو اس کی یہ کلام زندگی کے ساتھ مشروط ہے اگر وہ اس آدمی کو اس کی موت کے بعد مارے یا اس کی موت کے بعد اس کے گھر چلا جائے یا اس عورت کے مرنے کے بعد اس سے مباشرت کرے گا تو اس کا غلام آزاد نہیں ہوگا۔''

[1] جامع صغیر، ص: ٧٤.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فقیہ مرغینانی کا فتویٰ:

((كَذَا الْكَلَامُ وَ الدُّخُوْلُ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنَ الْكَلَامِ الْاِفْهَامِ وَ الْمَوْتُ يُنَافِيْهِ .)) ❶

''اگر میں تجھ سے کلام کروں یا تجھے ملنے آؤں تو میرا غلام آزاد ہوگا۔ لہٰذا اگر متکلم نے اس سے مرنے کے بعد کلام کی یا اس کی میت کے پاس آیا تو اس متکلم کا غلام آزاد نہ ہوگا۔ کیونکہ کلام سے مراد افہام ہے اور موت افہام (سمجھانا) کے منافی ہے۔''

عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں:

((اِذَا حَلَفَ لَا يُكَلِّمُ فُلَانًا اَوْ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى فُلَانٍ فَكَلَّمَهٗ اَوْ دَخَلَ عَلَيْهِ بَعْدَ مَا مَاتَ لَا يَحْنُثُ فِيْ يَمِيْنِهٖ .)) ❷

''کوئی آدمی اگر یہ حلف اٹھائے کہ میں فلاں سے کلام نہیں کروں گا یا اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ پھر وہ فلاں مر گیا اور اس نے اس کی میت سے گفتگو کی یا میت کے پاس چلا گیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ مردہ میں سننے کی قدرت نہیں ہوتی۔''

علماء عقائد کے فتاویٰ:

علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں:

((وَ لَا نِزَاعَ فِيْ اَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ .)) ❸

''اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ میت سماع کی قوت سے محروم ہے۔''

---

❶ هداية الاولين، باب اليمين فى القتل و الضرب: ٢/ ٥١٥ (مترجم).

❷ حاشية هداية: ٢/ ٥٠٤.

❸ شرح المقاصد: ٢/ ٣٣۔ بحوالہ فتاوى نذيرية: ١/ ٦٧٣.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((وَ الْمُوْصِلُ لِلثَّوَابِ اِلَى الْمَيِّتِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ لِاَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ بِنَفْسِهٖ .)) ❶

''پسماندگان کے صدقہ خیرات کا ثواب براہ راست میت کو نہیں پہنچتا بلکہ اللہ میت تک ثواب پہنچا دیتا ہے کیونکہ میت بذات خود قوت سماع سے قطعی محروم ہے۔''

فائدہ: علامہ سید السند میر شریف جرجانی اور علامہ سید محمود آلوسی نے لکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت کے علی الرغم معتزلہ، صالحیہ، بزیغیہ اور ملحد ابن راوندی جیسے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مردوں میں قوت سماع اور قوت ارادہ موجود رہتی ہے۔ ❷

شبہ ①:...... صحیح بخاری میں ہے کہ فتح بدر کے بعد کنویں میں پڑی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی نعشوں کو رسول اللہ ﷺ نے خطاب کیا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مردوں میں قوت سماع ہوتی ہے ورنہ خطاب کا کیا مطلب تھا؟

جواب:...... علامہ شامی حنفی رد المختار میں لکھتے ہیں:

((اِنَّ عَائِشَةَ رَدَّتْهُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَ مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ وَ ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ وَ اِنَّهٗ اِنَّمَا قَالَ عَلٰى وَجْهِ الْمَوْعِظَةِ لِلْاَحْيَاءِ وَ بِاَنَّهٗ مَخْصُوْصٌ بِاُولٰئِكَ تَضْعِيْفًا لِلْحَسْرَةِ عَلَيْهِمْ وَ بِاَنَّهٗ خُصُوْصِيَّةٌ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَام .)) ❸

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آیت ﴿وَ مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ اور ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ کے تحت اس خطاب کو مسترد کر دیا تھا نیز یہ مردوں کو خطاب نہ تھا بلکہ یہ زندوں کے لیے وعظ تھی، پھر یہ صرف قلیب بدر والوں کے لیے خاص تھا تاکہ ان کی حسرت میں مزید اضافہ ہو جائے اور یہ محض

---

❶ شرح فقه اكبر، ص: ١٥٥.　❷ روح المعاني۔ فتاوى نذيرية: ١/ ٦٧٣.

❸ رد المختار: ٣/ ٨٣٦.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کا معجزہ تھا اور معجزہ سے استدلال درست نہیں۔"

شبہ ②:...... صحیح بخاری میں ہے کہ جب میت کو دفن کر کے واپس آنے لگتے ہیں تو میت جوتوں کی چاپ سنتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ مردے میں قوت سماع ہے۔

جواب:...... اس شبہ کے جواب میں علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

((اِنَّهٗ یَخُصُّ ذٰلِكَ بِاَوَّلِ الْوَضْعِ فِی الْقُبُوْرِ مُقَدَّمَةٌ لِلسُّؤَالِ جَمْعًا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْاٰیَتَیْنِ فَاِنَّهٗ شِبْهٌ فِیْمَا الْكُفَّارُ بِالْمَوْتٰی لِعَدْمِ الْاِفَادَةِ بَعْدَ سَمَاعِهِمْ وَ هُوَ فَرْعُ عَدْمِ سَمَاعِ الْمَوْتٰی كَذَا ذَكَرَهٗ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ .)) ❶

"یہ سماع اول وقت کے ساتھ مخصوص ہے جب منکر نکیر قبر میں سوال کرنے کے لیے آتے ہیں تو اس وقت جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے چنانچہ اس وقت روح سن بھی لیتی ہے۔ اس طرح حدیث اور قرآن کی دونوں آیتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن سن کر فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے کفار کو مردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور عدم افادہ عدم سماع موتیٰ کی فرع ہے۔"

بہر حال ان دو احادیث کے علاوہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ شرح الصدور میں چند ایسی مزید روایات بھی نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں میں سماع کی صلاحیت ہوتی ہے لیکن حافظ سیوطی رحمہ اللہ کی یہ روایات معتبر نہیں ہیں۔ خصوصاً عقائد میں تو سرے سے ان کا کچھ بھی اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کے رسائل کا دار و مدار چوتھے طبقہ کی کتب پر ہے اور ان کتابوں کی روایات عقائد و اعمال میں معتبر نہیں ہوتیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ما یہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر خود ہمیں کتابہا است و اشتغال باحادیث ایں کتب واستنباط احکام از انہا لا طائل می نمانید۔" ❷

---

❶ رد المختار: ۳/۸۳۴ طبعة مصطفی بابی مصر. ❷ عجالة نافعة، ص: ۸.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''شیخ جلال الدین کے رسائل اور نوادر کا مواد طبقات کتب حدیث کے چوتھے طبقہ کی کتابوں سے ماخوذ ہے اور ان کتابوں میں مشغول ہونا اور ان کتابوں کی روایات پر عقائد واعمال کی بنیاد استوار کرنا صحیح نہیں ہے۔''

بلکہ بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تیسرے طبقہ کی کتب حدیث مثلاً تصنیفات امام بیہقی رحمہ اللہ اور ابو یعلی وغیرہ کی اکثر روایات سے بھی فقہاء استدلال نہیں کرتے کیونکہ ان کتابوں میں صحیح احادیث کے علاوہ ضعیف بلکہ موضوع احادیث بھی موجود ہیں ان کی اصل عبارت یہ ہے:

''احادیث صحیح وحسن وضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز دراں کتب یافتہ می شود در رجال آں کتب بعض موصوف بعدالت اند و بعض مستور و بعض مجہول و اکثر آں احادیث معمول بہ نزد فقہاء نشدہ اند بلکہ اجماع برخلاف آنہا منعقد گشتہ واں ایں است مسند شافعی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، مسند ابی یعلیٰ، کتب بیہقی، کتب طحاوی، تصانیف طبرانی۔'' [1]

تصرف میت:

یہ عقیدہ رکھنا کہ میت تصرف کرتی ہے اور لوگوں کے کام کاج سنوارتی ہے بقول فقہاء حنفیہ کفر ہے اور پہلے بحوالہ غرائب فی تحقیق المذاہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب بیان ہو چکا ہے کہ میت نہ سنتی ہے اور نہ جواب دیتی ہے اور نہ کسی کے حق میں دعا کرسکتی ہے۔ مزید فتاویٰ ہدیہ قارئین ہیں:

علامہ محمد امین شامی کا فتویٰ:

((كَانَ يَقُوْلُ يَا سَيِّدِىْ فُلَانُ اِنْ رُدَّ غَائِبِىْ اَوْ عُوْفِىَ مَرِيْضِىْ اَوْ قُضِيَتْ حَاجَتِىْ فَلَكَ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ اِنَّهٗ اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِى الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اِعْتِقَادُ ذٰلِكَ كُفْرٌ .)) [2]

[1] عجالہ نافعہ، ص: ۷۔ [2] شامی: ۲/ ۱۳۱۔ آخر کتاب الصوم، الابداع، ص: ۸۹۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ اے میرے فلاں آقا، اگر میری غائب شدہ چیز واپس کر دی جائے یا میرا مریض شفایاب ہو جائے یا میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو میں تمہارے لیے اتنا سونا چاندی دوں گا۔ یہ نذریں کئی وجوہات سے حرام ہیں۔ منجملہ ان کے ایک وجہ یہ ہے کہ نذر ماننے والے کا یہ عقیدہ ہے کہ میت کو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہے اور اس کا یہ عقیدہ کفر ہے۔''

علامہ قاسم حنفی کا فتویٰ:

((وَ الْمَيِّتُ لَا يَمْلِكُ وَ اِنَّهٗ اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْاَمْرِ كَفَرَ)) [1]

''فقہاء کے ہاں یہ امر مسلّم ہے کہ میت کسی چیز کی مالک نہیں ہوتی، اگر کسی شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ میت کو تصرف کرنے کا اختیار ہے تو وہ اپنے اس غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کافر ہو گیا۔''

حضرت شاہ اسحاق کا فتویٰ:

((قَالَ فِي الْبَزَازِيَّةِ وَغَيْرِهٖ مِنْ كُتُبِ الْفَتَاوٰى مَنْ قَالَ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ كَذَا قَالَ الشَّيْخُ فَخْرُ الدِّيْنِ عُثْمَانُ الْجَيَانِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ الْحَنَفِيِّ فِيْ رِسَالَتِهٖ وَ مَنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْاَمْرِ دُوْنَ اللّٰهِ اَوِ اعْتَقَدَ بِهٖ ذٰلِكَ كَفَرَ كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .)) [2]

''اور دوسرے فتاویٰ بزازیہ وغیرہ کتب فتاویٰ میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہیں اور جانتی ہیں تو ایسے عقیدے والا شخص کافر ہو جاتا ہے۔ جیسے شیخ فخر الدین حنفی نے اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے اور جو شخص یہ کہے کہ دینی اور دنیاوی معاملات میں میت تصرف کرتی ہے اور اس کا عقیدہ بھی یہی ہو

---

[1] در البحار، بحوالہ رفاہ المسلمین ترجمہ اربعین مسائل، ص: ۱۰۷.

[2] مائۃ مسائل، ص: ۲۴۔ مسئلۃ نمبر ۲۴، طبع مجیدی کتب خانہ۔ فتاوی بزازیہ.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ایسا شخص کافر ہے۔“

اہل قبور سے فتویٰ پوچھنا:

عقیدہ سماع کی طرح یہ عقیدہ بھی غلط ہے، علماء محققین نے اس عقیدہ کو بھی باطل اور غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ محقق عصر حاضر شیخ علی محفوظ مصری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَ مَا يَصْنَعُهُ الْعَامَةُ مِنْ تَقْدِيمِ عَرَائِضِ الشَّكْوٰى وَ اِلْقَائِهَا دَاخِلَ الضَّرِيْحِ زَاعِمِيْنَ اَنَّ صَاحِبَ الضَّرِيْحَ يَفْصِلُ فِيْهَا وَ رُبَمَا كَانَ الْمَطْلُوْبُ اِلْحَاقَ الْاَذٰى بِمُسْلِمٍ اَوْ مُسْلِمَةٍ .)) [1]

مروجہ غیر شرعی رسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اپنی بیماری وغیرہ کی صحت معلوم کرنے کے لیے اپنی عرضیاں قبر میں ڈال دیتے ہیں تا کہ صاحب قبر انہیں صحت کی خوشخبری سنائے۔ جو کہ سراسر غلط کام ہے، بعض اوقات ان ہتھکنڈوں اور ٹونے ٹوٹکوں سے مسلمان بھائی اور بہن کو ایذا رسانی مقصود ہوتی ہے۔“

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مسلمانوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

[1] الابداع فی مضار الابتداع، ص: ۵۸.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے تھا جس پہ اسلام نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

تفصیل سے قطع نظر بطورِ ''الدین النصیحة'' یہاں چند آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ تحریر کرنا چاہوں گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (النمل: ٦٢)

''بھلا کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور تکلیف دُور کرتا ہے اور تم کو زمین میں خلیفے بناتا ہے (باپ کے مرنے کے بعد بیٹا قائم مقام ہو جاتا ہے) بتلاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پاتے ہو۔''

دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (فاطر: ٢)

''جس قسم کی رحمت کا دروازہ بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کھول دے کوئی اس کو بند نہیں کرسکتا اور جسے بند کر دے اس کے بعد کوئی اسے کھولنے والا نہیں۔ کیونکہ اللہ بڑی قدرت والا حکمت والا ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ (الجن: ۲۱)

''تو کہہ یقیناً میں تمہارے لیے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا۔''

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

﴿وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ﴾ (فاطر: ۱۳)

''اس کے سوا جن (انبیاء علیہم السلام، اولیاء اور صلحاء) کو تم پکارتے ہو (اور جن سے مرادیں مانگتے ہو) وہ ایک دھاگے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔''

﴿وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (یونس: ۱۰۶)

''اور اللہ کے سوا کسی چیز کو نہ پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکے اور نہ نقصان (یاد رکھو کہ) اگر یہ کام تم نے کیا (یعنی اللہ کے سوا کسی کو بغرض استمداد یا بطور عبادت پکارا) تو فوراً تو بھی ظالموں میں شمار ہوگا۔''

مولانا خرم علی بلہوری فرما گئے ہیں:

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
جو کام آوے تمہاری بے کسی میں

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

خبر قرآن میں ہے یہ محقق
نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق

﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸)

''پس نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی اور کو۔''

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((اَلدُّعَاءُ كَالنِّدَاءِ وَ قَدْ يُسْتَعْمَلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَوْضِعُ الْاٰخِرِ ...... ﴿لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ﴾ .)) [1]

''دعا اور ندا آپس میں مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتے ہیں جیسے کہ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں دعا ندا کے معنی میں ہے۔''

شیخ ابوالقاسم القشیری فرماتے ہیں:

((جَاءَ الدُّعَاءُ فِي الْقُرْاٰنِ عَلٰى وُجُوْهٍ مِنْهَا الْعِبَادَةُ ﴿لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ﴾ وَ مِنْهَا الْاِسْتِغَاثَةُ ﴿وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ .)) [2]

''قرآن مجید میں لفظ دعا متعدد معنوں میں آیا ہے۔ من جملہ ان کے ایک معنی عبادت بھی ہے۔ جیسے کہ قرآن میں آیت ﴿لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ میں

---

[1] مفردات القرآن، ص: ۱۷۰۔

[2] فتح الباری، شرح صحیح بخاری: ۱۱/۱۱۳، کتاب الدعوات۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لفظ دعا عبادت کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور دعا کا ایک معنی استغاثہ (مدد طلب) کرنا بھی ہے جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کہ قرآن مجید کا مقابلہ اور معارضہ کرنے کے لیے منکرو تم اپنے ساتھیوں سے بھی مدد لو۔"

احادیث رسول ﷺ:

حدیث اول:......سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تاکیداً فرمایا:

((اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَ اسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ لَا تَعْجَزْ وَ اِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اِنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَ كَذَا وَ لٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَ مَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطٰنِ .)) [1]

"اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آخرت میں نفع دینے والے کاموں پر حرص رکھنا اور ہر معاملہ میں اللہ ہی سے مدد مانگ اور اس سلسلہ میں سستی کو راہ نہ دینا اور پہنچنے والے کسی نقصان پر یہ نہ کہو کہ اگر میں یوں کر لیتا تو یوں نہ ہوتا۔ بلکہ یہ کہو کہ جو ہوا مشیت الٰہی کے مطابق ہوا ہے، کیونکہ آرزوؤں سے شیطان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔"

حدیث اول:......

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهِ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَ اِذَا سَئَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَ اعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَ لَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ

[1] صحيح مسلم، باب الايمان بالقدر: ٢/٣٣٨۔ و الاذعان له مشكوة، ص: ٤٥٢ باب التوكل.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَـضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ .)) ❶

”سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے برخوردار تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر اللہ تیری نگہبانی کرے گا۔ تو اسے (اپنی مدد کے لیے) اپنے سامنے موجود پائے گا۔ جب کوئی سوال کرنا تو اللہ ہی سے کرنا اور جب مدد مانگنا تو اللہ ہی سے مانگنا اور یہ بھی یقین رکھنا کہ (انبیاء علیہم السلام وصلحاء سمیت) پوری امت مل کر بھی بجز اللہ کی مرضی کے تجھے نہ کچھ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان کیونکہ قلمیں اٹھا لی گئی ہیں اور مقدر کے صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔“

اگرچہ قرآن و حدیث کی تصریحات کے بعد مسلمان کے لیے کسی مزید تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم مزید تسلی کے لیے چند نامور حنفی مفتیوں کے فتوے پیش کیے جاتے ہیں......شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

محدث ابن طاہر حنفی کا فتویٰ:

((مَـنْ قَـصَـدَ لِـزِيَـارَةِ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الصُّلَحَاءِ اَنْ يُصَلِّیَ عِنْدَ قُبُـوْرِهِمْ وَ يَدْعُوْ عِنْدَهَا وَ يَسْئَلُهُمُ الْحَوَائِجَ فَهٰذَا لَا يَجُوْزُ عِنْدَ اَحَـدٍ مِـنْ عُـلَـمَـاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّ الْعِبَادَةَ وَ طَلَبُ الْحَوَائِجِ وَ الْاِسْتِعَانَةِ حَقُّ اللّٰهِ وَحْدَهٗ .)) ❷

”جو قصد کرے واسطے زیارت کرنے قبروں انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کے یہ کہ نماز پڑھے نزدیک قبروں ان کی کے اور مدد مانگے ان کے نزدیک اور مانگے ان سے حاجتیں اپنی، پس یہ جائز نہیں ہے کسی کے نزدیک علماء مسلمین سے، اس لیے کہ

---

❶ رواه احمد و الترمذی، بحوالہ مشکوۃ، ص: ٤٥٣.

❷ مجمع بحار الانوار، فتاوی نذیریہ: ١٠٣/١.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

مقرر عبادت اور حاجتوں کا مانگنا اور مدد چاہنی حق اللہ وحدہٗ لاشریک کا ہے۔'' ❶

سوال:...... ''از انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام وشہداء وصلحاء عالی مقام بعد موت شاں استمداد بایں طور کہ یا فلاں از حق تبارک وتعالیٰ حاجت مرا بخواہ وشفیع من بشو ودعاء من بخواہ، درست است۔''

''یا نہ کہ انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام، شہداء اسلام اور صلحاء عالی مقام کی موت کے بعد ان سے بایں طور مدد طلب کرنا کہ اے فلاں اللہ تعالیٰ سے میری حاجت طلب کر اور میرا سفارشی بن کر میری دعا طلب کر، کہنا درست ہے یا نہیں؟''

جواب:...... شاہ عبدالعزیز دہلوی استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا غائبانہ بے شبہ بدعت است درزمان صحابہ وتابعین نبود۔'' ❷

''مردوں سے مدد چاہنا خواہ ان کی قبروں کے نزدیک سے یا دُور سے بلاشبہ خلاف سنت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دَور میں اس بدعت کا رواج نہ تھا۔''

شرکِ جلی:

اگرچہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے اس فتویٰ استمداد از اموات کو شرک کی بجائے خلافِ سنت لکھا ہے تاہم انہوں نے درج ذیل فتویٰ میں اس کو شرک جلی قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''در باب استعانت بارواح طیبہ دریں امت افراط بسیار بوقوع آمدہ آنچہ جہال و عوام اینہا می کنند وایشاں را در ہر عمل مستقل دانستہ اند، بلاشبہ شرک جلی است۔'' ❸

''ارواح طیبہ سے مدد مانگنا اس امت میں عام ہو گیا ہے۔ جہلاء اور عوام بزرگوں کی روحوں کو ہر عمل میں مختار مانتے ہیں، سو واضح ہو کہ یہ عقیدہ بلاشبہ شرک

---

❶ ترجمہ از ظفر جلیل مولانا قطب الدین حنفی دہلوی۔

❷ فتاوی، عزیزی: ۱/۸۹. ❸ فتاوی عزیزیة، ص: ۱/۱۲۱.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جلی ہے۔''

شاہ اسحاق کا فتویٰ:

ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''استعانت واستمداد از اہل قبور بہر نہج کہ باشد جائز نیست۔'' ❶

''اہل قبور سے تعاون اور مدد مانگنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔''

سوال:...... اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کو یہ قوت حاصل ہے کہ جس مقام سے کوئی ان کو پکارے اس کی ندا کو سنتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو موافق عقائد شرعیہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے؟

جواب (علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ):...... یہ عقیدہ خلاف عقیدہ اہل اسلام بلکہ شرک ہے۔ ہر شخص کی ندا کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا خاص ہے پروردگار عالم کے ساتھ یہ صفت کسی مخلوق میں نہیں۔'' ❷

علامہ اقبال کی رائے گرامی:

سوال:...... جناب فوق، قبروں پر جانا چاہیے یا نہیں؟

جواب:...... اگر مراد اس سے قبر پرستی ہے یعنی صاحبان قبور سے حاجات طلب کی جائیں جس طرح اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر کی جاتی ہیں تو میں اس کے خلاف ہوں اور گناہ سمجھتا ہوں۔ ❸

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبر پرستی سے محفوظ رکھے۔ آمین

عطا کردے انہیں یا رب بصارت بھی بصیرت بھی
مسلماں جا کے لٹتے ہیں سواد خانقاہی میں

(اقبال)

❶ اربعین، ص: ٤٣.
❷ فتاوی عبدالحی، ص: ٩٥.
❸ مقالات اقبال، ص: ١٤٨.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پیر جیلانی رحمہ اللہ کی آخری وصیت:

مرض موت میں آپ کے لخت جگر شیخ عبدالوہاب رحمہ اللہ نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے ایسی وصیت فرمائیے جس پر میں آپ کے بعد عمل پیرا ہوسکوں۔ شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے یہ وصیت کی کہ

''اللہ سبحانہ سے ہمیشہ ڈرتا رہ اور اس کی مخلوق میں سے کسی کا ڈر نہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے اپنی امیدیں اور حاجتیں وابستہ نہ کر۔ اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر اعتماد اور بھروسہ نہ رکھ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق توحید کی مضبوطی اختیار کر کیوں کہ توحید پر سلف نے اجماع کیا ہے۔'' [1]

ناظرین باتمکین! ہم نے قرآن عزیز کی سیکڑوں آیات میں سے بخوف طوالت سات آیات دو احادیث اور نامور مفتیان احناف کے چھ فتوے، علامہ اقبال کی رائے گرامی اور پیر عبدالقادر جیلانی کی آخری وصیت آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے تاکہ آپ خود فیصلہ کر سکیں کہ اہل قبول سے استمداد ناجائز ہی نہیں بلکہ شرک جلی ہے۔

ایک شبہ:...... ایک حدیث میں ہے:

((اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا بِاَهْلِ الْقُبُوْرِ .))

''جب تمہیں کسی کام میں حیرانی ہو تو اہل قبور سے مدد مانگو۔''

معلوم ہوا کہ اہل قبور سے استمداد جائز ہے۔

جواب:...... یہ حدیث نہیں بلکہ یار لوگوں کی خودساختہ حدیث ہے۔ یعنی محدثین نے صراحت سے لکھا ہے کہ یہ جھوٹی بات ہے۔

((هُوَ كَلَامٌ مَوْضُوْعٌ مَكْذُوْبٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ .)) [2]

---

[1] فتوح الغیب مع شرح فارسی، ص: ٤١٥.

[2] اقتضاء الصراط المستقیم.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''اس روایت کے فرضی اور جھوٹی ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اس روایت کے بعد فرماتے ہیں:

''ایں حدیث قول مجاوراں برائے اخذ نذر و نیاز بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افترا کردہ اند، در کتب صحاح حدیث اصل ندارد۔'' ❶

''یہ حدیث نذر نیاز بٹورنے کے لیے مجاوروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کی ہے احادیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔''

شبہ دوم:...... ((اِذَا اَعْیَتْکُمُ الْاُمُوْرُ فَعَلَیْکُمْ بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ .))

''جب مشکلات تمہیں تھکا دیں تو اہل قبور سے مدد مانگو۔''

شبہ سوم:...... ((لَوْ اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ ظَنَّہٗ بِحَجَرٍ لَنَفَعَہٗ .))

''اگر کوئی پکے یقین کے ساتھ پتھر سے کچھ مانگے تو وہ بھی نفع دے۔''

جواب:......حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''و امثال ایں حدیث ہا بسیار اند کہ صریح مناقض دین اسلام است، نسبت وضع عابدان اصنام مقابر یہ۔'' ❷

''ایسی فرضی احادیث بکثرت مشہور ہیں جو کہ دین اسلام کے صریح خلاف ہیں جنہیں قبر کے مجاوروں نے گھڑ رکھا ہے۔''

حصول فیض کے لیے کسی قبر کے پاس جانا ناجائز ہے:

زیارت قبور بلاشبہ مسنون اور باعث ثواب ہے مگر اندرون ملک اور بیرونِ ممالک میں خانقاہوں اور مزاروں پر باہتمام خاص حصول فیض کے لیے جانا، بحکم رسول منع اور ناجائز ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ

❶ ابلاغ المبین، ص: ۹۹.

❷ ابلاغ المبین، ص: ۲۵.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی .))❶

''سواریوں پر سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔''

یہاں صیغہ ''لَا تُشَدُّ'' نفی مجہول کا استعمال ہوا ہے اور سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث میں صیغہ لَا تُشَدُّوْا جمع مذکر حاضر فعل نہی بھی وارد ہے۔ یعنی سواریاں استعمال نہ کرو۔

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُشَدُّوْا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی .))❷

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثواب کی نیت سے کسی بھی جگہ کی طرف سفر نہ کرو سوائے ان تین مساجد کے، میری یہ مسجد، بیت اللہ شریف اور مسجد اقصی۔''

ان دونوں صحیح حدیثوں سے ظاہر ہوا کہ سوائے ان تین مسجدوں کے ثواب اور تبرک حاصل کرنے کے لیے کسی نبی، صحابی، شہید اور ولی کی قبر کی طرف جانا منع ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کوہ طور پر جانے پر سیّدنا بصرہ بن ابی بصرہ نے اعتراض کیا تھا۔ پوری حدیث یہ ہے:

((قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ فَلَقِیْتُ بُصْرَةَ بْنَ اَبِیْ بُصْرَةَ الْغِفَارِیَّ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتَ فَقُلْتُ مِنَ الطُّوْرِ فَقَالَ لَوْ اَدْرَكْتُكَ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ اِلَیْهِ مَا خَرَجْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَا تُعْمَلُ الْمُطِیُّ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِلٰی مَسْجِدِیْ هٰذَا وَ اِلٰی مَسْجِدِ اِیْلِیَاءَ .))❸

❶ صحیح بخاری: ۱/۱۵۸ـ صحیح مسلم: ۱/۴۴۷.

❷ صحیح مسلم: ۳/۴۳۳.

❸ موطأ امام مالك، ص: ۹۲، اصح المطابع کراچی.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے ہو کر آئے ہو؟ تو میں نے کہا کوہ طور سے، انہوں نے کہا اگر میں تمہارے کوہ طور جانے سے پہلے ملتا تو تم کوہ طور کی طرف نہ جاتے یعنی میں تم کو روک دیتا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ نہ کام میں لائی جائے سواری یعنی سفر نہ کیا جائے مگر ان تین مسجدوں کی طرف؛ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔''

سیدنا قزعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کوہ طور کی زیارت کا قصد کیا اور پھر اس بارے میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اپنے ارادے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بھی بصرہ غفاری والی حدیث سنا کر کہا:

((دَعْ عَنْكَ الطُّوْرَ فَلَا تَاْتِهِ .)) [1]

''کوہ طور پر جانے کا خیال چھوڑ دیجیے، وہاں مت جائیے۔''

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

((اَنَّـهٗ رَاَى النَّاسَ فِيْ سَفَرٍ يَتَبَادَرُوْنَ اِلٰى مَكَانٍ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَـقَـالُوْا قَدْ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَـقَـالَ مَنْ عَرَضَتْ لَهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَ اِلَّا فَلْيَمْضِ فَاِنَّمَا هَلَكَ اَهْلُ الْكِتَابِ لِاَنَّهُمْ تَتَبَّعُوْا اٰثَارَ اَنْبِيَائِهِمْ فَاتَّخَذُوْهُمْ كَنَائِسَ وَ بِيَعًا .)) [2]

''سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سفر میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک مکان کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی، انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس جگہ پر نماز پڑھی تھی، اس لیے وہ بھی وہاں نماز پڑھنے کے خواہاں ہیں تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جسے نماز پڑھنی

---

[1] قال ناصر الدين الالبانی اخرجه الازرقی فی اخبار مكة باسناد صحيح و رجاله رجال الصحيح.

[2] فتح الباری: ١/٤٦٩ـ احكام الجنائز البانی، ص: ٢٢٦.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہو وہ یہاں ہی نماز پڑھ لے ورنہ اپنا سفر شروع رکھے۔ اہل کتاب اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو گرجے اور عبادت خانے بنا لیا تھا۔“

سیدنا بصرہ بن ابی بصرہ رضی اللہ عنہ اور قزعہ رضی اللہ عنہ کی ان دونوں حدیثوں اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس امتناعی حکم سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ”لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ“ کے الفاظ کو ان کے عموم پر ہی رکھا ہے یعنی ان تینوں مساجد کے سوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نہ تو کسی مسجد کی طرف سفر کی اجازت ہے اور نہ کسی مزار اور کاشانے کی طرف جانے کی چھٹی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((فَقَالَ الشَّيْخُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْجُوَيْنِيُّ يَحْرُمُ شَدُّ الرِّحَالِ اِلٰى غَيْرِهَا عَمَلًا بِظَاهِرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَشَارَ الْقَاضِيْ حُسَيْنٌ اِلٰى اِخْتِيَارِهٖ وَ بِهٖ قَالَ عَيَاضٌ وَ طَائِفَةٌ وَ يَدُلُّ عَلَيْهِ مَا رَوَاهُ اَصْحَابُ السُّنَنِ مِنْ اِنْكَارِ بُصْرَةَ الْغِفَارِيِّ عَلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ خُرُوْجَهٗ اِلَى الطُّوْرِ وَ اسْتَدَلَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَتَدَلَّ عَلٰى اَنَّهٗ يَرٰى حَمْلَ الْحَدِيْثِ عَلٰى عُمُوْمِهٖ وَ وَافَقَهٗ اَبُوْهُرَيْرَةَ.)) [1]

”شیخ ابو محمد جوینی نے کہا ہے کہ حرام ہے جانا سوائے ان تین جگہوں کے کسی اور جگہ کی طرف بوجہ عمل کرنے کے اس حدیث کے ظاہر پر اور اشارہ کیا قاضی حسین نے اس کے پسند کرنے پر اور قاضی عیاض نے بھی یہی کہا ہے اور دوسری ایک جماعت کا بھی اسی طرف رجحان ہے اور دلالت کرتی ہے اوپر اس کے وہ روایت جس کو اصحاب سنن نے ذکر کیا کہ سیّدنا بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے انکار کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کوہ طور پر جانے کے بارے میں اور بصرہ نے استدلال کیا اس حدیث سے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ انہوں نے اس حدیث کو اس کے عموم

[1] فتح الباری: ۳/۵۳.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پر قائم رکھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی موافقت کی۔''

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَ مِنْهَا الْحَجُّ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَ ذٰلِكَ اَنْ يَقْصُدَ مَوَاضِعَ مُتَبَرَّكَةٍ مُخْتَصَّةٍ بِشُرَكَائِهِمْ يَكُوْنُ الْحُلُوْلُ بِهَا تَقَرُّبًا مِنْ هٰؤُلَاءِ فَنَهَى الشَّرْعُ ذٰلِكَ وَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ .)) ❶

''من جملہ شرکیہ امور میں سے ایک اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ کے لیے حج کرنا ہے یعنی قصد کیا جائے اپنے معبودوں کے متبرک مخصوص مقام کا کہ وہاں جانا ان کے نزدیک حج ہونے کا باعث ہے پس شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مکان کی طرف سفر نہ کیا جائے۔''

الشیخ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

((اَقُوْلُ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقْصُدُوْنَ مَوَاضِعَ مُعَظَّمَةٍ بِزَعْمِهِمْ وَ يَزُوْرُوْنَهَا وَ يَتَبَرَّكُوْنَ بِهَا وَ فِيْهِ مِنَ التَّحْرِيْفِ وَ الْفَسَادِ مَا لَا يَخْفٰى فَسَدَّ النَّبِيُّ ﷺ الْفَسَادَ لِئَلَّا يَلْتَحِقَ غَيْرُ الشَّعَائِرِ بِالشَّعَائِرِ وَ لِئَلَّا يَصِيْرَ زَرِيْعَةً لِعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ وَ الْحَقُّ عِنْدِيْ اَنَّ الْقَبْرَ وَ مَحَلَّ عِبَادَةِ وَلِيٍّ مِنْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ وَ الطُّوْرَ كُلُّ ذٰلِكَ سِوَاهُ فِي النَّهْيِ ، وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ .)) ❷

''میں کہتا ہوں اہل جاہلیت مکانات معظّمہ کا قصد کرتے تھے کہ اپنے گمان میں ان مکانات کو بزرگ جانتے تھے اور زیارت کرتے تھے اور اس طرح کے قصد کرنے میں اور بزرگی جاننے میں تحریف (دین) اور فساد مقرر ہے کہ نہیں پوشیدہ پس بند کیا حضرت محمد ﷺ نے فساد تاکہ نہ مل جاویں غیر شعائر ساتھ شعائر

❶ حجة الله : ۱/۶۳. ❷ حجة الله : ۱/۱۹۲.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے اور نہ ہو جاوے وسیلہ واسطے عبادت غیر اللہ کے اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ قبر اور جگہ بندگی کرنے کسی ولی کی اولیاء اللہ میں سے اور کوہ طور نہی میں سب برابر ہیں۔ یعنی ان سب چیزوں کی طرف سفر نہ کرے۔'' ❶

الشیخ تفہیمات الٰھیہ میں لکھتے ہیں:

((مَنْ ذَهَبَ اِلٰی بَلْدَةِ اَجْمِیْرَ اَوْ اِلٰی قَبْرِ سَالَارٍ مَسْعُوْدٍ غَازِی اَوْ مَضٰھَا لِاَجْلِ حَاجَةٍ یَطْلُبُھَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ اِثْمًا کَبِیْرًا مِنَ الْقَتْلِ وَ الزِّنَا لَیْسَ مِثْلَهٗ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الْمَصْنُوْعَاتِ اَوْ مِثْلَ مَنْ کَانَ یَدْعُو اللَّاتَ وَ الْعُزّٰی .)) ❷

شیخ عبدالحق لکھتے ہیں:

((وَ لٰکِنَّ الْمَعْنَی الْمُتَبَادَرَ اِلَی الْفَھْمِ عِنْدَ الْاِنْصَافِ ھُوَ النَّھْیُ عَنِ السَّفَرِ اِلٰی مَکَانٍ اِلَّا الْمَسَاجِدَ الثَّلَاثَةَ وَ الْاَمْکِنَةَ مِنْ جِنْسِ الْمَسَاجِدِ غَیْرَ اَنَّهٗ جِنْسٌ بَعِیْدٌ وَ لَا یَجِبُ فِی الْمُسْتَثْنَی الْمُفَرَّغِ اَنْ یَکُوْنَ جِنْسًا قَرِیْبًا .)) ❸

''انصاف کی رو سے ذہن کے قریب یہی معنی معلوم ہوتا ہے کہ سوائے ان تین مسجدوں کے ثواب وتبرک کی نیت سے کسی جگہ کی طرف بھی سفر کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ لا تشد الرحال میں مستثنیٰ مفرغ ہے اور مستثنیٰ مفرغ میں جنس قریب کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔''

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''مترجم گوید تحقیق درینجا آں است کہ در جاہلیت سفرمی کردند بمواضع متبرکہ بزعم خویش آپ ﷺ سد باب تحریف فرمود وسفر را برائے مواضع متبرکہ غیر مساجد

---

❶ مظاهر حق: ١/٢٤٠١، مطبع نول كشور. ❷ تفهيمات الهية: ٢/٤٩.

❸ اشعة اللمعات بحواله اشية بخارى: ١/٢٥١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بقصد خصوصیت تبرک بآں مواضع منع فرمود تا امر جاہلیت رواج نہ گردو، آیا نمے بینی کہ بصرہ غفاری نہی را شامل طور داشت وابو ہریرہ را از طور منع کرد، واللہ اعلم۔'' ❶

اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ بزعم خویش مقامات متبرکہ کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے تحریف (دین) کا دروازہ بند فرمایا اور سوائے تین مساجد کی طرف سفر کے باقی تمام متبرک مقامات کی طرف سفر بقصد خصوصیت تبرک منع فرما دیا تا کہ امر جاہلیت رواج نہ پکڑ جائے، کیا تو دیکھتا نہیں کہ سیّدنا بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے طور جیسی مقدس جگہ کی طرف سفر کو حکم منع میں شامل رکھا ہے اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کوہ طور کی طرف جانے سے منع فرمایا ہے۔

قبر کو قبلہ بنانا:

کسی بھی قبر کو قبلہ بنانا اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا سخت منع ہے، چنانچہ سیّدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((عَنْ اَبِیْ مَرْثَدِنِ الْغَنَوِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَ لَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا .)) ❷

''سیّدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرماتے تھے کہ نہ تو قبروں کے اوپر بیٹھو اور نہ ان کو قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھو۔''

محقق علی محفوظ مصری لکھتے ہیں:

((وَ السِّرُّ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ تَخْصِیْصَ الْقُبُوْرِ عِنْدَھَا یُشْبِہُ تَعْظِیْمُ الْاَصْنَامِ بِالسُّجُوْدِ وَ التَّقَرُّبِ اِلَیْھَا .)) ❸

''بالخصوص قبروں کے پاس نماز پڑھنے سے منع کرنے میں راز یہ ہے کہ اس طرح ان لوگوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے جو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور اس وجہ

---

❶ مصفی شرح موطأ، ص: ۹۰. ❷ صحیح مسلم مع نووی: ۱/ ۳۰۲.
❸ الابداع فی مضار الابتداع.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے بھی منع ہے کہ اس نماز کو غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔"

عراق میں مختار ثقفی کی قبر پر یہ منظر دیکھنے کو ملتا ہے کہ لوگ اس کی قبر کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ کعبۃ اللہ کے علاوہ کسی اور سمت نماز ادا کرنا صریحاً حرام ہے۔ ویسے بھی یہ کیسی احمقانہ بات ہے کہ حضرت علی یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی قبروں پر صرف سلام دعا کی جائے اور مختار ثقفی کی قبر کی طرف نماز ادا کی جائے...... یہ لوگ کس کی توہین کر رہے ہیں اور کس کی توقیر؟ (مختار ثقفی والی بات کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے کتاب: عروس البلاد بغداد میں از قلم عمر فاروق قدوسی)

قبر کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا:

قبر کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا بدترین بدعت ہے۔ علامہ علی محفوظ مصری لکھتے ہیں:

((وَ مِنَ الْبِدَعِ الْفَاشِيَةِ الزَّائِرُوْنَ يَقِفُوْنَ قَلِيْلًا بِغَايَةِ الْخُشُوْعِ عِنْدَ الدَّارِ كَأَنَّهُمْ يَسْتَأْذِنُوْنَ ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ وَ بَعْضُهُمْ يَقِفُ أَمَامَ الْقَبْرِ وَاضِعًا يَدَيْهِ كَالْمُصَلِّيْ ثُمَّ يَجْلِسُ فَهٰذَا مِنَ الْبِدَعِ الَّتِيْ لَمْ يَشْهَدْ لَهَا أَصْلٌ وَ لَا أَدَبٌ يَقْتَضِيْهِ وَ مَنْشَأُ هٰذِهِ الْبِدْعَةِ عَمَلٌ لِلشِّيْعَةِ .)) [1]

"بعض زائرین کمال خشوع کے ساتھ مزار کے دروازے پر کھڑے ہو کر قبر کے پاس جانے کی اجازت لیتے ہیں پھر قبر کے پاس جاتے ہیں اور کچھ زائرین نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کچھ دیر قبر کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور پھر بیٹھتے ہیں، یہ سب ایسی بدعات ہیں جن کا نہ تو قرآن و حدیث میں ثبوت ملتا ہے اور نہ آداب قبوران کے مقتضی ہیں۔"

قبر کو سجدہ کرنا شرک ہے:

بعض عقیدت کیش قبروں کی طرف سجدہ کرنا ثواب سمجھتے ہیں اور اسے بہترین عمل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ کھلا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

[1] الابداع، طحطاوی: ۱/۳۸۳.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (حم السجدة : ٣٧)

''تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو (بلکہ) اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے ان (سب چیزوں) کو پیدا کیا۔ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔''

﴿وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (الرعد : ١٥)

''اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں سجدہ ریزی تمام آسمان والے اور زمین والے کرتے ہیں۔''

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا فتوی:

((اِنَّهُمْ كَانُوْا یَسْجُدُوْنَ لِلْاَصْنَامِ وَ النُّجُوْمِ فَجَاءَ النَّهْیُ عَنِ السَّجْدَةِ لِغَیْرِ اللّٰهِ .)) ❶

''اہل جاہلیت بتوں اور ستاروں کو سجدہ کیا کرتے تھے تو حکم ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ مت کرو۔''

غیر اللہ کو سجدہ کفر ہے:

نصاب الاحتساب میں ہے:

((اِذَا سَجَدَ لِغَیْرِ اللّٰهِ یَكْفُرُ لِاَنَّ وَضْعَ الْجَبْهَةِ عَلَى الْاَرْضِ لَا یَجُوْزُ اِلَّا لِلّٰهِ .)) ❷

''جب کوئی شخص غیر اللہ (بت قبر وغیرہ) کو سجدہ کرتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ زمین پر پیشانی صرف اللہ کے لیے رکھی جاتی ہے۔''

فتاویٰ حمادیہ میں ہے:

((اَلتَّوَاضُعُ لِغَیْرِ اللّٰهِ حَرَامٌ وَ اِذَا لِغَیْرِ اللّٰهِ مُعْتَقِدًا حَقِیْقَةً كُفْرٌ .)) ❸

''غیر اللہ کے سامنے تواضع کرنا (یعنی سر جھکانا وغیرہ) حرام ہے۔ اگر غیر اللہ

❶ حجة الله : ٦٢/١. ❷ بحوالہ مائة مسائل، ص : ٣٥. ❸ مائة مسائل، ص : ٣٦.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کوئی جھکنے کو سچ مچ جائز سمجھے گا تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔''

مائۃ مسائل میں ہے:

((فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ جَازَتِ السَّجْدَةُ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَ الْمَعْنٰى فِيْ ذٰلِكَ هُوَ اَنَّ هٰذِهٖ عِبَادَةٌ خَالِصَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَمَنْ اَتَاهَا لِغَيْرِ اللّٰهِ يَكْفُرُ لِاَنَّهٗ اَشْرَكَ .)) ❶

''اعرابی نے آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ کے سوا اگر کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ سجدہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے شرک کا ارتکاب کر لیا ہے۔''

فتویٰ احمد رضا بریلوی:

بے شک سجدہ افعال عبادت سے ہے۔ سجدہ عبادت اور سجدہ تحیت میں سوائے نیت کے کوئی فرق نہیں، سجدہ زمین بوسی کی نسبت درمختار سے گزرا کہ ''يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ'' (قدم بوسی بت پرستی ہے)۔ ❷

نیز لکھتے ہیں سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک معین و کفر مبین اور سجدہ تحیت (تعظیمی) حرام گناہ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف۔ ❸

فاضل بریلوی نے ماشاء اللہ کوئی ابہام رہنے ہی نہیں دیا:

ترے رندوں پر کھل گئے اسرار دیں ساقی
ہوا علم الیقین، عین الیقین حق الیقین ساقی

طوافِ قبر:

اولیاء کرام، صلحاء امت اور بزرگان دین کی قبروں کا طواف کرنا بدعت ہے اور بعض

❶ مائة مسائل، ص: ٣٦. ❷ الزبدة الزكية، ص: ٥٨. ❸ الزبدة الزكية، ص: ٦٠.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صورتوں میں کفر ہے۔ کیونکہ حسب تصریح فقہاء احناف طواف صرف کعبۃ اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ بلکہ بقول فقہاء احناف کعبہ کے سوا کسی مسجد کا بھی طواف جائز نہیں، لیکن ہم ہیں کہ قبروں کی طرف لپک پڑتے ہیں، کوئی قبر کا طواف کر رہا ہے، کوئی معانقہ قبر میں مصروف اور کوئی پھولوں کی چادر چڑھا رہا ہے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ فقہاء احناف کے فتاویٰ سے قبل ایک حدیث رسول ﷺ سے بھی ایمان تازہ کرتے چلیے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الطَّوَّافُ حَوْلَ الْبَیْتِ مِثْلُ الصَّلٰوۃِ.)) ❶

''جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف نماز کی مثل ہے''

یعنی جیسے اللہ کے سوا کسی اور کی نماز پڑھنا شرک ہے اسی طرح بیت اللہ کے علاوہ کسی مسجد تھان، آستانہ، درگاہ اور قبر کا طواف بھی شرک ہے۔ معراج الدرایہ میں ہے:

((لَا یَطُوْفُ لَا یَدُوْرُ اِلٰی حَوْلِ الْبُقْعَۃِ الشَّرِیْفَۃِ لِاَنَّ الطَّوَّافَ مِنْ مُخْتَصَّاتِ الْکَعْبَۃِ الْمَنِیْفَۃِ فَیَحْرُمُ حَوْلَ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْاَوْلِیَاءِ وَ لَا عِبْرَۃَ بِمَا یَفْعَلُہُ الْعَامَّۃُ الْجَھْلَۃُ وَ لَوْ کَانُوْا فِیْ صُوْرَۃِ الْمَشَائِخِ وَ الْعُلَمَاءِ.)) ❷

''کسی کو رسول اللہ ﷺ کی مرقد شریف کا طواف کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ طواف کعبہ شریف کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مقابر کا طواف بھی حرام ہے، جاہل عوام اگر اس فعل حرام پر عمل پیرا ہیں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگرچہ وہ علماء و مشائخ ہی کیوں نہ ہوں۔''

لباس خضر میں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

❶ ترمذی، نسائی، دارمی، بحوالہ مشکوۃ: ۱/ ۲۲۷.

❷ کذا فی شرح المناسک بحوالہ مائۃ مسائل، ص: ۳۸۔ و اربعین مسائل، ص: ٤٤.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قاضی ثناء اللہ حنفی کا فتویٰ:

''سجدہ کردن بسوئے قبور انبیاء و طواف گردن قبور دعا از آنہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیز ہا ازاں بکفر رساند، پیغمبر ﷺ بر آنہا لعنت گفتہ وازاں منع فرمود و گفتہ کہ قبر مرابت نہ کنند۔''❶

''انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ اور ان کا طواف کرنا جائز نہیں۔ قبروں والوں سے دعا کی درخواستیں کرنا، قبروں پر چڑھائی ہوئی نذریں قبول کرنا نہ صرف حرام ہیں بلکہ یہ چیزیں کفر تک پہنچانے والی ہیں، جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کاموں پر لعنت فرمائی ہے اور ان سے منع کرتے ہوئے امت کو وصیت فرمائی تھی کہ میری تربت کو بت نہ بنا لینا۔ یعنی میری تربت کی پوجا نہ کرنا۔''

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''آنکہ طواف کردن قبور صلحاء اولیاء بلاشبہ بدعت است زیرا آنکہ در زمان سابق نہ نبود...... زیرا آنکہ مشابہت بابت پرستاں لازم می آید و نیز طواف در شرع محض برائے کعبہ وارد شدہ قبر بزرگ مشابہ کردن کعبہ خوب نیست۔''❷

''صلحائے امت اور اولیاء کی قبروں کا طواف کرنا بلاشبہ بدعت ہے کیونکہ سابق زمانہ میں اس کا رواج نہ تھا۔''

معانقہ قبر:

قبر سے بغل گیر ہونا، قبر کو چھونا اور اس پر بیٹھنا از روئے حدیث اور فقہ حنفیہ منع اور بدعت ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی اَنْ یُقْعَدَ وَ یُجَصَّصَ وَ یُبْنٰی عَلَیْهِ وَ قَالَ عُثْمَانُ وَ زَادَ سُلَیْمَانُ بْنُ مُوْسٰی اَوْ اَنْ یُکْتَبَ

❶ مالا بد منه، ص: ۷۰.

❷ فتاویٰ عزیزی: ۲/۱۰٤.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ .))❶

''جناب رسول اللہ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے، اس کو پختہ کرنے، اس پر اضافہ اور اس پر کتبہ لکھنے سے منع فرمایا ہے۔''

شاہ اسحاق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''و ہر دو دست مالیدن وطواف کردن ہمہ مکروہ تحریمی است۔''❷

''قبر پر دونوں ہاتھ ملنا اور اس کا طواف کرنا وغیرہ سب مکروہ تحریمی ہے۔''

مائۃ مسائل میں ہے:

''دست مالیدن وسجدہ وطواف وتقبیل نمودن ومنحنی شدن درینجا کہ مالیدن درست نیست در کتاب کشف الغطاء شیخ الاسلام دست ننہد بر قبر ومسح نہ کند و بوست ندہد ومنحنی نشود وخاک نمالد کہ ایں عادت نصاریٰ است ومشائخ درمنع آں تشدید بسیار دارند۔''❸

''قبر پر ہاتھ ملنا، طواف کرنا، سجدہ کرنا، بوسہ دینا، قبر کے سامنے جھکنا اور اس کی مٹی میں لتھڑنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام نے کشف الغطاء میں ان حرام اور بدعی رسموں کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قبر سے بغل گیر ہونا وغیرہ نصاریٰ کی عادت ہے اور مشائخ نے ان رسموں کی سختی سے تردید کی ہے۔''

قبر پر پھول چڑھانے کے دلائل اور ان کا جواب:

قبروں پر پھول چڑھانا بدعت ہے۔ سلف صالحین میں اس بدعت کا نام ونشان نہ تھا۔

تاہم اس کے جواب میں یہ دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے دو قبروں پر گیلی لکڑی کی دو پھانکیں گاڑ کر فرمایا تھا:

((لَعَلَّهُ اَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبِسَا .))❹

---

❶ ابو داود، مع شرح عون المعبود: ۲۱۰/۳ باب فی البناء علی القبر.

❷ اربعین، ص: ٤٤. ❸ مائة مسائل، ص: ٤٢. ❹ صحيح مسلم: ١٤١/١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''شاید ان دونوں لکڑیوں کے خشک ہونے تک ان مردوں کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔''

لہٰذا پھول بالاولیٰ باعث تخفیف عذاب قبر ہیں۔

جواب ①:...... یہ کہنا کہ شاخ تر تخفیف عذاب کا باعث تھی صحیح نہیں بلکہ آپ ﷺ نے اپنی سفارش کے ساتھ تخفیف عذاب کی توقع کی تھی۔ جیسے کہ صحیح مسلم میں ہے:

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّی مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَاَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِي اَنْ يُرْفَعَ ذَاكَ عَنْهُمَا مَا دَامَ الْغُصْنَانُ رُطْبَيْنِ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسی دو قبروں پر آیا جنہیں عذاب ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ ان دونوں شاخوں کے خشک ہونے کی مدت تک بوجہ میری سفارش کے اگر ان سے عذاب تھم جائے تو اچھا ہے۔''

جواب ②:...... یہ بات شرع اور عقل کے خلاف ہے کہ شاخ کی رطوبت تخفیف عذاب کا باعث بنی ہو۔ ورنہ سدا بہار باغیچوں، گلبنوں اور نرسریوں میں دفن ہونے والے کافروں اور ملحدوں کے عذاب میں بھی تخفیف ماننی پڑے گی۔

جواب ③:......ان کے عذاب میں متوقع تخفیف آپ ﷺ کی تشریف آوری اور آپ ﷺ کی دعا کی مرہون منت ہے۔ تخفیف عذاب کا سوال گویا شاخ کے خشک ہونے تک تھا۔ محقق ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

((اَلتَّبَرُّكُ بِاَثَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَ دُعَاءِهِ بِالتَّخْفِيْفِ عَنْهُمَا وَ كَاَنَّهٗ جَعَلَ مُدَّةَ بَقَاءِ النَّدَاوَةِ فِيهِمَا حَدًّا لِمَا وَقَعَتْ بِهِ الْمَسْأَلَةُ .)) ❷

جواب ④:......ان دونوں قبروں پر دو پھانکوں کا گاڑنا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے۔ (ا) عذاب قبر ایک غیبی اور ان دیکھی چیز ہے جس پر سوائے رسول کے کسی کو اطلاع نہیں

---

❶ صحيح مسلم: ٤١٨/٢.
❷ احكام الجنائز، ص: ٢٠١.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

دی جاتی جیسے کہ قرآن مجید میں ہے:﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ (الجن: ٢٦-٢٧) ''(وہ) غیب کو جاننے والا ہے، پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر کوئی رسول، جسے وہ پسند کر لے۔'' (۲) اگر یہ آپ ﷺ کی خصوصیت نہ ہوتی تو ہمارے سلف اس عمل کو جاری رکھتے اور سلف میں اس کا رواج تو کجا اس کا کھوج تک نہیں ملتا۔

شبہ ②:...... حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ گیلی شاخ تسبیح کرتی ہے اور تسبیح تخفیف عذاب کا باعث ہے۔

جواب:...... یہ توجیہ بالکل غلط ہے کیونکہ حیوانات، نباتات اور جمادات کا ایک ایک ذرہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف کار ہے جیسے کہ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾

(بنی اسرائیل: ٤٤)

''ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے درآنحالیکہ وہ اس کی تعریف کرنے والی ہے یہ الگ بات ہے تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔''

علاوہ ازیں یہ توجیہ اگر صحیح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ شاخ کو پھاڑ کر دو نہ بناتے بلکہ ایک شاخ اور مہیا کرتے اور ایک ایک شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دیتے کیونکہ ہر آدمی یہ جانتا ہے کہ پھٹی ہوئی شاخ سالم شاخ کی بہ نسبت جلد خشک ہو جاتی ہے: فافهم و تدبر و لا تكن من القاصرين.

شبہ ③:...... سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر شاخ گاڑ کر فرمایا تھا کہ شاید اس کے خشک ہونے تک قبر والے کو چین رہے۔ [1]

جواب:...... اس روایت کے دو راوی شاہ بن عمار اور نصر بن منذر مجہول ہیں اور قتادہ مدلس ہے اور لفظ ''عن'' سے روایت کرتا ہے لہٰذا یہ حدیث سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے

[1] شرح الصدور للسیوطی.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

شبــــــہ ④:......سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر میں دو شاخیں رکھ دینا۔ (صحیح بخاری)

جواب ①:...... یہ وصیت بلاشبہ ثابت ہے اور سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا پہلی حدیث کا حکم عام سمجھتے تھے مگر ان کا یہ خیال صحیح نہ تھا۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس وصیت کے ذکر کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول "اِنَّمَا یُظِلُّهٗ عَمَلُهٗ" ذکر کر کے اس حدیث کی تقیید کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس وصیت کی شرح میں رقم طراز ہیں:

((وَ کَانَ بُرَیْدَةُ حَمَلَ الْحَدِیْثَ عَلٰی عُمُوْمِهٖ وَ لَمْ یَرَهٗ خَاصًّا بِذَیْنِكَ الرَّجُلَیْنِ قَالَ ابْنُ رُشَیْدٍ وَ یَظْهَرُ مِنْ تَصَرُّفِ الْبُخَارِیِّ اَنَّ ذٰلِكَ خَاصٌّ بِهِمَا فَلِذٰلِكَ عَقَبَهٗ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اِنَّمَا یُظِلُّهٗ عَمَلُهٗ .))[1]

"امام بخاری رحمہ اللہ کے تصرف سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبروں پر جو دو پھانکیں گاڑی تھیں وہ ان دو آدمیوں کے ساتھ خاص تھیں اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف سے لکھا ہے کہ میت کو بس اس کا عمل سایہ کرتا ہے۔"

جــــواب ②:...... یہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے تھی اور کسی کی رائے بلا دلیل شرعی حجت نہیں۔

جــواب ③:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دفن کے بعد دونوں قبروں پر شاخیں گاڑی تھیں اور سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی وصیت میں دفن کے وقت قبر میں دو شاخیں رکھنے کا بیان ہے یعنی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی وصیت میں اختلاف ہے۔

[1] فتح الباری: پ۵/۶۹۹.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملحوظہ: ...... آج کل یہ بدعت دینی حلقوں سے نکل کر سرکاری حلقوں میں بھی پہنچ گئی ہے، چنانچہ جب ہمارے حکمران بیرون ملک دوروں پر جاتے ہیں تو غیر مسلم بلکہ بدمذہب اور دہریوں کی مڑھیوں شمشان بھومیوں اور سمادھیوں پر پھول چڑھاتے ہیں حالانکہ یہ سراسر اسلام کے خلاف ہے۔ چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ كَافِرٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ.)) ❶

"سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کافر کی قبر پر تمہارا گزر ہو تو اس کو جہنم کی آگ کی بشارت دو۔"

اور یہاں پھول چڑھائے جاتے ہیں۔ یَا لَلْعَجَب!

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تیری ظلم کشی کو
ہزاروں ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: ...... جنازہ پر پھولوں کے ہار ڈالنے کیسے ہیں؟

جواب: ...... شرع شریف میں اس کا ثبوت نہیں۔

قبر کو بوسہ دینا:

اگرچہ اس بدعت کا کچھ ذکر معانقہ قبر کے بیان کے ضمن میں گزر چکا ہے تاہم دو فتاویٰ اور بھی حوالہ قرطاس کیے جاتے ہیں:

شاہ اسحاق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

"بوسہ دادن بر قبر و سجدہ کردن ہمہ مکروہ تحریمی است۔" ❷

"قبر کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے۔"

---

❶ اخرجه الطبرانی بسند صحیح، احکام الجنائز، ص: ۱۹۸.

❷ اربعین مسائل، ص: ٤٤.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مفتی رشید احمد لدھیانوی حنفی کا فتویٰ:

سوال:......قبر کو بوسہ دینا شرعاً جائز ہے یا کہ حرام؟

الجواب و منه الصدق و الصواب قبر کا بوسہ بہ نیت عبادت و تعظیم شرک ہے اور بلا نیت عبادت بوسہ دینا گناہ کبیرہ ہے۔

((وَ كَذَا مَا يَفْعَلُوْنَهٗ مِنْ تَقْبِيْلِ الْاَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ وَ الْعُظَمَاءِ، فَحَرَامٌ وَ الْفَاعِلُ وَ الرَّاضِيْ بِهٖ اٰثِمَان لِاَنَّهٗ يُشْبَهُ عِبَادَةُ الْوَثْنِ وَ هَلْ يَكْفُرَان عَلٰى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَ التَّعْظِيْمِ كُفْرٌ وَ ظَاهِرُ كَلَامِهِمْ اِطْلَاقُ السُّجُوْدِ عَلٰى هٰذَا التَّقْبِيْلِ .))[1]

"علماء اور عظماء کے سامنے مٹی کو چومنا حرام ہے۔ چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گناہگار ہیں کیونکہ یہ بت پرستی سے مشابہت ہے۔ اگر بوسہ تعظیم اور عبادت کے طور پر ہو تو کفر ہے اور فقہاء حنفیہ کے ظاہر کلام سے سجدہ بمعنی بوسہ معلوم ہوتا ہے۔"

چراغ جلانا:

قبر پر روشنی کرنا اور چراغاں کرنا بدعت ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَ الْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَ السُّرُجَ .))[2]

"رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے والوں اور قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر تین بار لعنت کی ہے۔"

قبر پر چراغاں کرنا مجوسیوں کا مذہب ہے:

الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ الزواجر فی رد الکبائر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قبر پر

---

[1] رد المختار کتاب الحظر و الاباحة احسن الفتاوی، ص: ۱۱۷.

[2] ابو داود مع شرح عون المعبود: ۲۱۲/۳.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چراغاں کرنا آتش پرستوں کی رسوم کا چربہ ہے۔اصل عبارت یہ ہے:

((صَرَّحَ اَصْحَابُنَا بِحُرْمَةِ السِّرَاجِ عَلَى الْقَبْرِ وَ اِنْ قَلَّ حَيْثُ لَمْ يَنْتَفِعُ بِهٖ مُقِيْمٌ وَ لَا زَائِرٌ عَلَّلُوْهُ بِالْاِسْرَافِ وَ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَ التَّشَبُّهُ بِالْمَجُوْسِ .)) [1]

''ہمارے علماء نے تصریح کی ہے کہ قبر پر ایک آدھ چراغ جلانا بھی حرام ہے۔اول اس لیے کہ اس چراغاں سے نہ تو مقامی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ زائرین۔دوم اس لیے کہ اس فعل بد میں آتش پرستوں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔''

شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''اما ارتکاب محرمات از روشن کردن چراغ ہا وملبوس ساختین قبور وسرود ہا ونوا ختن معارف بدعات شنیعہ اند وحضور چنیں مجالس ممنوع۔'' [2]

''قبروں پر دیئے جلانا، غلاف پہنانا اور ان پر قوالیاں کرنا سب ناجائز باتیں ہیں اور ان مجالس میں شرکت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔''

قبر پر غلاف چڑھانا:

قبروں پر غلاف چڑھانا اور شامیانے کھڑے کرنا بقول شاہ رفیع الدین دہلوی رحمہ اللہ غیر شرعی امور ہیں اور غیر شرعی ہونے کی دو وجہیں ہیں:

① ہمارے سلف صالحین میں اس کا رواج نہ تھا اور جس چیز کا سلف صالحین میں رواج نہ ہو وہ چیز ممنوع ہوتی ہے لہٰذا قبروں پر غلاف وغیرہ بھی جائز نہیں ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَقُوْلُ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ .)) [3]

---

[1] زواجر، ص: ۱۳۴ بحوالہ احکام الجنائز للألبانی، ص: ۲۳۲.

[2] فتاویٰ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔

[3] سنن النسائی، باب کیف الخطبۃ: ۱/۱۸۸.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''سب سے زیادہ بدترین کام وہ ہیں جو دین میں نئے ایجاد کیے گئے ہیں اور ہر نیا کام بدعت اور بدعت جہنم میں لے جانے والی ہے۔''

② یہ اضاعت مال اور اسراف ہے کیونکہ صاحب قبر کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نبی کریم ﷺ نے اسراف سے منع فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَ قَالَ وَ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَ کَثْرَةِ السُّؤَالِ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قیل وقال، اضاعت مال اور کثرت سوال کو حرام قرار دیا ہے۔''

علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((تُکْرَہُ السُّتُوْرُ عَلَی الْقُبُوْرِ .)) ❷

''قبروں پر غلاف اور شامیانے چڑھانا حرام ہیں۔''

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''چادر پوشانیدن بر قبر حرکت لغو است، نباید کرد در حدیث شریف وارد است کہ ((نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَّکْسُوا الْحِجَارَةَ وَ الطِّیْنَ .))'' ❸

''قبر کو چادر پہنانا لغو حرکت ہے اور یہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پتھر اور مٹی کو لباس پہنانے سے منع فرمایا ہے۔''

شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

''وایستادن خیمہ و شامیانہ بر قبر مکروہ است۔'' ❹

''قبر پر خیمہ اور شامیانہ کھڑا کرنا مکروہ ہے۔''

❶ صحیح البخاری، باب لا یسئلون الناس الحافا: ۱/۱۹۹، ۲۰۰.

❷ شامی: ۱/۸۳۹.
❸ فتاوی عزیزیہ: ۱/۹۰، ۹۱.

❹ اربعین، ص: ۴۵.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قبر پر کتبہ لگانا:

معانقہ قبر کے بیان میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرقوم ہو چکی ہے کہ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کتبہ وغیرہ لگانے سے منع فرمایا ہے۔“

ترجمان حنفیہ امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ:

((تُكْرَهُ اَنْ يُجَصَّصَ اَوْ يُطَيَّنَ اَوْ يُجْعَلَ عِنْدَهٗ مَسْجِدٌ اَوْ عَلَمٌ اَوْ يُكْتَبُ عَلَيْهِ وَ هُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ .)) [1]

”قبر کو پختہ کرنا، لیپنا، اس پر مسجد تعمیر کرنا، جھنڈا گاڑنا اور اس پر کتبہ لگانا مکروہ (حرام) ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔“

قبروں پر نذریں چڑھانا:

آستانوں، مزاروں، خانقاہوں یعنی بزرگان دین اور اہل اللہ کی قبروں پر نذریں چڑھانا، کھانا چورمہ شیرینی اور نقدی تقسیم کرنا...... یہ تمام اُمور قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ کے مطابق شرک جلی اور مشرکین مکہ کی بت پرستی کا چربہ ہیں۔ وہ بھی اپنے نام نہاد خداؤں کا تقرب اور مرے ہوئے نیک لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کی نذریں اور منتیں مانا کرتے تھے اور شیرینیوں کے علاوہ ان کے سامنے جانور بھی ذبح کیا کرتے تھے۔

قرآن پاک میں ہے:

﴿وَ يَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ۝﴾ (النحل : ٥٦)

”اور (ان مشرکوں کی جہالت سنو) کہ جن چیزوں کی ماہیت کو (بھی) نہیں جانتے ان کے لیے ہمارے دیئے میں سے حصے (نذریں) مقرر کرتے ہیں (کہ فلاں بت کا اتنا اور فلاں قبر والے کا اتنا) سو اللہ کی قسم اس بہتان بندی کا تم سے ضرور سوال ہوگا۔“

---

[1] کتاب الآثار، ص : ٤٢.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کی تصریح:

((عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ اَنْ يَّنْحَرَ اِبِلًا بِبَوَانَةَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قَالُوْا لَا . قَالَ فَهَلْ كَانَ عِيْدٌ مِنْ اَعْيَادِهِمْ؟ قَالُوْا لَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ .)) ❶

''سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بوانہ کے ٹیلے پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر اس کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے استفساراً دریافت کیا کہ کیا وہاں کبھی کسی بت کی پوجا ہوتی تھی؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نفی میں جواب عرض کیا۔ پھر آپ ﷺ نے سوال کیا کہ کیا وہاں کوئی میلہ لگتا ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں (وہاں کوئی میلہ نہیں لگتا)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی نذر پوری کرو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر پوری کرنا جائز نہیں۔''

درسِ عبرت:

((عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ وَ دَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ . قَالُوْا وَ كَيْفَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ مَرَّ رَجُلَانِ عَلٰى قَوْمٍ لَّهُمْ صَنَمٌ لَا يُجَاوِزُهٗ اَحَدٌ حَتّٰى يُقَرِّبَ لَهٗ شَيْئًا ، فَقَالُوْا لِاَحَدِهِمَا قَرِّبْ! قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ اُقَرِّبُ . قَالُوْا لَهٗ قَرِّبْ وَ لَوْ ذُبَابًا . فَقَرَّبَ

❶ عون المعبود شرح ابی داود، باب ما یومر به من وفاء النذر: ۳/ ۲۳۰۱ و قال الشیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ اسناده علی شرطهما، فتح المجید، ص: ۱۲۷.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ذُبَابًا ، فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ . وَ دَخَلَ النَّارَ . وَ قَالُوْا لِلْآخَرِ قَرِّبْ! فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأُقَرِّبَ لِأَحَدٍ شَيْئًا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ . فَضَرَبُوْا عُنُقَهٗ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ .))❶

''سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں جا چکا ہے اور ایک آدمی ایک مکھی کی وجہ سے جہنمی ہو چکا ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! یہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ دو آدمی ایک ایسی قوم پر سے گزرے جو اپنے بت پر چڑھاوا چڑھوائے بغیر کسی مسافر کو آگے نہیں جانے دیتی تھی۔ اس قوم نے ان دونوں سے بھی اپنے بت پر چڑھانے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ خواہ ایک مکھی ہی چڑھا دو۔ تب ایک آدمی نے تو بت پر ایک مکھی چڑھا دی اور وہ یوں اس شرک سے جہنمی ہو گیا۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر چڑھاوا چڑھانا نہیں سیکھا۔ تو ان مشرکوں نے اس موحد کو شہید کر دیا اور یوں شرک سے نفرت کی وجہ سے جنت مکان ہو گیا۔''

قرآن مجید اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -فداہ ابی وامی- کی تصریحات کے بعد ہم مزید فتاویٰ کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کے فرامین ہی بلاشرکت غیرے اصل دین ہیں اور بس۔

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلم داشتن

یعنی:

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

❶ فتح المجید، ص: ۱۳۱، ۱۳۲۔ کتاب الزھد امام احمد بن حنبل، ص: ۱۰.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تاہم ناواقف بھائیوں کی اصلاح اور اطلاع کے پیش نظر چند حنفی فتاویٰ بھی عرض کیے دیتے ہیں، شاید کہ ان کی تسلی وتشفی ہو جائے۔

شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی کا فتویٰ:

((اَلنَّذْرُ الَّذِی یَنْذُرُہٗ اَکْثَرُ الْعَوَامِ عَلٰی مَا ھُوَ مُشَاھَدٌ کَانَ یَکُوْنُ لِلْاِنْسَانِ غَائِبٍ اَوْ مَرِیْضٍ اَوْ لَہٗ حَاجَۃٌ فَیَاْتِیْ اِلٰی بَعْضِ الصُّلَحَاءِ وَ یَقُوْلُ یَا سَیِّدِیْ اِنْ رَدَّ اللّٰہُ غَائِبِیْ اَوْ عُوْفِیَ مَرِیْضِیْ اَوْ قُضِیَتْ حَاجَتِیْ فَلَكَ مِنَ الذَّھَبِ کَذَا اَوْ مِنَ الْفِضَّۃِ کَذَا اَوْ مِنَ الطَّعَامِ کَذَا اَوْ مِنَ الشَّمْعِ وَ الزَّیْتِ کَذَا فَھٰذَا نَذْرٌ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لِوُجُوْہٍ مِنْھَا اَنَّہٗ نَذَرَ لِمَخْلُوْقٍ وَ النَّذْرُ لَا یَجُوْزُ لِلْمَخْلُوْقِ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَ الْعِبَادَۃُ لَا تَکُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَ مِنْھَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَہٗ مَیِّتٌ وَ الْمَیِّتُ لَا یَمْلِكُ وَ مِنْھَا اَنَّہٗ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰہِ وَ اعْتِقَادُ ذٰلِكَ کُفْرٌ اِذَا عَلِمْتَ ھٰذَا فَمَا یُوْخَذُ مِنَ الدَّرَاھِمِ وَ الشَّمْعِ وَ الزَّیْتِ وَ غَیْرِھَا وَ یَنْقُلُ اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ تَقْرِیْبًا اِلَیْھَا فَحَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ .)) [1]

”آج کل صالحین کی قبروں پر جا کر جو نذریں مانی جاتی ہیں، مثلاً کوئی کہتا ہے کہ اے فلاں بزرگ اگر اللہ تعالیٰ میری فلاں کھوئی ہوئی چیز لوٹا دے یا میرے مریض کو صحت بخش دے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے تو میں تیرے لیے اتنا سونا چاندی لاؤں گا۔ تیری قبر پر اتنا طعام اور شیرینی تقسیم کروں گا اور تیری قبر پر روشنی کے لیے اتنا تیل بتی لاؤں گا وغیرہ تو یہ نذریں سب کے نزدیک بوجوہ ذیل باطل ہیں۔ اول یہ نذریں اس لیے باطل ہیں کہ یہ مخلوق کی نذریں ہیں اور مخلوق کی نذر جائز نہیں، کیونکہ نذر عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت شرک

[1] کذا فی رد المختار، فتاوی عبدالحی حنفی، ص: ٤٦١۔ فتح المجید، ص: ١٣.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہے لہٰذا مخلوق کی نذر بھی شرک ہے۔ دوم اس لیے کہ نذر میں تملیک (مالک بنانا) شرط ہے اور مردہ مالک نہیں ہوتا لہٰذا یہ نذر باطل ہے۔ سوم اس لیے کہ نذر ماننے والا گویا یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح فوت شدہ بزرگ بھی انسانوں کے معاملات میں تصرف کرتے ہیں اور یہ عقیدہ کفر ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کی قبروں پر نقدی اور تیل بتی وغیرہ کی جو نذریں چڑھائی جاتی ہیں سب حرام ہیں اور ان کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔‘‘

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ

سوال:...... در مقدمہ شیرینی قبور و شیرینی حلوائی تعزیہ ہائے کہ مردم او برائے آنہا بطریق پیشکش می نہند قول صحیح و مرجح نزد آنجناب چیست کہ قبروں اور تعزیوں پر شیرینی چڑھانا کیسا ہے؟ آپ اپنا صحیح اور راجح فتویٰ تحریر فرمائیں۔

جواب از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ:...... مکروہ است۔ [1]

’’قبروں پر شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا مکروہ ہے۔‘‘

شاہ اسحاق رحمہ اللہ کا فتویٰ:

’’نذر کردن برائے غیر خدا شیرینی و طعام آوردن نزد قبر بطریق نذر یا بطریق تقرب جائز نیست بلکہ بدعت است و مکروہ تحریمی و عادت کفار است بنسبت بتاں۔‘‘ [2]

’’غیر اللہ کی نذر ماننا اور بطورِ نذر تقرب کسی قبر پر شیرینی اور طعام تقسیم کرنا نہ صرف جائز نہیں بلکہ بدعت مکروہ تحریمی اور کفار کی عادت ہے یعنی وہ اپنے بتوں پر اس طرح نذریں چڑھایا کرتے تھے۔‘‘

---

[1] فتاوی عزیزی: ۲/۱۰۶.

[2] مائة مسائل و اربعین مسائل.

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

شیخ الکل سید نذیر حسین محدث رحمہ اللہ کا فتویٰ:

اولیاء کی قبروں پر کھانا لے جانا اور مساکین کو دوسری جگہ سے بلا کر غرض مذکور (ازدیاد ثواب) سے وہاں کھلانا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں اور جب یہ ثابت نہیں تو اس میں ثواب کی امید نہیں چہ جائے کہ ثواب ہو بے اصل اور محدث (بدعت) بات ہے احتراز لازم ہے۔ [1]

[1] فتاویٰ نذیریہ: ۱/۱۱۹.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زیارتِ قبور

محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ کتاب الجنائز میں فرماتے ہیں:

''قبر کی زیارت کرنا مردوں کے واسطے سنت ہے اور عورتوں کے واسطے بعض احادیث سے جائز معلوم ہوتا ہے اور بعض سے ناجائز، قبر کی زیارت اس غرض سے مشروع ہوئی ہے کہ اہل قبور کے واسطے استغفار و دعا کی جائے۔ قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل ہو اور اپنی موت اور آخرت یاد پڑے، دنیا سے دل سرد ہو۔ آخرت کے سامان کا خیال وفکر پیدا ہو۔ پس اسی غرض کے حصول کے لیے قبروں کی زیارت کرنا چاہیے زیارت قبر کے واسطے کوئی خاص وقت مقرر نہیں جب اور جس وقت چاہے دن کو یا رات کو زیارت قبر کے لیے قبرستان جائے۔ ہاں جمعہ کے روز قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دنوں کے افضل ہے۔ دوشنبہ، پنج شنبہ، جمعہ اور ہفتہ کے دنوں کی تخصیص ثابت نہیں۔''

(۱)......محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہر جمعہ اپنے ماں باپ دونوں کی قبروں کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس شخص کی مغفرت کی جاتی ہے اور لکھ لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ (روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں)

(۲)......سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو ایک بار اپنے ماں باپ دونوں کی قبروں کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشے گا اور لکھے گا کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ (روایت کیا اس کو حکیم ترمذی نے)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۳)......سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ کی قبروں کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورۂ یس پڑھے تو اس کی مغفرت کی جاتی ہے۔ (روایت کیا اس کو ابن عدی نے)

لیکن یہ تینوں احادیث ضعیف ہیں ان سے دلیل نہیں لی جا سکتی اور حاکم کی ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔ (نیل الاوطار)

اگر رات کو زیارت کرنا چاہے تو آخر رات کو زیارت کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر آخر رات کو زیارت کے واسطے جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔

زیارت کا طریقہ:

قبر کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ منہ قبر کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہو اور زیارت قبر کی جو دعائیں آگے آ رہی ہیں ان میں سے کوئی دعا پڑھے اور ان کے علاوہ مردوں کے واسطے اور بھی دعائیں کریں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی قبروں پر آئے تو اپنے منہ کو قبروں کی طرف کیا اور فرمایا:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ .)) [1]

"اے قبروں کے باسیو! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔"

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ زیارت کرنے والا میت پر سلام کرنے کے وقت اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کرے اور دعا کرنے کے وقت بھی اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کیے رہے اور اسی پر عام مسلمانوں کا عمل ہے اور زیارت قبر کے وقت بیٹھ کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

[1] ترمذی، باب ما یقول اذا دخل المقابر، ص: ۱۷۱.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر تین بار دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے۔"

زیارت قبر کی دعائیں:

۱۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو تلقین فرماتے تھے کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو یہ کہیں:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَةَ .)) [1]

"اے قبرستان کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ضرور ملنے والے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمھیں عافیت میں رکھے۔"

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری ہر باری کی رات کو آخر شب میں جنت البقیع تشریف لے جاتے تھے اور یہ کہتے تھے:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ .)) [2]

"اے قبروں کے رہنے والی ایمان والی قوم تم پر سلام ہو اور تمہارے پاس وہ چیز آ گئی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ کل تک یعنی قیامت تک تم مہلت دیئے گئے ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع الغرقد کے رہنے والوں کو بخش دے۔"

اور بھی بہت سی دعائیں احادیث کے مجموعوں میں موجود ہیں، وہاں سے دیکھ لیں۔

سوال: عورتوں کا قبرستان میں جا کر دعا مانگنا جائز ہے یا منع؟ کہتے ہیں قبرستان میں

[1] رواہ مسلم: ۱/۳۱۳.   [2] رواہ مسلم: ۱/۳۱۳.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورتیں ننگی بے پردہ نظر آتی ہیں۔

جواب: عورت قبر کی زیارت کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ نوحہ اور جزع فزع سے اجتناب کرے۔ جہاں تک پردے کا تعلق ہے تو عورت کے لیے ہمیشہ باپردہ رہنے کا حکم ہے۔ اگر باپردہ عورت قبرستان میں چلی جائے اور وہاں رونا دھونا نہ کرے تو کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ قبرستان میں عورتوں کی عریانی و بے پردگی کی بابت جو کہا جاتا ہے، وہ بے ثبوت ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کی قبر کتنی اونچی تھی؟

(سائل: آپ کا بھائی محمد اسماعیل ولد مولانا محمد حسین بلوچ، چک ۵۳۱ گ ب، فیصل آباد)

جواب: رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک ایک بالشت کے قدر اونچی تھی۔

((وَ رُفِعَ قَبْرُهٗ مِنَ الْاَرْضِ نَحْوًا مِّنْ شِبْرٍ .))❶

''رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک ایک بالشت کے قدر اونچی تھی۔''

مراسیل ابی داؤد میں صالح بن ابی صالح سے روایت ہے:

((رَاَیْتُ قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ شِبْرًا اَوْ نَحْوَ شِبْرٍ .))❷

''میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک بالشت یا اس سے کچھ کم وبیش اونچی تھی۔''

زیارتِ قبر نبوی کی شرعی حیثیت اور اس کا مسنون طریقہ

زیارت قبور کے مسائل میں ایک نہایت اہم مسئلہ زیارت قبر نبوی ﷺ ہے۔ یہ تو ہر صاحب علم جانتا ہے کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے:

((لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَ صَلُّوْا عَلَیَّ حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ .))❸

❶ رواہ ابن حبان فی صحیحہ و البیہقی و اسنادہ حسن۔ احکام الجنائز للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی و بلوغ المرام، ص: ۱۳۵ طبع دار السلام.

❷ دیکھیے: مہذب مع شرح للنووی: ۵/ ۲۶۰.　❸ قاعدۃ عظیمۃ، امام ابن تیمیۃ، ص: ۸۵.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''میری قبر کو عید (میلہ) نہ بنانا، تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو، تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

((لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ، اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَّسَاجِدَ.)) [1]

''میری قبر کو تم بت مت بنا لینا کہ اس کی پوجا شروع کر دی جائے۔ (یاد رکھنا) اس قوم پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوا جس نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ (عبادت گاہ) بنا لیا۔''

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کو سجدہ گاہ کے طور پر زیارت گاہ نہ بنایا جائے کیونکہ یہی چیز کسی بھی قبر کے عید (میلہ) یا عبادت گاہ بننے کا ذریعہ بنتی ہے یہی وجہ ہے کہ مشیت الٰہی سے نبی کریم ﷺ کی قبر بھی کسی کھلی جگہ پر بننے کی بجائے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں بنائی گئی تاکہ لوگوں کی وہاں آمد و رفت زیادہ نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھنے کے لیے آیا کرتے تھے، اسی طرح دوسرے شہروں سے بھی لوگ خلفائے اربعہ (سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم) سے ملنے اور دربار خلافت میں بہت سے مسائل کے حل کے لیے حاضری دیا کرتے تھے اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا دربارِ خلافت، مسجد نبوی ﷺ ہی تھا لیکن لوگ زیارت قبر نبوی ﷺ کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں نہیں جاتے تھے۔

اس مسئلے کو جذبات سے ہٹ کر کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو رسولِ کریم ﷺ سے جو محبت تھی اور احترام کے جو پاکیزہ جذبات ان کے ہاں تھے، بہر حال ہماری وہ کیفیت نہیں۔

---

[1] حوالہ مذکور بتحقیق جدید، دار العاصمہ، ریاض ۱۴۱۱ھ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((كُلُّ حَدِيْثٍ رُوِىَ فِى زِيَارَةِ قَبْرِهٖ فَإِنَّهٗ ضَعِيفٌ بَلْ كِذْبٌ مَوْضُوْعٌ .)) ❶

''زیارت قبر مبارک کے متعلق جتنی بھی احادیث ہیں، وہ صرف ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع اور من گھڑت ہیں۔''

اس کی دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم ہے سلام تو تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کے الفاظ میں پڑھ لیا جاتا ہے اور درود شریف بھی التحیات کے بعد پڑھ لیا جاتا ہے علاوہ ازیں دیگر اوقات میں بھی درود پڑھا جاتا ہے اور اس کی بابت نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو درود مجھ تک فرشتوں کے ذریعے سے پہنچایا جاتا ہے اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اذان کے بعد جو شخص بھی یہ دعا مانگے گا:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ))

اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ اس دعا کے ذریعے سے نبی ﷺ کے حق میں دعائے خیر ہو جاتی ہے۔ گویا چوبیس گھنٹوں یا شب و روز میں کم از کم پانچ مرتبہ دعائے خیر اور متعدد مرتبہ صلوٰۃ وسلام ہر مسلمان آپ ﷺ کے لیے پڑھتا ہے۔ اس لیے قبر مبارک پر جانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، کیونکہ قبر پر جا کر بھی یہی کام کرنا مسنون ہے جو ایک مسلمان دن اور رات میں متعدد مرتبہ کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے، جو شریعت کے صحیح رمز شناس تھے۔ اسی وجہ سے زیارت قبر نبوی ﷺ کو معمول بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اس کا معنی قطعاً یہ نہیں کہ وہ قبر نبوی کا احترام نہیں کرتے تھے یا ان کے نزدیک آپ ﷺ کی قبر کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ تیسری وجہ یہ حدیث رسول ﷺ ہے:

((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ .)) (الحدیث)

---

❶ قاعدة عظيمة، ص: ٨٥.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

”تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ کا (تقرّبی) سفر نہ کیا جائے۔“

اس حدیث کے الفاظ خبر کے ہیں لیکن مقصود اس سے نہی ہے کیونکہ اصول ہے کہ خبر کو خبر پر محمول کرنا متعذر رہو تو اسے نہی پر محمول کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں:

((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ .)) [1]

”کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔“

اس میں انداز خبر کا ہے لیکن مراد نہی ہے۔

﴿لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۳۳)

”کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔“

یہ بھی صیغہ خبر کا ہے لیکن معنی نہی کا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث سے اس کی مزید متعدد نظائر پیش کی جاسکتی ہیں۔ علاوہ ازیں اسے اگر لَا تَشُدَّ الرِّحَالَ پڑھ لیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور یہ صیغہ نہی ہے، اس صورت میں تو نہی کے معنی میں کوئی شبہ ہی نہیں رہتا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مذکورہ تین مساجد (مسجد نبوی ﷺ، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ) کے علاوہ کسی بھی جگہ کا سفر ہی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مطلب لیا جائے گا تو پھر تجارت، جہاد، طلب علم، کسی رشتے دار سے ملاقات یا کسی نیک آدمی کی زیارت وغیرہ کسی بھی کام کے لیے سفر کرنا جائز نہیں ہوگا، جبکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ تمام علماء، فقہاء اور محدثین کا اتفاق ہے کہ مذکورہ مقاصد کے لیے سفر جائز ہے کیونکہ مذکورہ مقاصد کے لیے سفر میں کسی مخصوص جگہ کا تقدس پیش نظر نہیں ہوتا اور حدیث زیر بحث کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی بھی جگہ کو مقدس و متبرک سمجھ کر قرب الٰہی کے حصول کے لیے سفر نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس مقصد کے لیے تقربی سفر صرف تین مسجدوں ہی کے لیے جائز ہے مثلاً کوہ طور ہے کوئی شخص اس مقصد کے لیے وہاں جائے کہ یہ پہاڑ اس لحاظ سے مقدس ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ جناب موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا تھا، وہاں جانے سے مجھے بھی خصوصی اجر اور قرب الٰہی حاصل ہوگا۔

[1] صحیح بخاری۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تو اس نقطہ نظر سے یہ سفر اس حدیث کے خلاف ہوگا۔ البتہ ایک تاریخی مقام کے دیکھنے کے نقطہ نظر سے اس کا سفر جائز ہوگا۔

حدیث کے اسی مفہوم کے پیش نظر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دیگر بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ جب کوئی مسلمان مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کرے تو زیارت اور تقرب کے لیے اس کی نیت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہونی چاہیے، جب وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جائے گا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کا موقع اسے از خود مل جائے گا۔ یوں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی اس کا عمل نہیں ہوگا اور قبر مبارک کی زیارت کا شرف بھی اسے حاصل ہو جائے گا۔

یہ تفقہ اور احتیاط کی ایک عمدہ مثال تھی لیکن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اس نقطہ نظر کو مسخ کرنے کی اور اس بنیاد پر انہیں بدنام کرنے کی مذموم اور ناپاک سعی کی گئی۔ حالانکہ امام موصوف رحمہ اللہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ناجائز ہے وہ تو اس کا جواز بلکہ استحباب تسلیم کرتے ہیں البتہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کے پیش نظر اس احتیاط کی تلقین کرتے ہیں کہ سفر کرتے وقت نیت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھی جائے۔ وہاں جا کر پھر قبر مبارک کی زیارت بھی کر لی جائے۔

امام موصوف کا یہ نقطہ نظر مذکورہ دلائل شرعیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمہم اللہ کے کردار و عمل کے بالکل مطابق ہے۔ اگر کسی نے فتویٰ عاید کرنا ہے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین عظام پر کرے۔

قبر مبارک پر کھڑے ہو کر کیا پڑھا جائے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر کھڑے ہو کر کیا پڑھا جائے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل نقل ہوا ہے کہ وہ "الصلوة و السلام عليك يا رسول الله" پڑھا کرتے تھے، اس لیے اگر کوئی یہ پڑھنا چاہے تو یہ بھی پڑھ سکتا ہے البتہ اس کا عقیدہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صلوۃ وسلام سن بھی رہے ہیں۔ بعض روایات میں جو یہ آتا ہے کہ قریب سے درود پڑھنے والے کی آواز میں سنتا ہوں، یہ روایت سنداً صحیح نہیں۔ اس لیے سنانے کی نیت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے نہ پڑھا جائے، صرف سنت سمجھ کر سلام پڑھا جائے کہ آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے کہ جب تم قبروں کے پاس سے گزرو تو ”السلام علیکم یا اھل القبور“ پڑھا کرو، اس اعتبار سے قبر مبارک پر کھڑے ہو کر سلام پڑھنا مسنون عمل ہے۔ علاوہ ازیں عام مسنون دعا ”السلام علیکم یا اھل القبور“ اور درود ابراہیمی بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ [1]

زیارت قبور اور دعا کا صحیح اور مسنون طریقہ

مذکورہ مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ فوت شدگان یا قبروں میں مدفون اشخاص سے مدد طلب کرنے کی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱۔ فوت شدہ بزرگ کائنات میں تصرف کرنے کا، نفع نقصان پہنچانے کا اور دُور و نزدیک سے ہر ایک کی فریادیں سن کر ان کی حاجت روائی مشکل کشائی کا اختیار رکھتے ہیں۔ یہ شرک جلی ہے اس سے اجتناب واجب ہے۔

۲۔ وہ خود تو اختیارات نہیں رکھے لیکن وہ چونکہ مقربان بارگاہ الٰہی ہیں، اس لیے ان کے واسطے اور وسیلے سے دعا کی قبولیت کے زیادہ امکانات ہیں، ہم ان کے سامنے عرض حاجات کرتے ہیں، وہ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری دعاؤں کی قبولیت کی سفارش کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری سنتا نہیں اور ان کی مسترد کرتا نہیں۔ اعیاذا باللہ یہ صورت بھی مشرکانہ ہے، کیونکہ اس میں وہی عقیدہ کارفرما ہے جو مشرکین مکہ رکھتے تھے، علاوہ ازیں یہ عقیدہ بھی نصوص قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن کریم تو صاف صراحت کرتا ہے کہ قبر والوں کو کوئی بات نہیں سنائی جا سکتی اور یہ صورت ہے ہی اس عقیدے پر مبنی کہ ہم جب چاہیں اور جو چاہیں، قبر والوں کو سنا سکتے ہیں۔

۳۔ کسی قبر پر جا کر یا کسی بزرگ کا نام لے کر اس طرح دعا کرے کہ بحرمت فلاں یا فلاں کے صدقے یا اللہ میرا فلاں کام کر دے میری حاجت پوری فرما دے، فلاں مشکل سے نجات عطا فرما دے۔

---

[1] کتاب قبر پرستی از حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

یہ صورت مشرکانہ تو نہیں البتہ غیر مسنون طریقۂ دعا ہے۔ نبی ﷺ نے اس طرح کبھی دعا نہیں مانگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس طرح دعا نہیں کی۔ کسی صحیح حدیث سے اس طرح دعا کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس طرح کے اطوار سے شرک کے دروازے کھلتے ہیں۔

بنا بریں دعا کے لیے کسی قبر پر جانے کی ضرورت نہیں کسی کے جاہ وحرمت کا واسطہ دینے کی ضرورت نہیں۔ براہ راست بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے البتہ اپنے نیک اعمال کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنی جائز ہے مثلاً یہ کہے یا اللہ میں نے فلاں کام محض تیری رضا کے لیے کیا تھا، اس کے واسطے اور وسیلے سے میری دعا قبول فرما لے جس طرح کہ ایک حدیث میں تین اشخاص کا واقعہ آتا ہے جو ایک غار میں پھنس گئے تھے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے نیک عمل کے واسطے سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے غار کا منہ کھول دیا۔ قرآن کریم کی آیت ﴿وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ (المائدة: ۳۵) میں یہی تقویٰ اور نیک اعمال کا وسیلہ مراد ہے۔

اسی طرح کسی زندہ نیک بزرگ سے دعا کرانا بھی جائز ہے جس طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قحط سالی کے موقع پر عم رسول ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی تھی۔

اسی طرح قبرستان جانا مسنون عمل ہے لیکن مخصوص قبروں پر جانے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ وہ قبرستان کے حکم میں نہیں ہیں۔

قبرستان میں جانے کا مقصد موت کی یاددہانی اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ مستحضر کرنا ہے۔

قبرستان میں جا کر یہ مسنون دعا پڑھی جائے:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ، نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ.)) [1]

"اے خاموش گھروں کے مومن ومسلمان ساکنو! تم پر سلامتی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ

[1] رواہ مسلم، مشکوۃ، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے چاہا تو یقیناً ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کے طالب ہیں۔“

اس دعا میں مُردوں سے خطاب کر کے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے اور اپنے لیے دعا کی گئی ہے۔

یہ دعا ہمیں نبی ﷺ نے سکھلائی ہے اور جس طرح سکھلائی ہے، اسی طرح پڑھنا ہمارے لیے ضروری ہے، مُردے ہماری یہ دعا سنتے ہیں یا نہیں سنتے؟ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں، نہ ان کو سنانا مقصود ہی ہے، مقصد تو صرف دعا ہے۔

اس مسنون دعا یا ان کی مغفرت اور عذاب سے نجات کے لیے اپنی زبان میں دعا کرنے کے علاوہ کسی اور چیز کا ثبوت نہیں، جس طرح کہ لوگ فاتحہ پڑھ کر یا کوئی اور قرآنی سورت پڑھ کر مردوں کو بخشتے ہیں یا ان کی مغفرت کی دعا کے لیے اس طریقے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ مُردوں کے لیے فاتحہ خوانی یا قرآنی خوانی کا کوئی ثبوت نہیں ہے نہ اس طریقے سے ان کے حق میں مغفرت کی دعا ہی ہوتی ہے کیونکہ سورۂ فاتحہ یا قرآن کریم کی کسی اور سورت میں مُردوں کی مغفرت کے لیے کوئی دعائیہ الفاظ ہی نہیں ہیں۔ دعائیہ الفاظ تو اس دعا میں ہیں جو نبی ﷺ نے ہمیں قبرستان والوں کے لیے سکھلائی ہے جس کے الفاظ ابھی نقل کیے گئے ہیں۔ اس لیے صرف یہی دعا قبرستان میں جا کر کرنی چاہیے، یہ مسنون دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں مُردوں کی مغفرت کے لیے دعا کرے۔

ہر جمعہ کو والدین کی قبر کی زیارت کرنے کی فضیلت میں ایک روایت آتی ہے لیکن یہ روایت موضوع ہے۔[1] جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اسی طرح شب براءت، محرم اور دیگر خصوصی مواقع پر قبرستان جانا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ قبرستان جب چاہیں جائیں خصوصی موقعوں پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اپنے کسی عزیز کی خاص قبر پر ہاتھ اٹھا کر بھی مغفرت کی دعا کرنا جائز ہے۔

[1] الاحادیث الضعیفة: ۴۹/۱ ـ مشکوة به تحقیق البانی: ۵۵۴/۱، باب زیارة القبور.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قبر پر پھول وغیرہ چڑھانے کا رواج بھی غیر مسنون ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔
قبروں پر چراغاں کرنا بھی ناجائز ہے ایک تو یہ ثابت نہیں، دوسرا اضاعت مال ہے، تیسرا آتش پرستوں کی نقل اوران کی مشابہت ہے۔

بعض لوگ بزرگوں سے استغاثہ و استعانت کے تو قائل نہیں ہوتے لیکن استفاضہ عن القبور (قبروں میں مدفون بزرگوں سے روحانی فیض حاصل کرنے) کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ وہ بزرگوں کی قبروں پر چلہ کشی یا مراقبہ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان سے فیض حاصل ہو گا۔ یہ تصور بھی غلط ہے، اگر قبروں سے یہ استفاضہ جائز یا ممکن ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے ضرور روحانی فیض و برکت حاصل کرتے۔ لیکن کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا۔

توحید کی تین اقسام:

توحید کی تین اقسام:

۱۔توحید ربوبیت ۲۔توحید الوہیت ۳۔توحید صفات

۱۔ **توحید ربوبیت** کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس توحید کو ملاحدہ و زنادقہ کے علاوہ تمام لوگ مانتے ہیں حتیٰ کہ مشرکین بھی اس کے قائل رہے ہیں اور ہیں، جیسا کہ قرآن کریم نے مشرکین مکہ کا اعتراف نقل کیا ہے۔

۲۔ **توحید الوھیت** کا مطلب ہے کہ عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عبادت ہر وہ کام ہے جو کسی مخصوص ہستی کی رضا یا اس کی ناراضی کے خوف سے کیا جائے، اس لیے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ صرف یہی عبادات نہیں ہیں بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دعا و التجا کرنا، اس کے نام کی نذر و نیاز دینا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کا طواف کرنا، اس سے طمع اور خوف رکھنا وغیرہ بھی عبادات ہیں۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ یہ تمام کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کیے جائیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قبر پرستی کے مرض میں مبتلا عوام وخواص اس توحید الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور مذکورہ عبادات کی بہت سی اقسام وہ قبروں میں مدفون افراد اور فوت شدہ بزرگوں کے لیے بھی کرتے ہیں۔

۳۔ **توحید صفات** کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کریں اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر نہ مانیں، مثلاً جس طرح اس کی صفت علم غیب ہے یا دور اور نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے پر وہ قادر ہے، کائنات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے۔ یہ یا اس قسم کی اور صفات الٰہیہ ان میں سے کوئی صفت بھی اللہ کے سوا کسی نبی، ولی یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی جائیں۔ اگر تسلیم کی جائیں گی تو یہ واضح شرک ہوگا۔

زیارت قبور کے وقت توحید کی یہ قسمیں بھی مستحضر رہنی چاہئیں تاکہ کوئی مسلمان کسی بھی قبر والے کے اندر اللہ تعالیٰ کی صفات مخصوصہ میں سے کوئی صفت تسلیم کرے اور نہ اس کے لیے کسی قسم کی عبادت بجا لائے کیونکہ کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفت کا حامل سمجھنا یا اس کے لیے عبادت کی کوئی قسم اختیار کرنا، اس بزرگ اور ولی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا ہے اسی کا نام شرک ہے جو اللہ تعالیٰ آخرت میں معاف نہیں فرمائے گا۔ کیونکہ مشرک پر جنت حرام ہے۔ [1]

---

[1] قبر پرستی، حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"